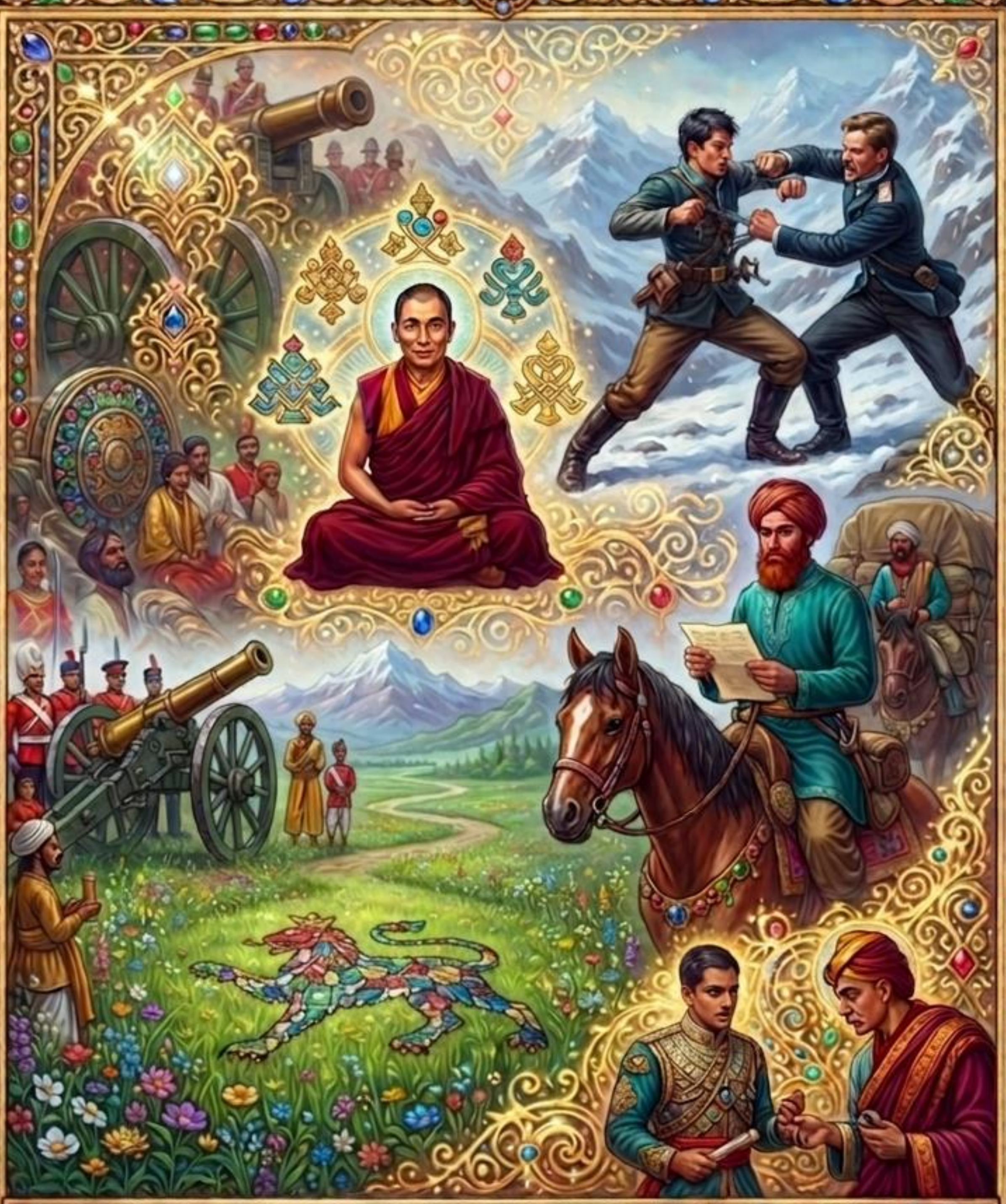

KIM

by Rudyard Kipling

کِم

اردو ترجمہ: سید عرفان علی

Kim, Kipling
Syed Irfan Ali
Kim
Mahbub Ali
Mahbub Ali
Hurree Chunder Mookerjee
Teshoo Lama
Father Victor

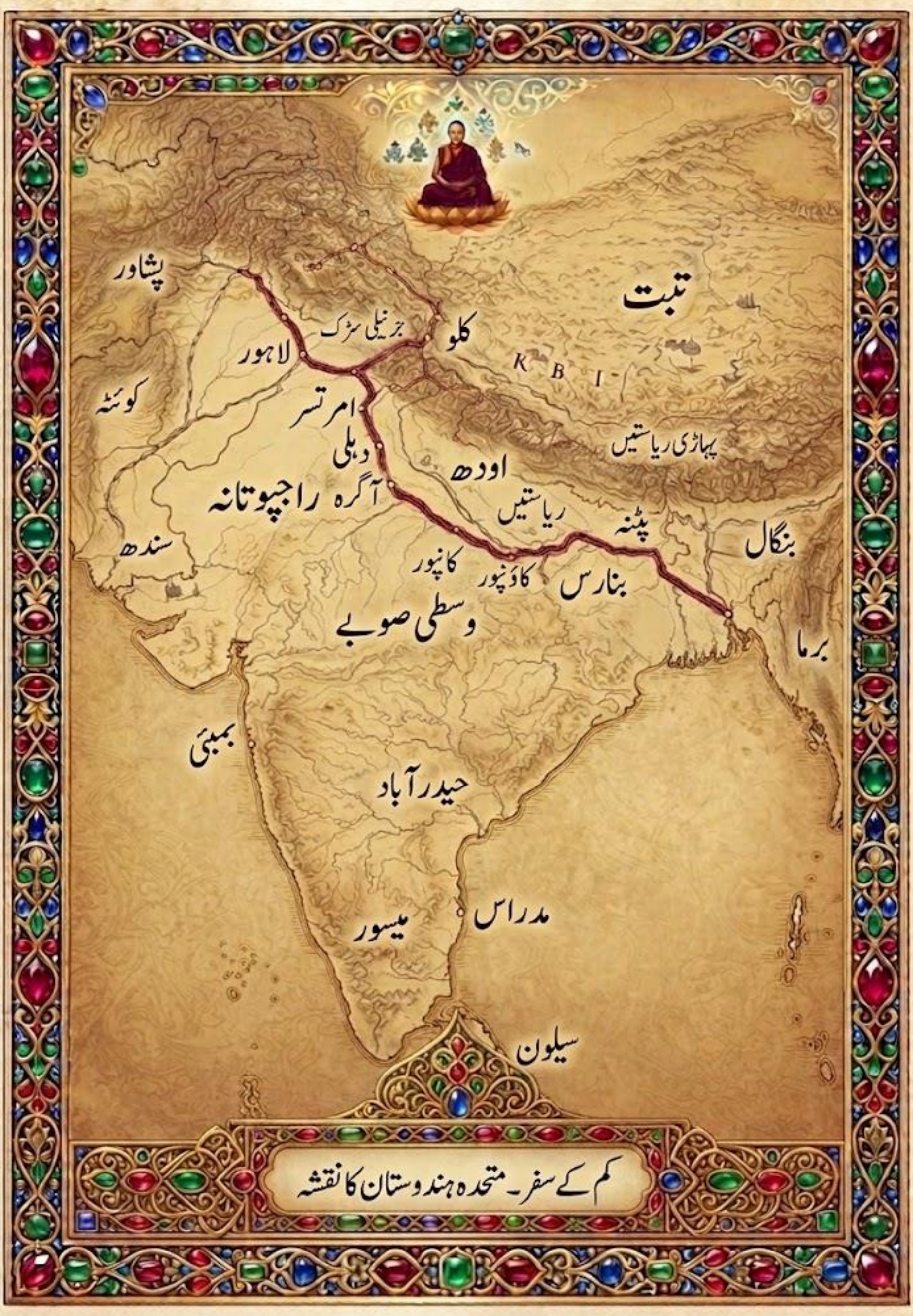

کم کے سفر۔ متحدہ ہندوستان کا نقشہ

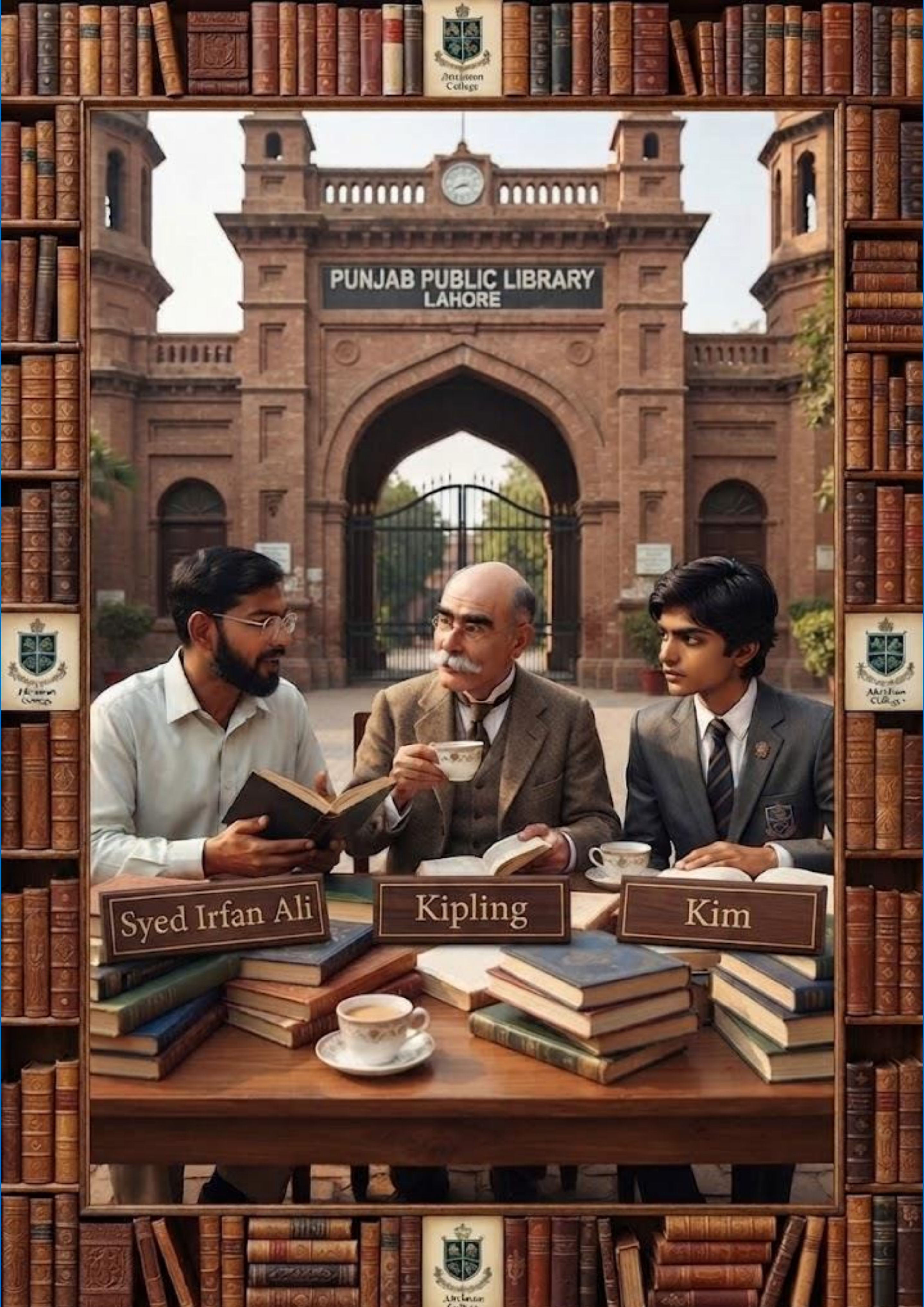

PUNJAB PUBLIC LIBRARY
LAHORE
Syed Irfan Ali
Kipling
Kim

Kim

Rudyard Kipling

Urdu Translation

Syed Irfan Ali

زمزمہ اس توپ کا نام ہے جو لاہور کے عجائب گھر کے سامنے کھڑی ہے۔

اس کے اوپر بیٹھنا منع تھا. مگر ایک لڑکا جس کا نام "کم" تھا اس پر مزے سے بیٹھا ہوا تھا۔

توپ سے زیادہ آگ کے شعلے نکالتا ہوا اژدہا اسے نام دینا چاہئے۔

پنجاب کو فتح کرنے والا سب سے پہلے اس زمزمہ توپ پر ہی قابض ہوتا۔

یہ لڑکا کم انگریز تھا اور پنجاب پر انگریزوں کی حکمرانی تھی

اس لیے اسے اس توپ پر بیٹھنے کا بھی حق حاصل تھا۔

KIM'S ADVENTURE
THE ZAMZAMA GUN

اپنے دوست لالہ دیناناتھ کے لڑکے کو ابھی اس نے لات مار کر توپ سے نیچے اتارا تھا۔

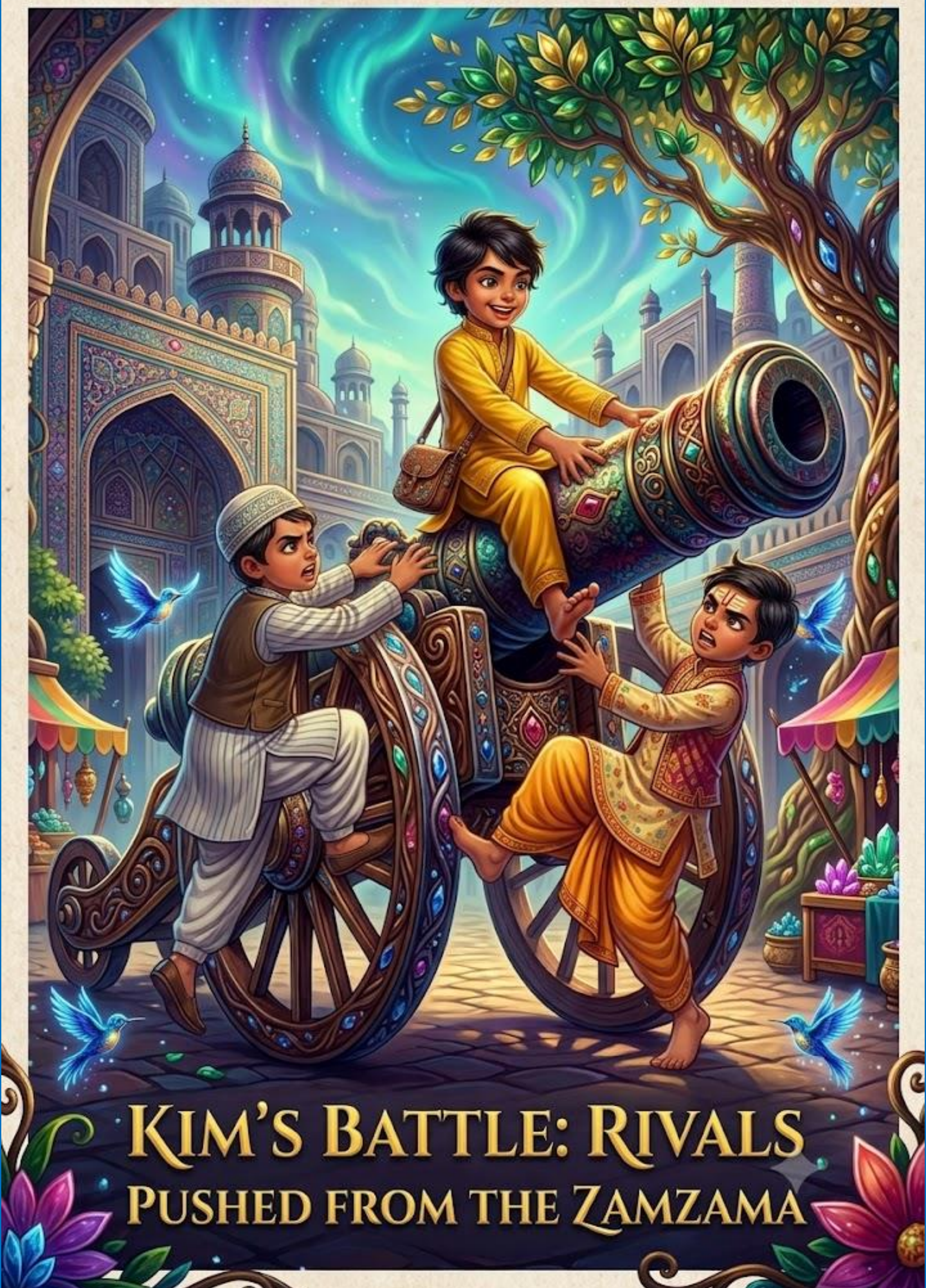
KIM'S BATTLE: RIVALS
PUSHED FROM THE ZAMZAMA

اگرچہ ہندوستان کے کسی بھی لڑکے کی طرح کم کا رنگ سانولہ ہو چکا تھا۔

اگرچہ اردو بھی وہ دوسرے لڑکوں کی طرح ہی بالکل صاف بولتا تھا

اور بازار میں موجود دوسرے لڑکوں سے دوستی کرتا۔

ان کی طرح ہی زندگی گزارتا مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ اصل میں انگریز تھا۔

ایک بہت ہی غریب سفید انگریز لڑکا۔

کم کے امی ابو کی طرف نظر ڈالتے ہیں

کم کے والد کا نام کمبل اوہارا تھا جو فوج میں ملازم تھا

اور اس کی ماں ایک فوجی افسر کے گھر ملازمت کرتی تھی۔

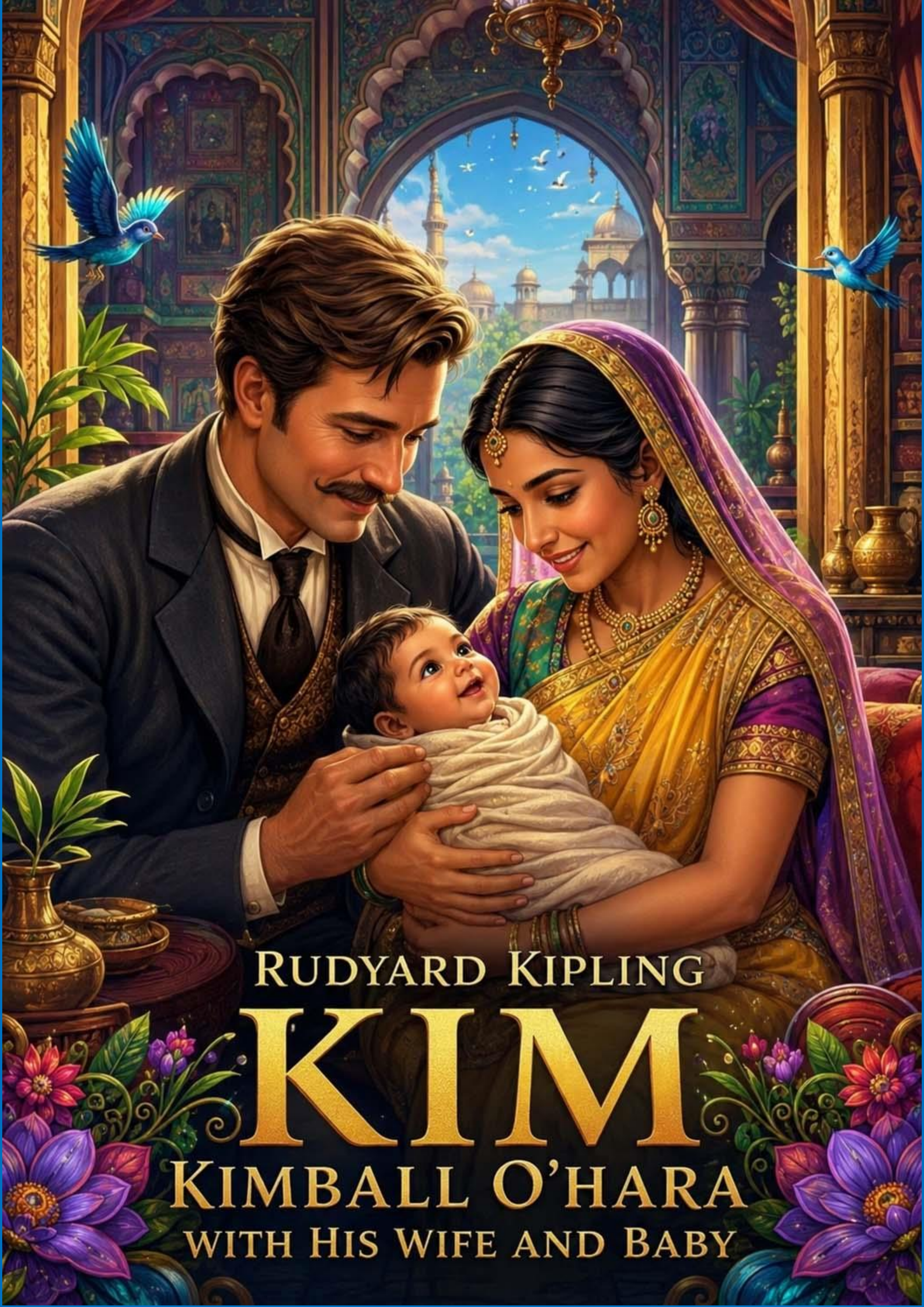
RUDYARD KIPLING
KIM
KIMBALL O'HARA
WITH HIS WIFE AND BABY

اس کے باپ نے فوج کی نوکری چھوڑ کر ریلوے میں ملازمت اختیار کرلی
اور سندھ پنجاب اور دہلی ریلوے میں کام کرتا رہا۔

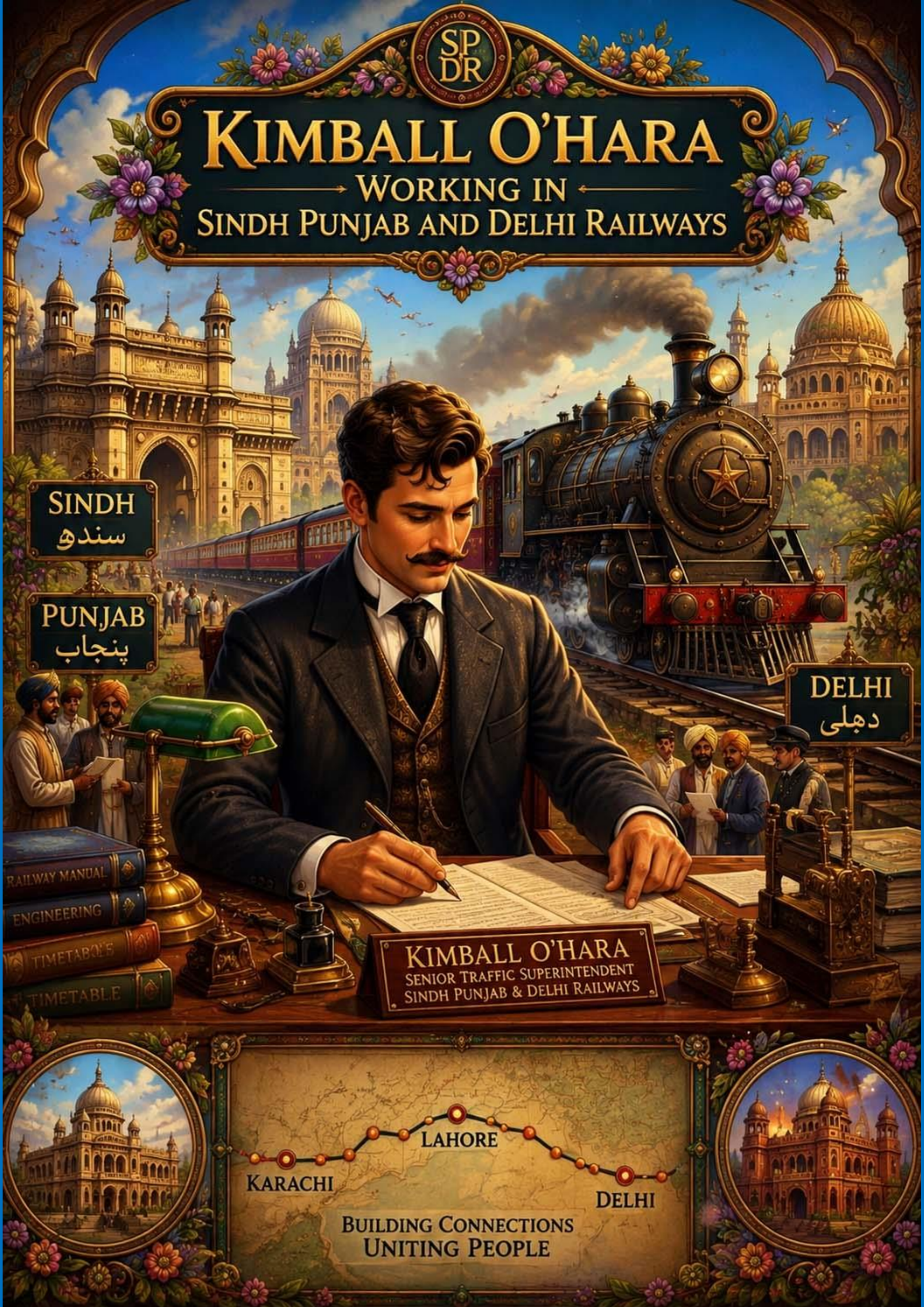
SPDR
KIMBALL O'HARA
WORKING IN
SINDH PUNJAB AND DELHI RAILWAYS
SINDH
سندھ
PUNJAB
پنجاب
DELHI
دهلی
RAILWAY MANUAL
ENGINEERING
TIMETABLE
TIMETABLE
KIMBALL O'HARA
SENIOR TRAFFIC SUPERINTENDENT
SINDH PUNJAB & DELHI RAILWAYS
LAHORE
KARACHI
DELHI
BUILDING CONNECTIONS
UNITING PEOPLE

فیروزپور میں کمم کی ماں بیماری کی وجہ سے مر گئی

تو اس کے باپ نے بہت زیادہ شراب نوشی شروع کر دی

اور ریلوے لائن کے ساتھ

اپنے تین سالہ خوبصورت بیٹے کو لے کر ادھر ادھر پریشان حال گھومتا رہتا۔

1862
KIMBALL O'HARA
AT LAHORE RAILWAY STATION
IN GRIEF, DROWNING SORROWS,
HOLDING ON TO THE ONLY LOVE LEFT

فلاح و بہبود کرنے والے اور نیک انگریز اسے دیکھتے تو بچے کو اس سے لینے کی کوشش کرتے

تاکہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت کر سکیں

مگر اس کا باپ اسے لے کر ان سے بچتا پھرتا۔

1862
LAHORE
CHRISTIAN CHARITY
FOR THE CARE AND FUTURE OF YOUR CHILD
A BETTER LIFE THROUGH EDUCATION AND CARE
KIMBALL O'HARA
AT LAHORE RAILWAY STATION
A FATHER'S LOVE KNOWS NO BOUNDARIES,
NOT EVEN IN THE DARKEST OF TIMES.

پھر اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوئی جو خود بھی نشہ کرتی تھی

اور نشے کی چیزیں بھی بیچتی تھی۔

اگرچہ دنیا کو دکھانے کے لیے وہ پرانے فرنیچر کی دکان چلا رہی تھی۔

کم کے باپ نے اس سے لے کر بہت زیادہ نشہ کرنا شروع کر دیا اور ایک دن مر گیا.

جس کے بعد اس عورت نے کم کی دیکھ بھال شروع کی۔

فلاح و بہبود کرنے والے لوگ جب اس سے بچہ لینے کی کوشش کرتے تو وہ کہتی کہ وہ اس کی خالہ ہے۔

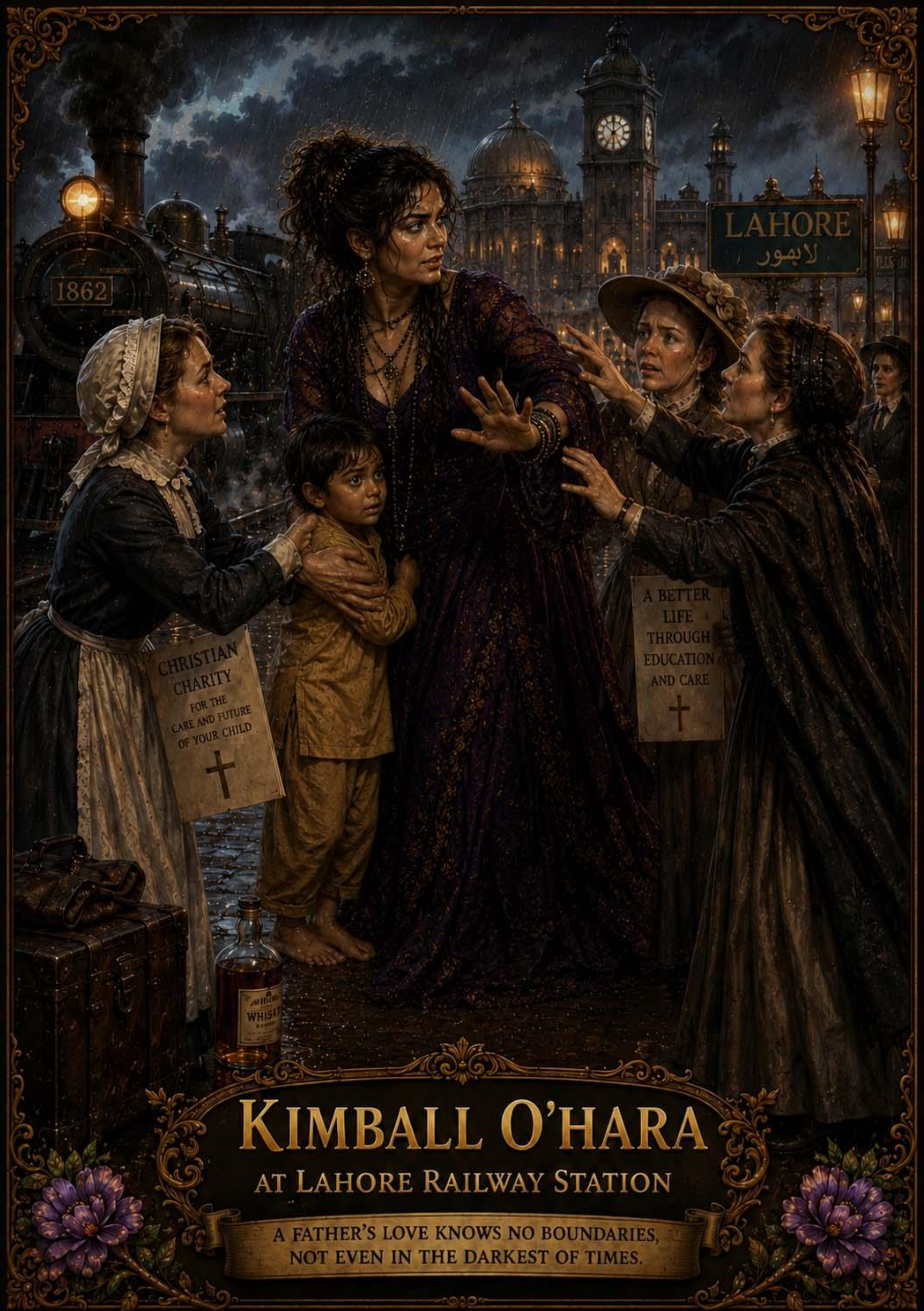
1862
LAHORE
CHRISTIAN CHARITY
FOR THE CARE AND FUTURE OF YOUR CHILD
A BETTER LIFE THROUGH EDUCATION AND CARE
KIMBALL O'HARA
AT LAHORE RAILWAY STATION
A FATHER'S LOVE KNOWS NO BOUNDARIES,
NOT EVEN IN THE DARKEST OF TIMES.

آخری وقت میں کم کو اس کے باپ نے تین کاغزات دیئے تھے۔

ایک وصیت نامہ دوسرا اپنی نیک نامی کا کلیئرنس سرٹیفیکیٹ

اور تیسرا اہم کاغز کم کی پیدائش کا سرٹیفیکیٹ۔

اس عورت نے چمڑے کے چھوٹے سے تعویز میں یہ چیزیں رکھ کر کم کے گلے میں پہنا دیں

تاکہ گم نہ ہوں۔

اس کا باپ جب شدید نشے کی حالت میں ہوتا تو کہتا کہ یہ چیزیں ایک دن کم کے بہت کام آئیں گی اور اسے بہت بڑا آدمی بنا دیں گی بہت عظمت عطا کریں گی۔

اس کے خیال میں یہ چیزیں اسی طرح جادو کی تاثیر رکھتی تھیں جس طرح عجائب گھر کے پیچھے موجود جادو گھر میں جادو گر جادو کے ذریعے چیزوں کو تبدیل کر دیتے تھے۔

اس کا باپ کہتا تھا کہ ایک بہت شاندار فوج کا کرنل عالی شان گھوڑے میں سوار کم سے ملنے آئے گا۔

اگر اس نے اپنے سپاہی کو یاد رکھا

جو اب فیروز پور ریلوے لائن کے قریب غربت کی زندگی گزار رہا ہے۔

ہرے بھرے میدان پر سرخ بیل سانڈ کا بھی وہ ذکر کرتا جو اس فوج کی رجمنٹ کا نشان تھا۔

یہ کہہ کر وہ اپنے برآمدے میں ٹوٹی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر بہت دیر تک روتا رہتا۔

کم کی پرورش کرنے والی عورت اس کے باپ کے الفاظ یاد کرتے ہوئے کبھی کبھار اسے بتاتی

اور کم کہتا ہاں میں یہ چیزیں یاد رکھوں گا۔

وہ عورت کبھی سوچتی کہ ان چیزوں کے ساتھ کم کو جادوگھر بھیج دے

مگر پھر خیال آتا کہ کہیں وہ لوگ کم کو یتیم خانے ہی نہ بھجوادیں۔

دراصل جادوگر کی باتوں اور کمالات پر اسے یقین ہی نہ تھا۔

اب دوبارہ کم کی طرف لوٹتے ہیں

کم کی اپنی ہی سوچ تھی

اور جب خیراتی اداروں کے گورے انگریز اس سے اس کے بارے میں دریافت کرتے

تاکہ اس کی تعلیم وتربیت کر سکیں تو وہ ان سے بچ کر دور چلا جاتا۔

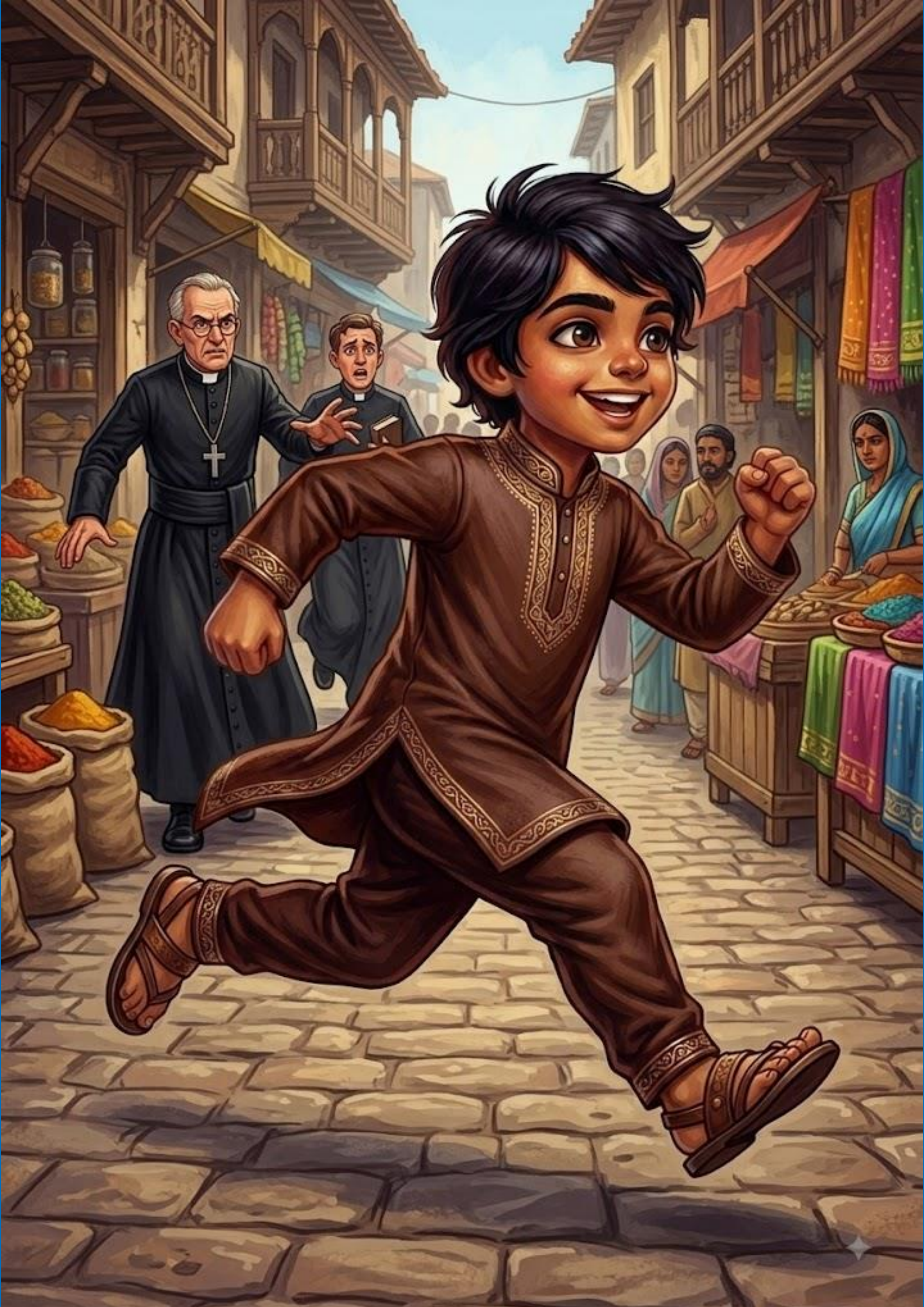

دراصل وہ تو پسند کرتا تھا لاہور شہر کے راستوں کو.

اس کے دروازوں کو

دلی گیٹ سے لے کر شاہی قلعے تک

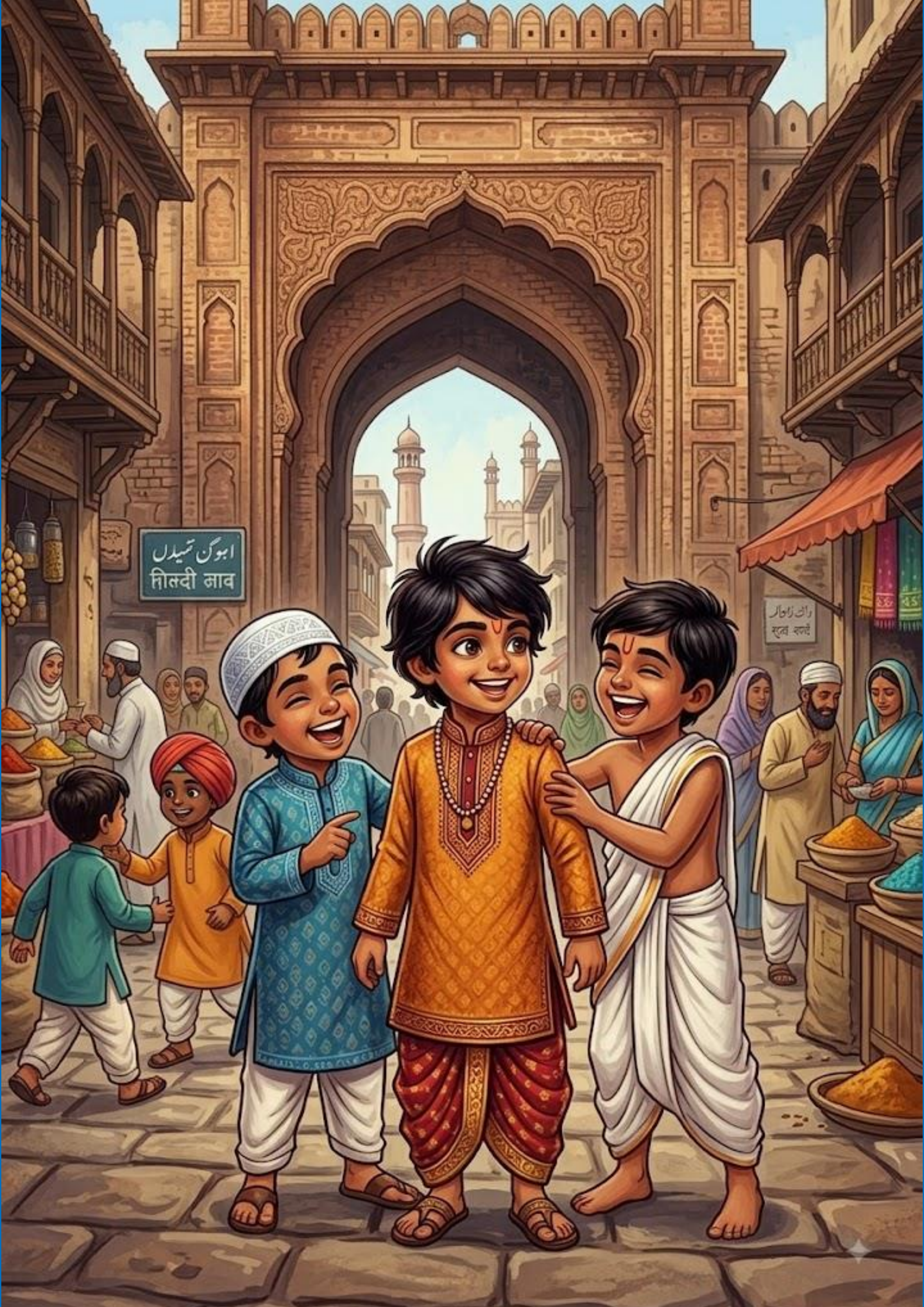
ابوگن تمیدل
तिल्दी माव

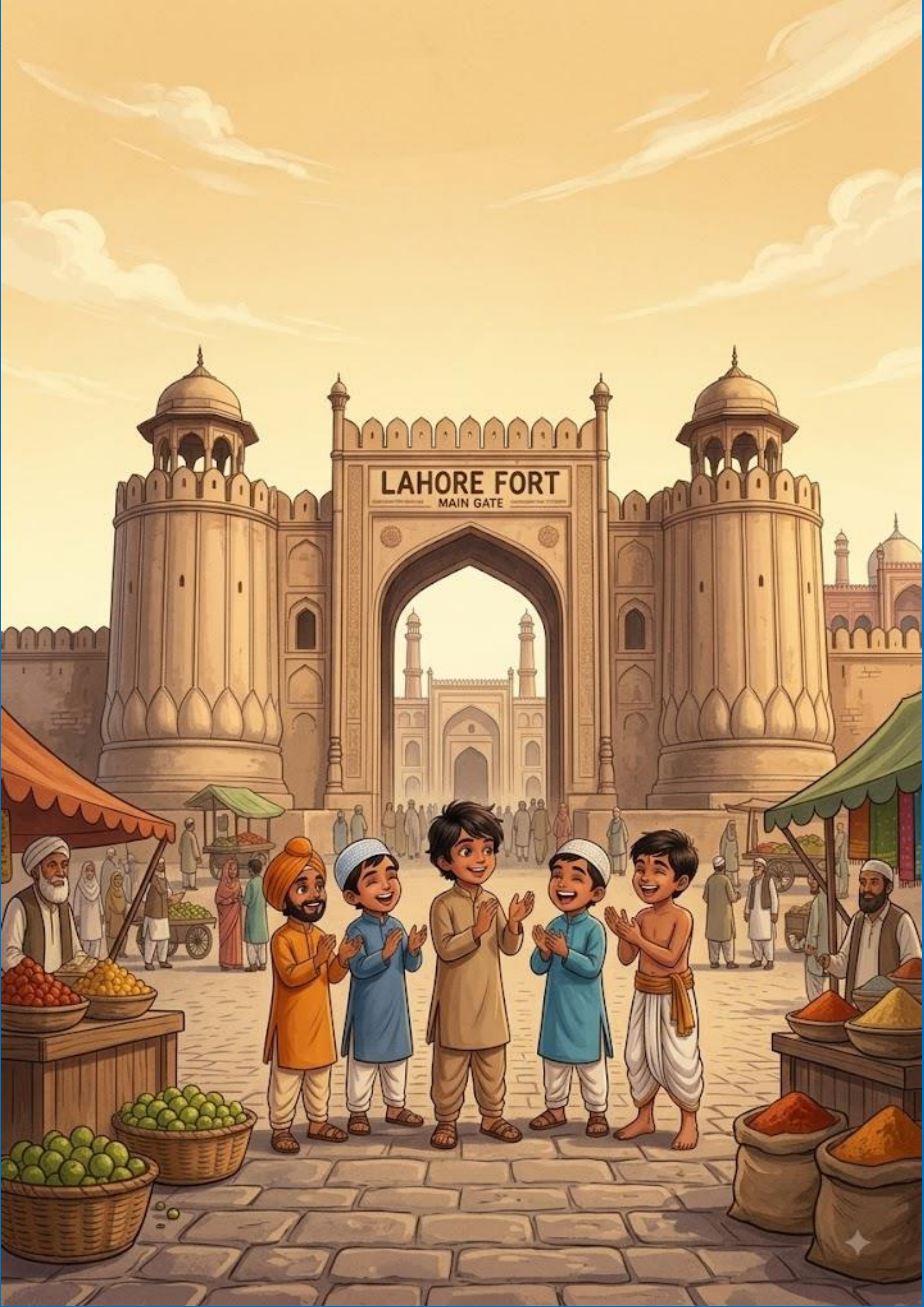
LAHORE FORT
MAIN GATE

بلکہ تیرہ دروازوں کے اندر آباد لاہور کے راستوں کا اسے علم تھا

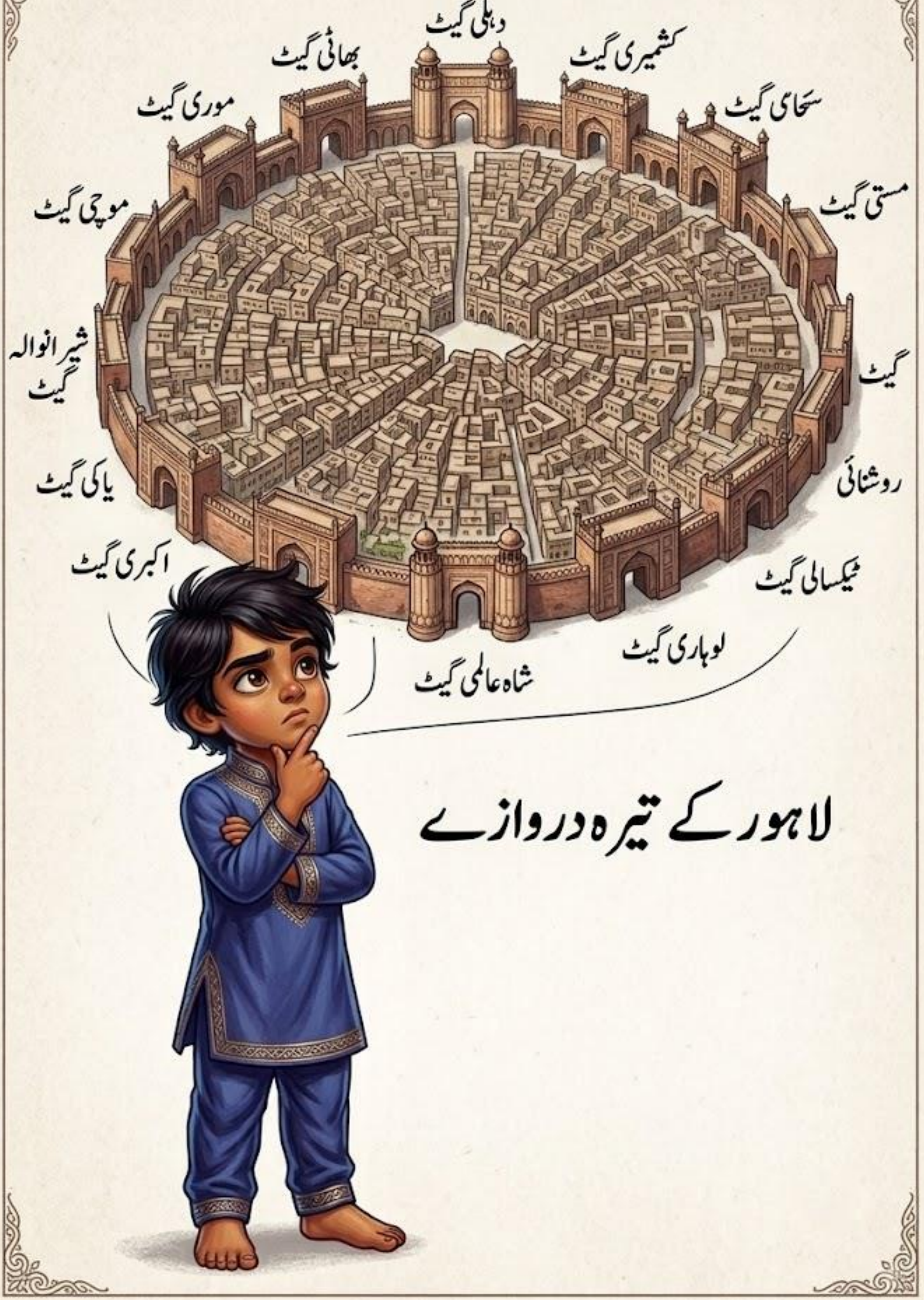

لاہور کے تیرہ دروازے

اور وہاں پر رہتے ہوئے ان تمام لوگوں کا بھی جو ایسی حیران کن زندگی بسر کرتے تھے

جس کا ہارون الرشید جیسا بادشاہ بھی صرف خواب میں ہی تصور کر سکتا تھا۔

وہ ایسی زندگی بسر کرتے جیسے الف لیلہ کی کہانیوں میں زکر ہوتا ہے۔

لیکن خیراتی ادارے تو اس چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کم کتنی حسین زندگی گزار رہا ہے۔

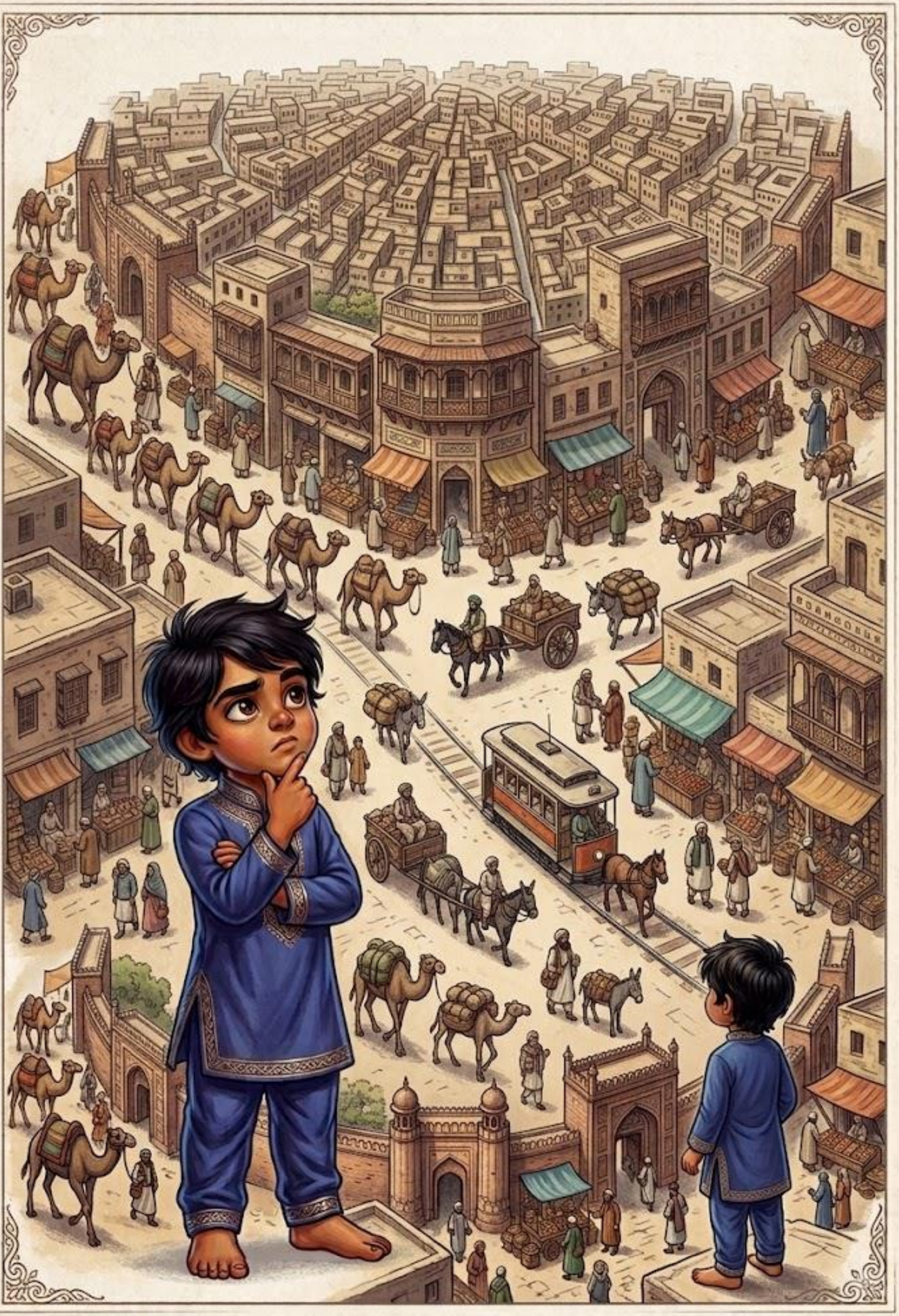

Lahore, Kim
A City of Gardens, Heritage & Festivals
BASANT & KITE FLYING
THOUSANDS OF DIYAS & LAMPS
QATLAMBA COOKING
ANARKALI BAZAR
LAHORI FOOD STREETS
SUFI MUSIC & DHAMAL

LAHORE
BRITISH RAJ
The City of Gardens and Festivals
LAHORE
ANARKALI
BAZAR
QATLAMBA
LAHORI TASTE

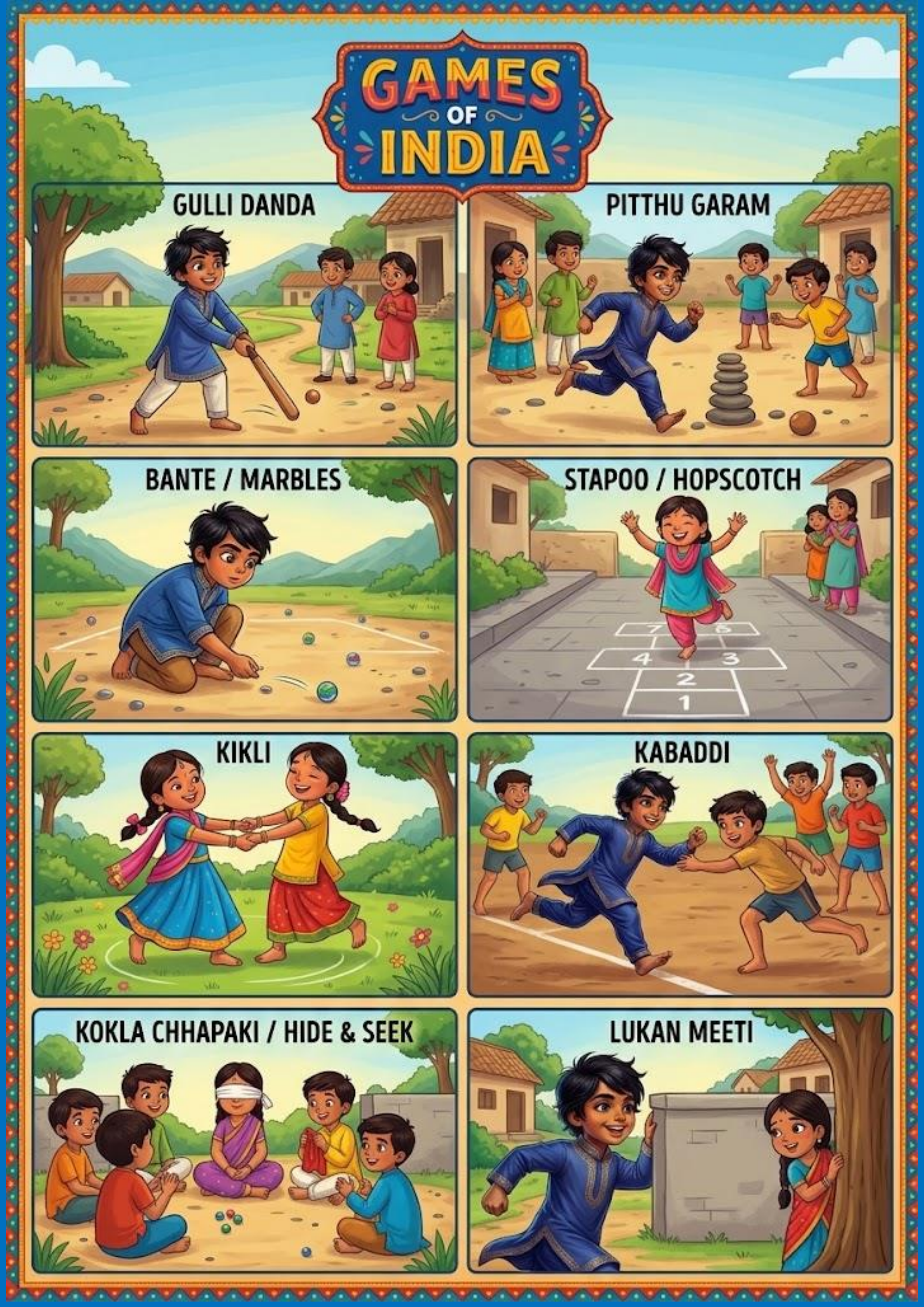
GAMES
OF
INDIA
GULLI DANDA
PITTHU GARAM
BANTE / MARBLES
STAPOO / HOPSCOTCH
KIKLI
KABADDI
KOKLA CHHAPAKI / HIDE & SEEK
LUKAN MEETI

لوگ اس سے محبت کرتے

اور اسے چھوٹا محبوب عالم ساری دنیا کا چھوٹا دوست کہتے۔

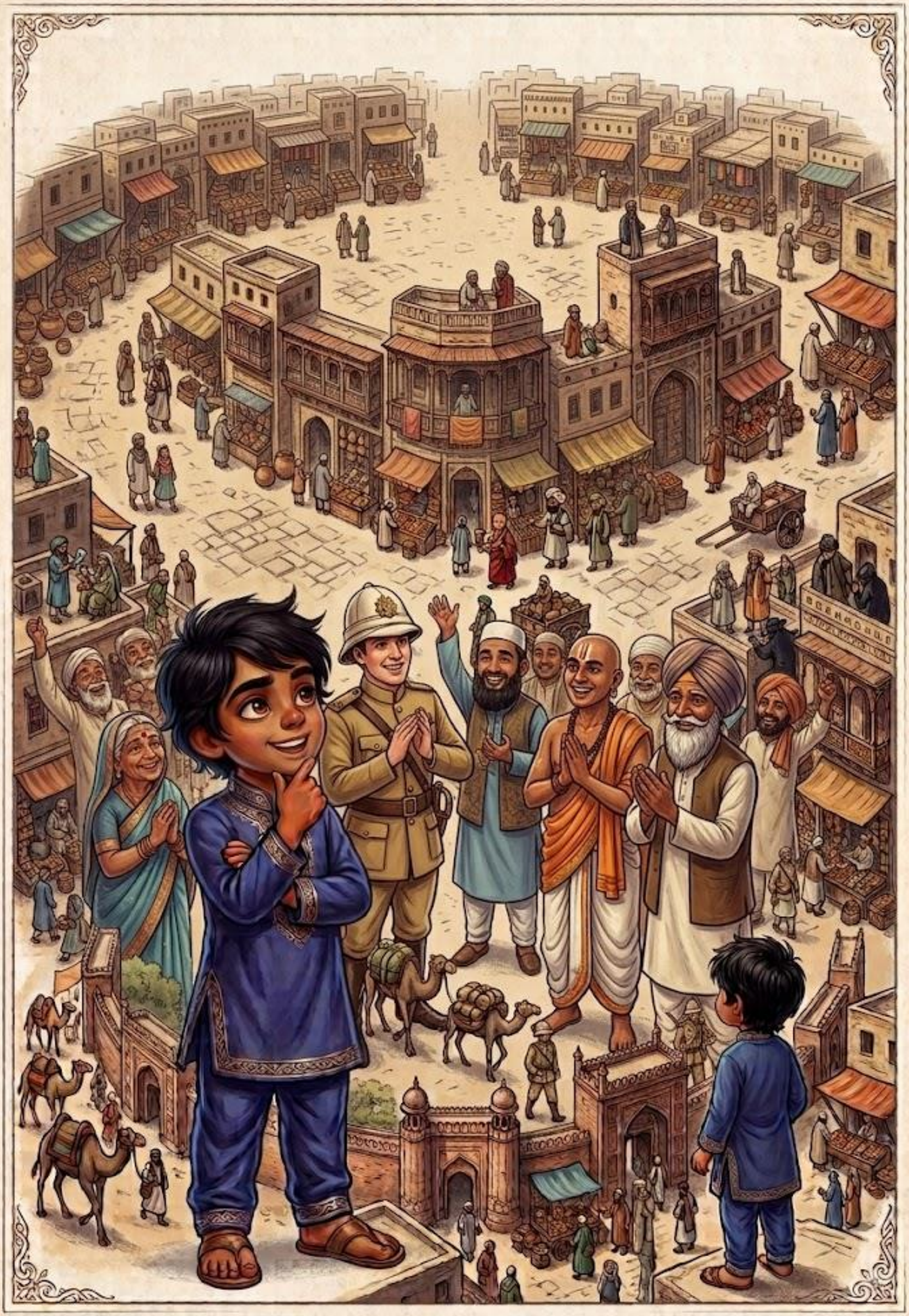

بعض اوقات کم اہم لوگوں کے لیے شاندار اور اہم کام بھی سر انجام دیتا۔

اسے علم تھا کہ یہ دراصل جاسوسی کے کام ہیں۔

جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا دنیا میں موجود برائیاں اس کی نظر میں آگئی تھیں.

لیکن جاسوسی وغیرہ کے فرائض سر انجام دینا اسے پسند تھا۔

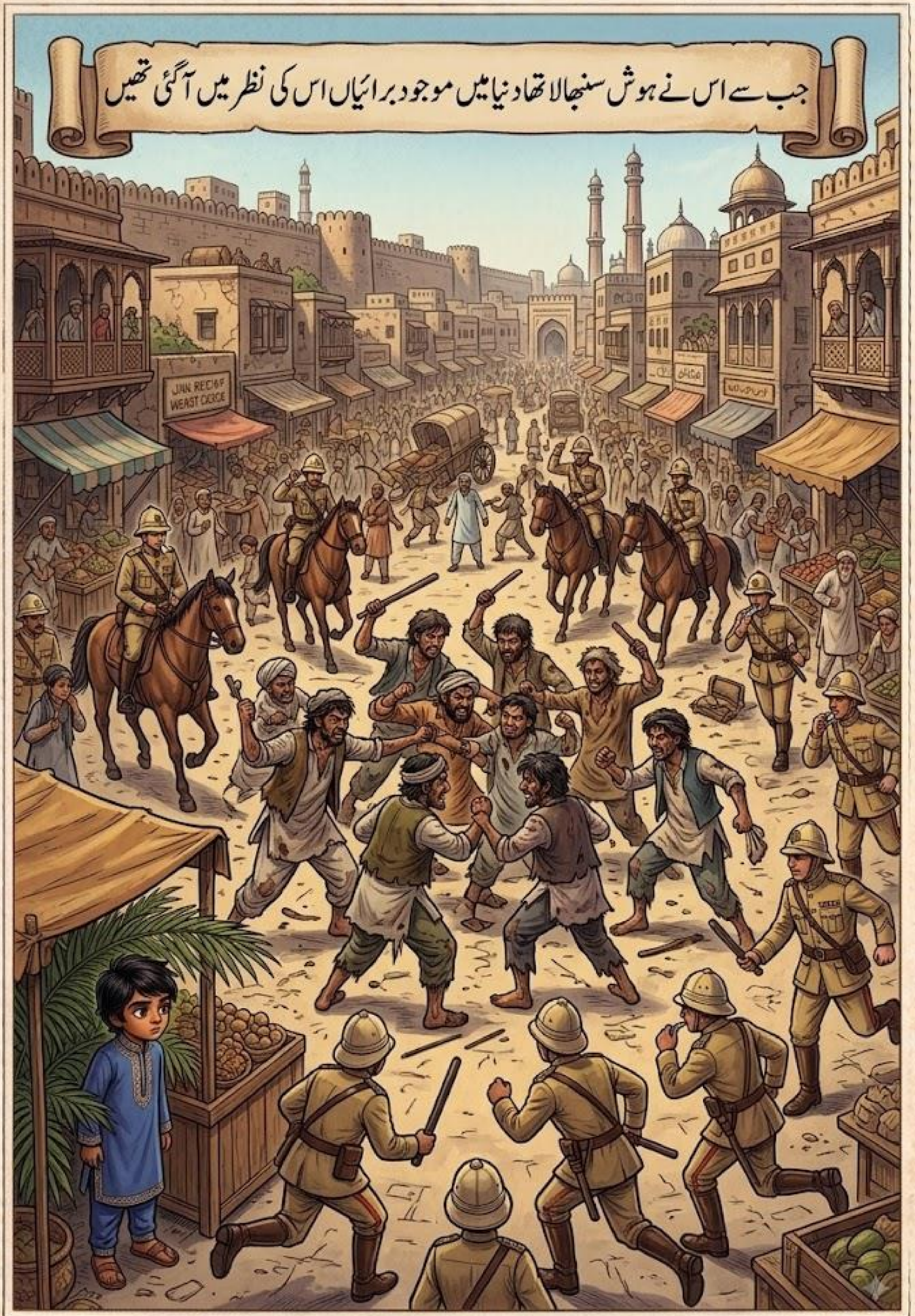
جب سے اس نے ہوش سنبھالا تھا دنیا میں موجود برائیاں اس کی نظر میں آگئی تھیں

گلیوں سے وہ گزرتا جو سنسان اور اندھیری ہوتیں۔

چھتوں پر بیٹھی ہوئی عورتیں اسے باتیں کرتی ہوئی سنائی دیتیں اور

یہ لڑکا پھر آ رہا ہے؟
خدا جانے کہاں سے آیا ہے۔
چپ رہو، وہ ہمیں سن لے گا۔

بعض اوقات گرم موسم میں وہ اپنا طویل راستہ
صرف گھروں کی چھتیں پھلانگتے ہوئے ہی عبور کرلیتا۔

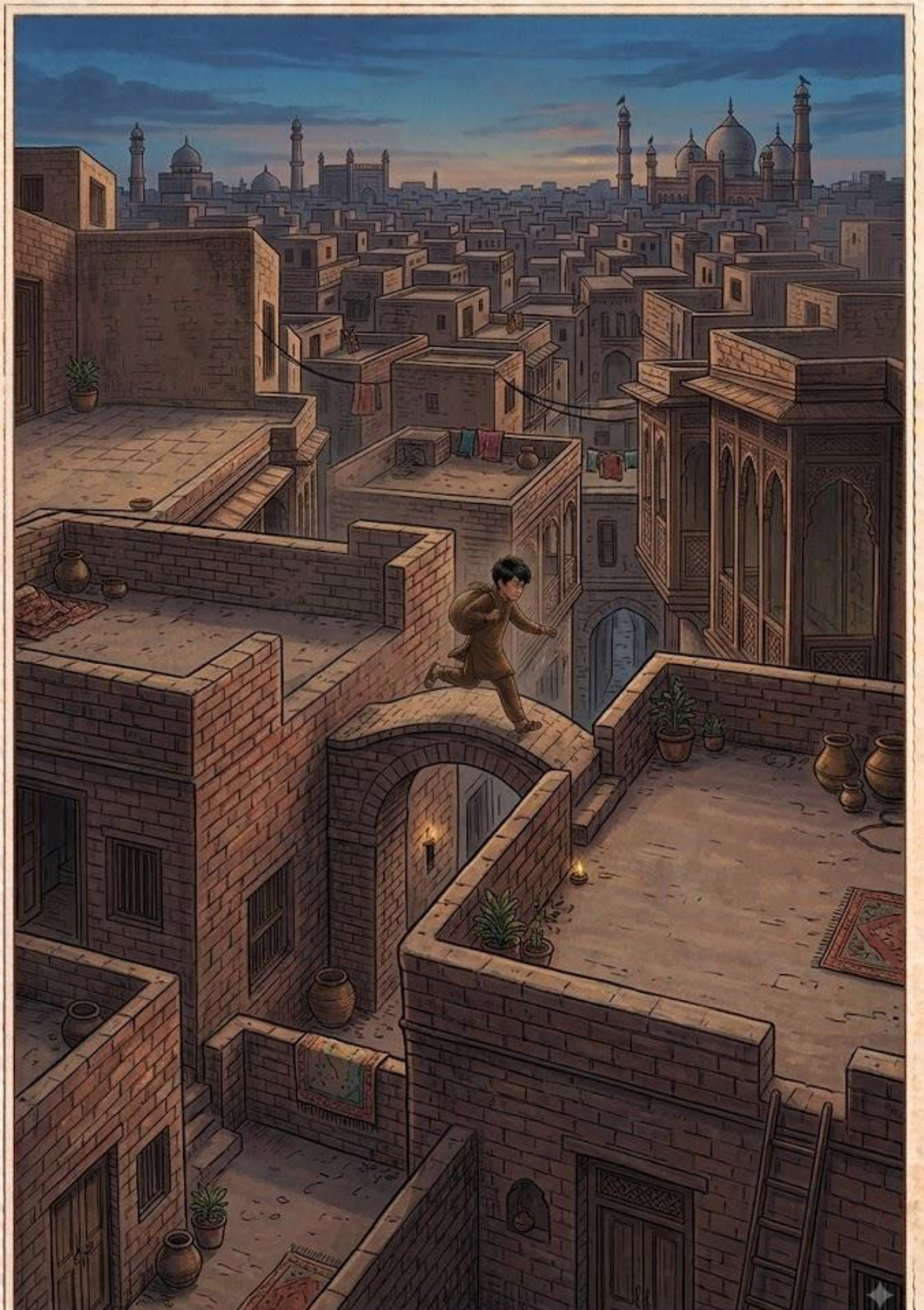

دریائے راوی کے کنارے درختوں کے نیچے بیٹھے فقیروں سے بھی وہ خوب واقف تھا۔

بھیک مانگنے کے بعد جب وہ واپس آتے تو کم ان سے سلام دعا کرتا

اور انہیں ایک ساتھ کھانا کھاتے ہوئے دیکھتا۔

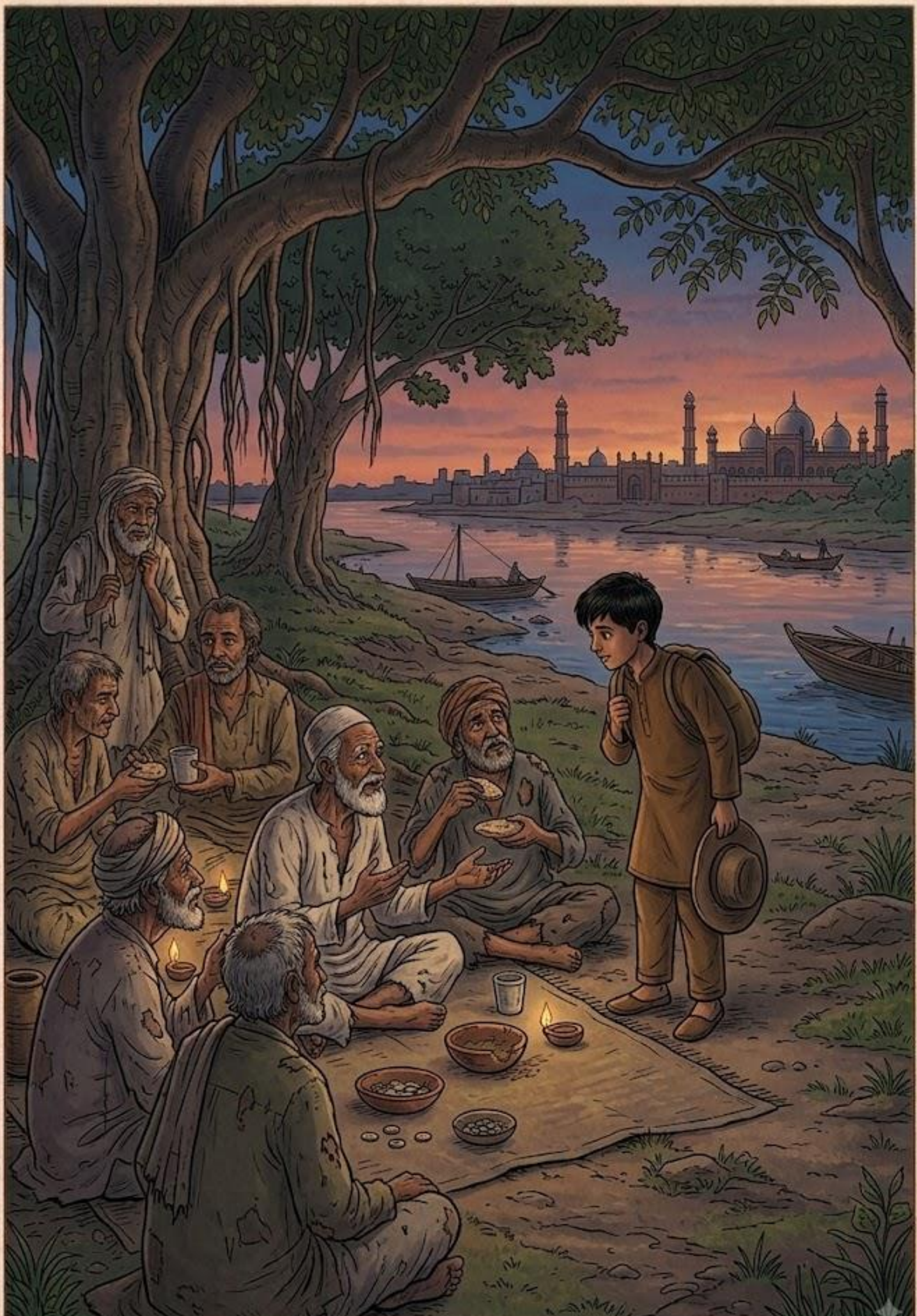

اس کی دیکھ بھال کرنے والی عورت اس سے روتے ہوئے کہتی

کہ کم تمہیں انگریزوں والے کپڑے اور اسی طرح کے جوتے اور ٹوپی بھی پہننی چاہیے۔

مگر کم جب کسی خفیہ جاسوسی کی مہم پر جاتا

تو لوگوں کی نظر سے بچنے کے لئے غریبوں مسلمانوں یا ہندوؤں کا لباس پہن لیتا۔

ایک فیشن ایبل نوجوان آدمی نے اسے ہندو لڑکے کا مکمل لباس دیا مگر افسوس ایک رات شدید زلزلہ آیا اور کنویں کے اندر سے اس شخص کی لاش ملی۔ کم نے پنجاب ہائی کورٹ کے قریب نیلارام کے لکڑیوں کے گودام میں ان کپڑوں کو لکڑیوں کے درمیان ایک خفیہ جگہ پر چھپایا ہوا تھا۔

TIMBER GODAM
PUNJAB HIGH COURT
LAHORE

خاص موقعوں پر جب کسی مشن پر جاتا ہندو تہوار یا شادی کی تقریب ہوتی تو کم ان کپڑوں کو پہنتا۔

غریب کم کو کبھی گھر میں کھانا مل جاتا اور کبھی وہ اپنے ہندو اور مسلمان دوستوں کے ساتھ ہی مانگ کر کھانا کھالیتا۔

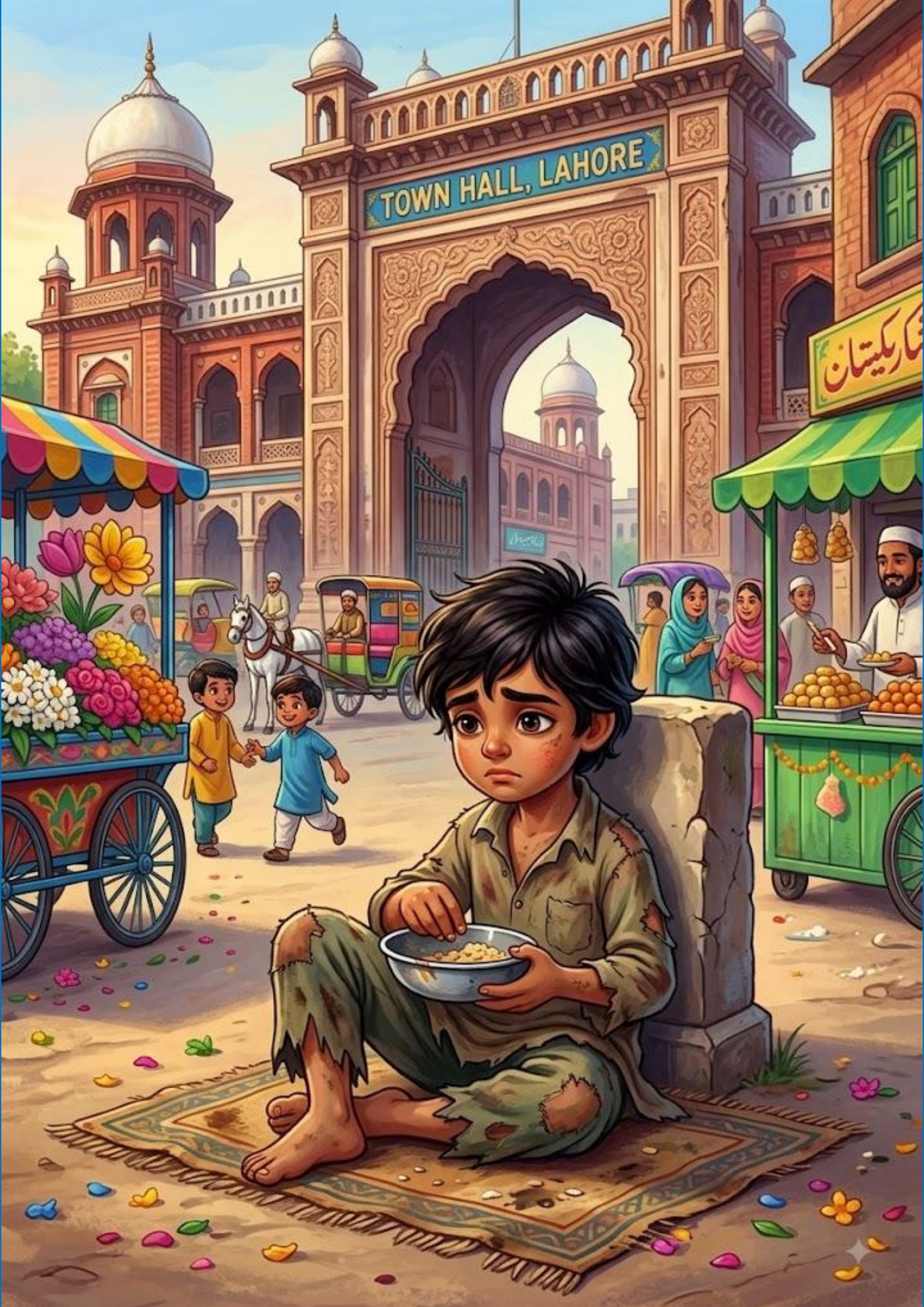
TOWN HALL, LAHORE

زمزمہ توپ کے اوپر بیٹھا ہوا کم اپنے دوستوں چھوٹا لال اور مٹھائی والے کے بیٹے عبداللہ کے ساتھ کھیل میں مصروف تھا۔

KIM'S BATTLE: RIVALS
PUSHED FROM THE ZAMZAMA

عجائب گھر کی حفاظت کرنے والے پنجابی سپاہی کو کم نے کچھ کہہ کر چھیڑا۔ جس نے برداشت کرتے ہوئے غصہ کا اظہار بڑبڑا کر کیا کیونکہ وہ کم کو اسی طرح بہت پہلے سے جانتا تھا جس طرح خشک سڑکوں پر پانی چھڑکنے والا ماشکی جانتا تھا۔ جس طرح عجائب گھر کا بڑھئی جواہر سنگھ اسے جانتا تھا۔ مگر دور دراز سے آئے ہوئے اجنبی جو عجائب گھر کو دیکھنے آتے تھے وہ کم کو نہیں جانتے تھے۔ ہر امیر اور غریب کو عجائب گھر میں جانے کی اجازت تھی اور وہاں کے نگہبان سے وہاں موجود عجائبات کے بارے میں مزید معلومات بھی حاصل کر سکتا تھا۔

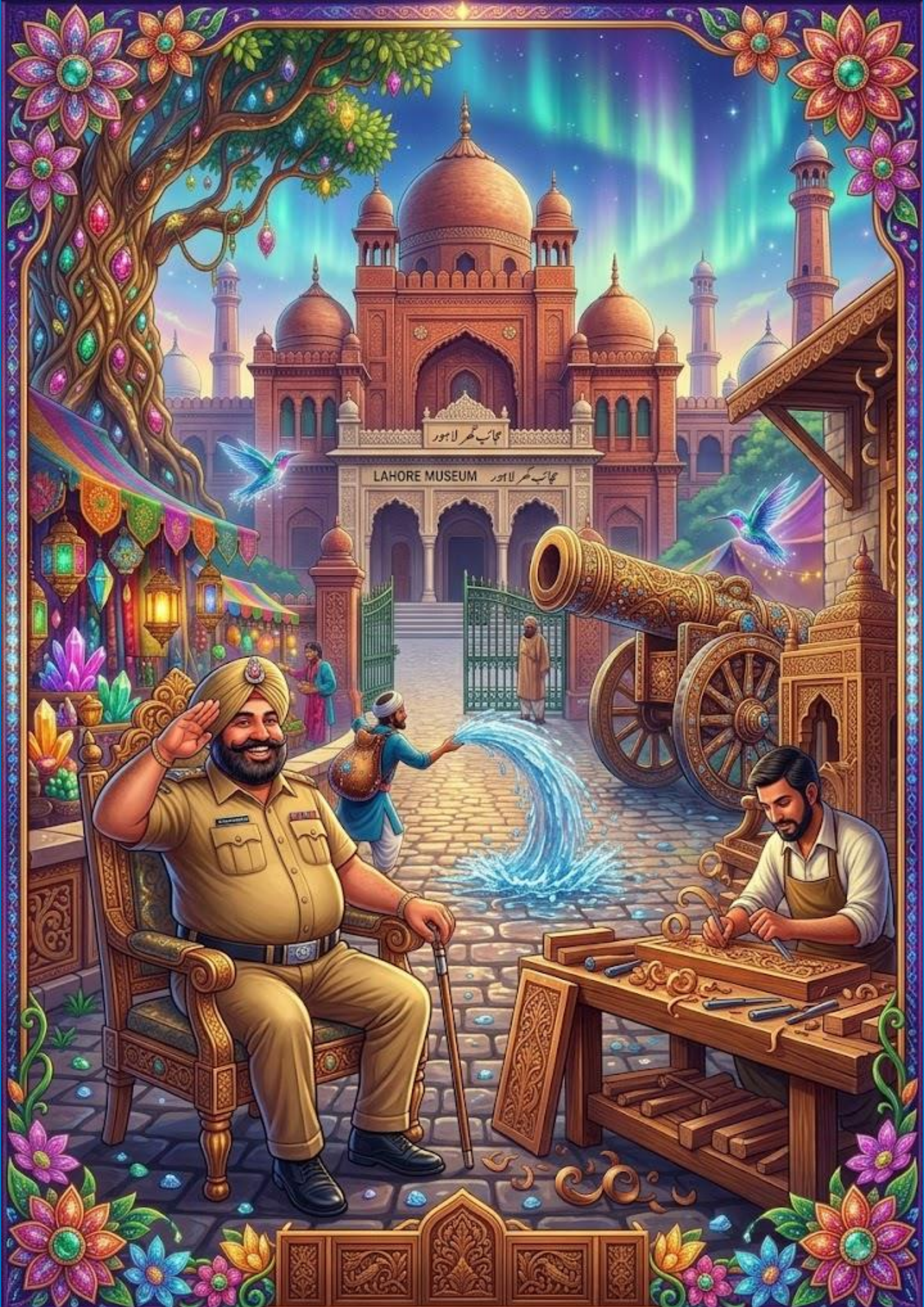
عجائب گھر لاہور
LAHORE MUSEUM عجائب گھر لاہور

توپ کے بڑے پہیے پر چڑھتے ہوئے عبداللہ نے کہا کہ مجھے بھی اوپر آنے دو۔ جس پر کم نے مزے لیتے ہوئے اسے تنگ کیا کہ تمہارے ابو تو پیسٹریاں بناتے تھے اور تمہاری امی گھی چراتی تھی۔ مسلمانوں سے تو یہ توپ بہت پہلے چھینی جاچکی ہے۔ اچھے اور قیمتی کپڑے پہنے ہوئے چھوٹا لال نے اوپر آنے کی کوشش کی۔ اگرچہ اس کا باپ بہت دولت مند انسان تھا مگر انڈیا میں امیر اور غریب بچے ایک ساتھ کھیل سکتے تھے۔

کم نے اسے بھی یہ کہتے ہوئے اوپر آنے کی اجازت نہ دی کہ ہندوؤں سے بھی یہ چھینی جاچکی ہے۔ مسلمانوں نے ان سے چھینی۔ پھر اسے چھیڑا کہ تمہارے ابو تو پیسٹریاں بنانے والے تھے۔

KIM'S BATTLE: RIVALS
PUSHED FROM THE ZAMZAMA

مگر کم نے موتی بازار کی طرف سے آتے ہوئے ایک شخص کو دیکھا تو اپنی بات کو درمیان میں چھوڑ دیا۔ کم جو ہر ذات اور ہر نسل کے انسان سے واقف تھا اس نے ایسا شخص پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ بہت لمبے قد کا چھ فٹ کے قریب۔ ایسے کپڑوں میں ملبوس جس سے کم اندازہ نہ لگا سکا کہ وہ شخص کیا کرتا ہوگا۔ ہاں جسم پر موجود اشیاء سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ مذہبی انسان ہے۔ بازار میں جوتے بنانے والا جو چینی شخص تھا یہ اسی کی طرح کا لگتا تھا۔ کم نے اپنے دوستوں سے کہا کہ دیکھو دیکھو یہ آدمی کون ہے۔ عبداللہ نے حیرانی سے اسے دیکھتے ہوئے منہ میں انگلی دبائی اور کہا کہ یہ انسان لگتا ہے۔ کم نے جواب دیا کہ ہاں ہاں یقینی طور پر انسان ہے لیکن انڈیا کا تو نہیں لگتا۔ میں نے تو پہلے ایسا شخص نہیں دیکھا۔ چھوٹا لال نے کہا دیکھو وہ عجائب گھر کے اندر جا رہا ہے۔

پولیس والے نے اس شخص سے پنجابی میں کہا کہ میں تمہاری بات نہیں سمجھ سکتا پھر کم سے کہا ساری دنیا کے چھوٹے دوست تم اس سے پوچھو کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ توپ سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کم نے کہا ٹھیک ہے اسے میرے پاس بھیجو۔ یہ کسی دوسرے ملک سے آیا ہے اور تم بالکل بھینسے کی طرح ہو۔ مجبوری کی حالت میں وہ شخص لڑکوں کے پاس آیا۔ اس کے جسم پر موجود چیزیں بتا رہی تھیں کہ وہ پہاڑی علاقے سے آیا ہے۔

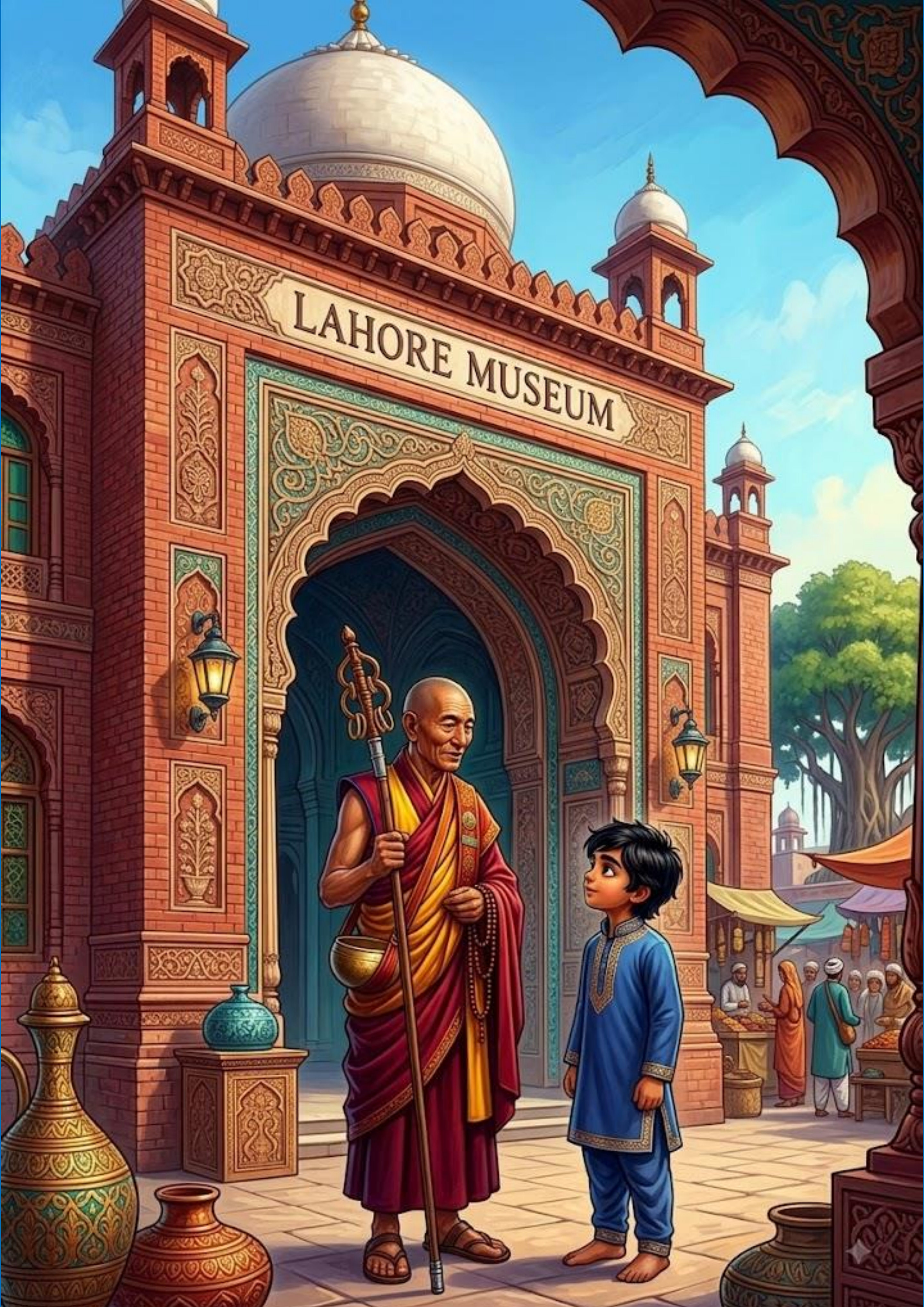
LAHORE MUSEUM

بہت اچھی اردو بولتے ہوئے اس نے پوچھا بچو یہ بڑی عمارت کس چیز کی ہے۔ کم جو بڑی عمر کے لوگوں سے بات شروع کرنے سے پہلے لالہ میاں وغیرہ لگانے کا عادی تھا اس نے آدمی کو کوئی لقب دیئے بغیر کہا کہ یہ عجائب گھر ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس میں جا سکتے ہیں۔

ہاں باہر لکھا ہوا ہے کہ ہر شخص کو اندر جانے کی اجازت ہے۔

کیا بغیر پیسوں کے اندر جانے کی اجازت ہے۔

کم نے کہا کہ میں تو بالکل دولت مند نہیں ہوں اور اندر جاتا رہتا ہوں۔

آدمی نے کہا میں بوڑھا شخص ہوں اور مجھے اس بارے میں علم نہیں۔

کم نے اس سے پوچھا کہ آپ کی ذات کیا ہے آپ کا گھر کہاں ہے کیا آپ بہت دور سے آئے ہیں۔

اس شخص نے کہا کہ ہاں میں بہت دور اور پہاڑوں کے علاقے سے آیا ہوں جہاں ہوا صاف اور پانی ٹھنڈا ہوتا ہے۔

بازار میں جوتے بنانے والے چینی نے ایک مرتبہ عبداللہ کو جوتوں پر تھوک پھینکنے پر برا بھلا کہا تھا اسی لیے اس نے کہا کہ یہ تو چینی ہے۔ چھوٹا لال نے کہا کہ یہ پہاڑی ہے جس پر اس شخص نے جواب دیا کہ میں پہاڑی نہیں ہوں۔ تبت سے میرا تعلق میں دراصل میں لامہ ہوں جسے آپ کی زبان میں گرو بھی کہتے ہیں۔

کم نے کہا تو آپ تبت سے آئے ہوئے گرو ہیں۔ آپ جیسا انسان میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ کیا وہاں بھی ہندو ہوتے ہیں۔ اس آدمی نے جواب دیا کہ ہم درمیانی راستے پہ چلنے والے لوگ ہوتے ہیں جو امن سے زندگی گزارتے ہیں۔ میں اپنی وفات سے پہلے چار مقدس جگہوں کی زیارت کرنے کے لیے نکلا ہوں۔ اس نے محبت سے بچوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں بوڑھا انسان ہوں اور آپ بہت کم عمر تو کیا آپ کا علم میرے جتنا ہو سکتا ہے۔

کم نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ نے کھانا کھایا ہے۔

اس نے مانگنے کا برتن کشکول دکھایا جسے سب لڑکے جانتے تھے اور کہا کہ مجھے ابھی بھوک نہیں لگی۔ پھر کہا کہ کیا لاہور کے اس عجائب گھر کے اندر مقدس ہستی کی تصاویر اور مجسمے بھی ہیں۔ عبد اللہ نے کہا ہاں یہ سچ ہے تمہارے جیسے بت پرست کافروں کے اندر بہت سارے مجسمے موجود ہیں۔ کم نے جواب دیا کہ اس کی باتوں کا برا نہ منائیں۔ یہ عجائب گھر تو حکومت کی ملکیت ہے آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو اندر سے دکھاتا ہوں۔

ہندو چھوٹا لال نے ہلکی آواز میں کہا بچ کے رہو اجنبی لوگ بچوں کو اغوا کر لیتے ہیں اور مسلمان عبد اللہ نے کہا کہ یہ اجنبی بھی ہے اور بت پرست بھی۔ جس پر کم نے ہنستے ہوئے کہا یہ اس علاقے میں نئے ہیں۔ تم لوگ اپنی امی کی گود میں چلے جاؤ وہی تمہارے لیے محفوظ جگہ ہے۔

اس شخص نے کم کے پیچھے چلنا شروع کیا اور بدھا کے عظیم الشان مجسمے دیکھ کر حیران پریشان کھڑا رہا۔ بہت بڑی تعداد میں یہ مجسمے وہاں موجود تھے جو اس عجائب گھر کی شان تھے۔ حیرانی اور تعظیم سے وہ لامہ ہر ایک مجسمے اور تصاویر کو دیکھ رہا تھا۔ جن میں بدھا اور ان کے دیگر قریبی ساتھیوں کے مجسمے بھی موجود تھے۔ ان کو دیکھتا اور بے اختیار زبان سے مقدس کلمات نکلنے لگتے۔ کتنا عظیم الشان دن ہے۔ میری مقدس زیارتوں کا آغاز بہت اچھا ہوا ہے۔ کم نے اس کا تعارف عجائب گھر کے انگریز نگہبان افسر سے کروایا۔ دونوں نے سلام دعا کے کلمات ادا کیے۔ عجائب گھر کے نگہبان نے لامہ کو خوش آمدید کہا اور اسے اپنے دفتر میں لے گیا۔ بوڑھا لامہ اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسنے خزانہ دریافت کر لیا ہو۔ دیر تک وہ عجائب گھر کے نگہبان سے گفتگو کرتا رہا۔

لامہ کی عجائب گھر سے واپسی کے بعد توپ کے نزدیک سپاہی کے منع کرنے کے باوجود کم نے لامہ کو وہاں آرام کروایا۔ نزدیکی گھروں سے اچھا کھانا مانگ کر لایا جو لامہ نے کھایا۔ لامہ کے سونے کے بعد کم وہاں سے چلا گیا اور اپنا لباس تبدیل کیا۔ اب وہ ایک ہندو بچے کی طرح اپنے آپ کو مکمل تبدیل کر چکا تھا۔ لامہ نے جاگنے کے بعد اپنے چیلے کو وہاں نہ دیکھا تو سخت پریشان نظر آیا اور کہنے لگا کہ میرا نیا چیلا میری مدد کو آیا تھا۔ اس نے مجھے راستہ دکھایا عجائب گھر دکھایا اور جب میں بھوکا تھا تو میرے لئے کھانا لایا۔ اس کی مدد سے میں نے مقدس دریا کو تلاش بھی کرنا تھا مگر وہ نہ جانے کہاں چلا گیا۔ کم نے لامہ سے پوچھا کہ آپکا چیلا کس ملک کا کس علاقے کا تھا مسلمان ہندو سکھ جین اچھی ذات سے تھا یا کمتر ذات سے۔ لامہ نے جواب دیا ہم درمیانی راستے کو مانتے ہیں نہ کوئی کمتر ہوتا ہے نہ برتر۔ کم نے لامہ کی پریشانی ختم کی اور کہا کہ میں ہی آپ کا چیلا ہوں - آپ بہت اچھے انسان ہیں اور میں اب کے ساتھ بنارس جاؤں گا اور مل کر مقدس دریا کو تلاش کریں گے۔ دراصل مجھے بھی کسی چیز کی تلاش ہے۔ ایک ہرے بھرے میدان میں سرخ بیل کی جہاں پر میری مدد کی جائے گی۔ ہم دونوں شاید اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔

LAHORE MUSEUM

لامہ نے جب اسی وقت بنارس جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو کم نے کہا کہ رات کو چور بھی ہوتے ہیں اور دوسرے خطرات بھی کل صبح ہم سفر کا آغاز کریں گے۔ لامہ کے پوچھنے پر کہ رات کہاں گزاریں گے کم نے جواب دیا کشمیر سرائے میں جو ریلوے اسٹیشن کے قریب ایک بڑی اور کھلی جگہ تھی۔ گھوڑوں اور اونٹوں کے قافلے جب دور دراز وسط ایشیا کے ممالک تاجکستان افغانستان وغیرہ سے سفر کرتے ہوئے یہاں آتے تو اسی جگہ ٹھہر کر آرام کرتے۔ یہاں ہمیشہ ایسے مسافروں کا ہجوم رہتا جو بہت دور شمال کے پہاڑوں سے لاہور قافلوں کی صورت میں آتے۔ لامہ نے اتنا بڑا شہر اور لوگوں کا ہجوم پہلے نہ دیکھا تھا- بازار روشنیوں سے جگمگا رہے تھے اور ہر رنگ و نسل کے لوگ وہاں موجود تھے۔ لامہ کو یہ سب کچھ خواب کی مانند لگ رہا تھا۔ ٹرام گاڑی جو مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی کے بار بار بریک لگنے کی آواز سے بزرگ لامہ پریشان ہو چکے تھے۔

ریلوے سٹیشن کے قریب سرائے بہت بڑی جگہ تھی۔ شمال کے قافلوں کے اونٹ خچر گھوڑے قریب ہی بندھے ہوئے تھے۔ کچھ پر سامان کے بنڈل لادے جا رہے تھے تو کچھ سے اتارے جا رہے تھے۔

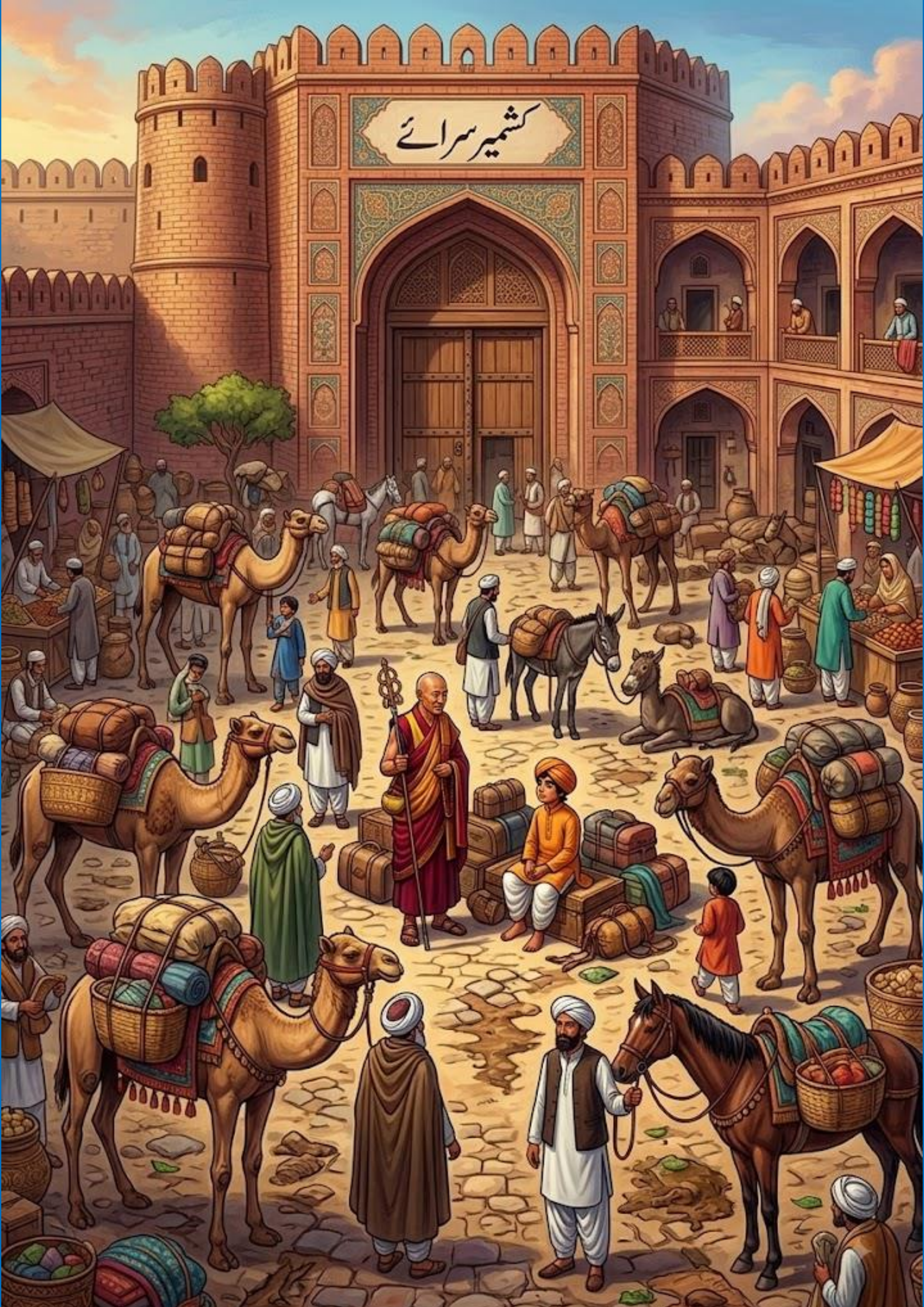
کشمیر سرائے

سرائے کامالک محبوب علی خود بھی افغانستان سے تعلق رکھتا تھااور بڑی عمر کو چھپانے کے لئے داڑھی کو سرخ رنگ کئے رکھتا۔ اسے کم کی اہمیت معلوم تھی جواب تیرہ سال کا تھااور گذشتہ تین سال سے محبوب علی کے لیے جاسوسی اور اسی قسم کے دوسرے کام سرانجام دے رہا تھا۔ محبوب علی پیار سے کم کو چھوٹا محبوب عالم کہتا یعنی ایسا لڑکا جس کی تمام دنیا سے دوستی تھی- محبوب علی نے ایک مرتبہ کم کو ایک آدمی کا پیچھا کرنے کا کہا تاکہ دیکھے کے تمام دن اس آدمی نے کیا کچھ کیا کس کس سے ملاقات کی- کم نے اس شخص کی تمام دن جاسوسی کی اور رات کو محبوب علی نے بہت غور اور توجہ سے کم کی ایک ایک بات سنی- کم کو یہ تو علم نہ تھا کہ یہ سب کچھ کیوں کیا گیا مگر ایسے کام کرنے پر سرائے کامالک محبوب علی کم کو بہترین کھانے کھلاتا اور بعض اوقات رقم بھی دے دیتا-

محبوب علی اپنی سرائے میں موجود تھا۔ آرام دہ بستر پر حقہ پیتے ہوئے۔ کم اس کے سامنے نہ آیا اور لامہ کو آگے کر دیا۔ محبوب علی نے اسے دیکھا تو حیران ہو کر کہا اللہ یہ کیا بہت دور پہاڑوں پر رہنے والا لامہ لاہور میں۔ بوڑھے آدمی تم یہاں کیسے آ گئے۔ جس پر لامہ نے بھیک کا کشکول اس کے آگے کر دیا۔ محبوب علی نے کہا کہ میرے ملازموں کے پاس جاؤ ان میں سے تمہیں ماننے والا بھی ہو گا اور تمہارا ضرور خیال رکھے گا۔ کھانا بھی دے گا۔ اب کم محبوب علی کے پاس آیا۔ ہندو لڑکے کے لباس میں اسے دیکھ کر محبوب علی نے کہا کہ میرے ملازموں میں ہندو بھی ہیں۔ ان کے پاس جاؤ وہ تمہیں کھانا دے دیں گے۔ کم نے اصل آواز میں بتایا کہ وہ کم ہے اور بوڑھے لامہ کے ساتھ اس کا چیلا بن کر بنارس جا رہا ہے۔ محبوب علی نے کہا کم تم نے کبھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ لامہ کو بلایا اس سے سوالات کئے اور کم کی سچائی ثابت ہو گئی۔

محبوب علی کچھ دیر سوچتا رہا پھر بہت آہستہ آواز میں کہا۔ تم بنارس جا رہے ہو امبالہ راستے میں پڑتا ہے۔ تمہیں ایک انگریز آفیسر کو میرا پیغام پہنچانا ہے۔ دراصل وہ ایک سفید گھوڑے سے متعلق ہے۔ پچھلے سال انگریز آفیسر نے وہ خریدنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ محبوب علی نے کم کو انگریز آفیسر کا حلیہ اور جگہ کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اسے پیغام دینا کے سفید گھوڑے کی نسل اب مکمل تیار ہے۔ وہ آفیسر ثبوت مانگے گا کہ تمہیں واقعی میں نے بھیجا ہے تو تم بتانا کہ محبوب علی نے ثبوت بھی بھیجا ہے جو میں تمہیں دوں گا۔

اسی وقت ایک سایہ ان کے قریب سے گزرا تو محبوب علی نے فوری طور پر بات تبدیل کر کے بلند آواز سے کہا اللہ تم دنیا میں اکیلے یتیم تو نہیں جس کے ماں باپ مر چکے ہیں۔ تم جیسے دوسرے بہت سے بھکاری بھی ہیں۔ پھر کم کو کچھ پکڑا کر کہا کہ دوسرے ملازم بچوں کے ساتھ لیٹ جاؤ۔ کل میں تمہیں ملازمت دوں گا۔ جو روٹی محبوب علی نے کم کو پکڑائی تھی اس کے اندر ایک ٹشو پیپر موجود تھا اور چاندی کے تین سکے جو اس کا انعام تھا۔ اپنے گلے میں لٹکے ہوئے تعویذ نما پرس میں کم نے یہ چیزیں رکھ لیں۔ کم کو گھوڑوں کے بارے میں بتائی ہوئی کہانی پر یقین نہ تھا مگر وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ معاملہ بے حد سنجیدہ ہے اور محبوب علی اپنے گھوڑوں کے شاندار کاروبار کے علاوہ انگریز حکومت کے لیے جاسوسی بھی کرتا ہے۔ اگرچہ وہ گھوڑوں کی تجارت کر رہا ہوتا مگر دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں سفر کے دوران جائزہ لے کر حکومت کو رپورٹ دیتا جسے

دیکھ کر انگریز حکومت مزید اقدامات کرتی۔ انڈین سروے ڈیپارٹمنٹ کی خفیہ دستاویزات میں سی پچیس کے نام سے وہ رجسٹرڈ ہے۔

پہاڑی علاقے میں سفر کے دوران محبوب علی کے قافلے پر کچھ دن پہلے حملہ کیا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ ان پانچ حکمرانوں نے کروایا ہے جو برطانوی حکومت کے خلاف تھے اور جو شک کر رہے تھے کہ محبوب علی کے قافلے ان کی جاسوسی کر کے اطلاعات انڈیا میں موجود برطانوی حکومت تک پہنچاتے ہیں۔

اب محبوب علی کے پاس ایک ایسی اہم خبر تھی جو وہ ایک گھنٹہ ضائع کئے بغیر حکام تک پہنچانا چاہتا تھا۔ یہ خبر ٹشو پیپر پر موجود باریک سراخوں کے ذریعے دی گئی تھی یعنی پانچ بادشاہ حکومت کے مخالف ہیں۔ جن کی مدد پشاور میں ایک ہندو بینک اور جنوب میں ایک مسلمان حکمران کے علاوہ بیلجیم کی ہتھیاروں کی ایک کمپنی بھی کر رہی ہے۔

محبوب علی کے دشمن اس پر نگاہ رکھے ہوئے تھے اس لئے وہ خود امبالہ میں موجود انگریز آفیسر تک یہ اہم معلومات لے کر نہیں جا سکتا تھا۔ جب کم اس کے پاس آیا تو اس کے ذریعے یہ کام کروانے کا سوچا کیونکہ ایک پہاڑی لامہ اور بھکاری غریب بچے پر کوئی شک نہیں کر سکتا تھا۔

محبوب علی اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے پوری کرنے کے بعد طوائفوں کے علاقے میں ایک خوبصورت عورت سے ملنے گیا جس کا تعارف ایک کشمیری پنڈٹ نے اس سے کروایا تھا۔ اگرچہ اس کے مذہب میں منع تھی مگر عورت نے اسے خوب شراب پلائی۔ نشے میں بولتا رہا پھر عورت نے مدہوش کرنے کے بعد اس کی تلاشی لی.

The Story of Kim Continued. In the Rich Lahore Room...

اور چابیاں محبوب علی کی بیلٹ سے نکال کر وہاں موجود دہلی کے ایک شخص کے حوالے کر دیں۔

The Story of Kim Continued. In the Rich Lahore Room...

کچھ دیر بعد کم نے محبوب علی کے خالی کمرے میں اسی شخص کو دیکھا جو چابیوں کے ساتھ موجود تھا۔ اس نے ایک ایک چیز کی تلاشی لی۔ محبوب علی کے جوتے بھی دیکھے جس سے کم سمجھ گیا کہ یہ عام چور نہیں ہے کسی خاص چیز کی تلاش میں ہے۔ پہلے سوچا کہ چور چور کی آواز خاموشی میں بلند کر کے تمام سرائے کو جگا دے۔ مگر پھر ذہن نے کہا نہیں۔ خاموش رہو۔ کم سمجھ چکا تھا کہ وہ شخص جو کچھ تلاش کر رہا ہے وہ تو اسکے پاس محفوظ ہے اور ایک سوراخ سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ معاملے کی سنگینی کا اسے اندازہ ہو گیا اور رات کے اندھیرے میں ہی لامہ کو جگا کر کہا کہ ہمیں ابھی بنارس کی طرف سفر شروع کرنا ہے۔

The Story of Kim Continued. Night in the Sarai.

بعد میں حسین عورت اور کشمیری پنڈت گفتگو کر رہے تھے۔ بے ہوشی میں خراٹے لیتے ہوئے محبوب علی پر کہنی رکھ کر حسین عورت کہنے لگی کہ اس بے غیرت گھوڑوں کے افغان تاجر کو گھوڑوں اور عورتوں کے علاوہ کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ جب دہلی کے آدمی نے بتایا کہ محبوب علی کے کمرے سے کچھ نہیں ملا تو کشمیری پنڈت نے سوچتے ہوئے کہا کہ گھوڑوں کا تاجر کہا گیا تھا کسی کا نام نہیں لیا گیا تھا۔ حسین عورت بولی وہاں تو اتنے گھوڑے کے تاجر جاتے ہیں جتنے پرائے کوٹ میں پسو ہوتے ہیں۔ سکندر خان۔ نور علی بیگ۔ فرخ شاہ سب کے ہی قافلے جاتے ہیں۔ کشمیری پنڈت نے کہا انکے قافلے آئیں تو ان پر بھی نظر رکھنا۔ حسین عورت نے محبوب علی کا سر نفرت سے ایک طرف کرتے ہوئے کہا کہ میرا کام تو پیسے کمانا ہے۔ فرخ شاہ تو پورا ریچھ ہے۔ علی بیگ لاپرواہ فضول انسان ہے۔ اور بوڑھے سکندر خان پر لعنت بھیجو۔ خیر اب سونا چاہیئے کیونکہ یہ بے غیرت تو صبح سے پہلے نہیں جاگے گا۔

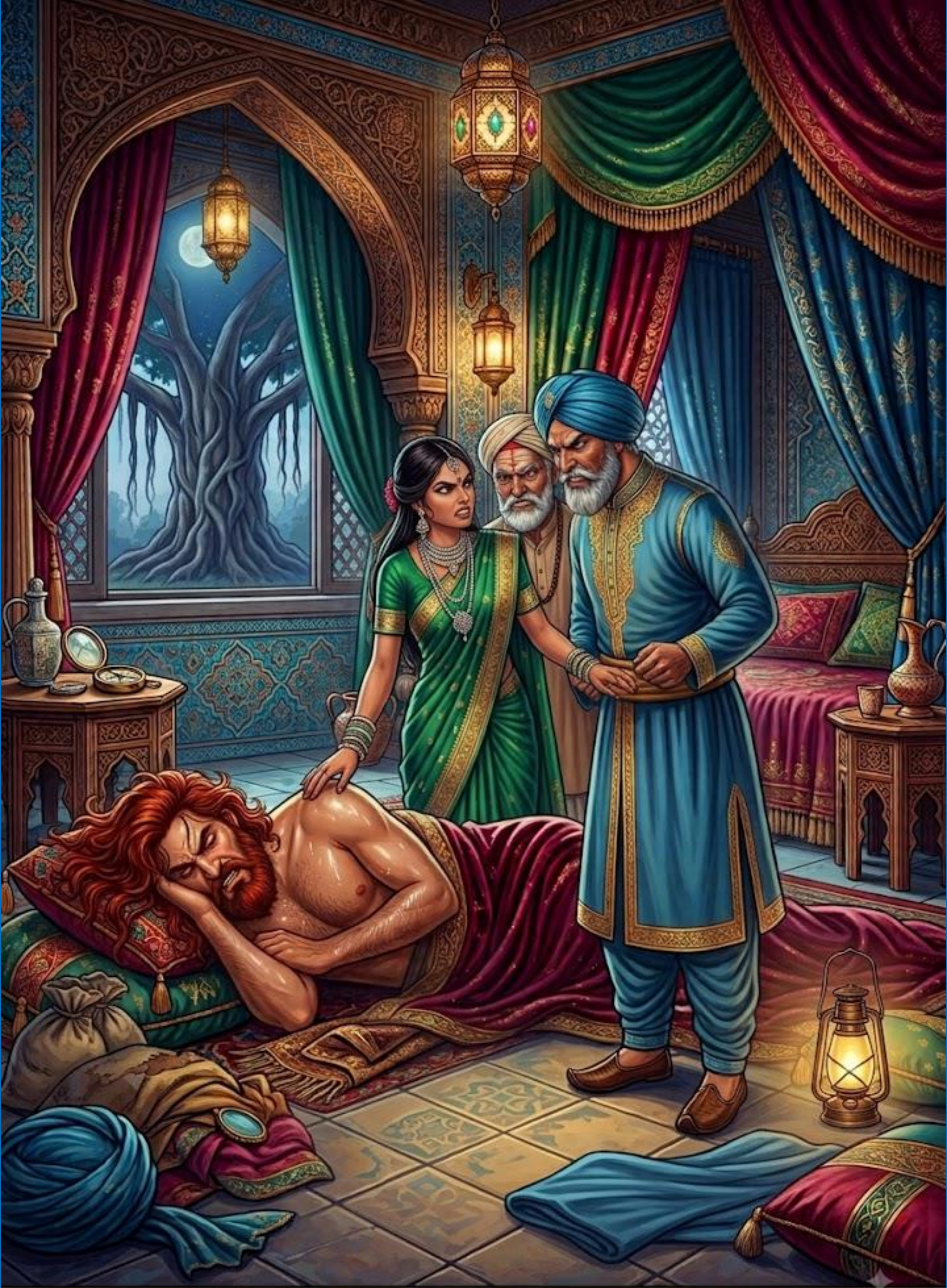

The Story of Kim Continued. In the Palace of Secrets.

صبح محبوب علی کی آنکھ کھلی تو حسین عورت نے معصومیت سے کہ کیا آپکو علم ہے شراب کتنی بری شے ہے۔ توبہ توبہ آپ نے اسے چھو کر گناہ کا کام کیا ہے۔

The Story of Kim Continued. In the Palace of Secrets.

محبوب علی نے تاروں کی روشنی میں سرائے کی طرف سفر شروع کیا۔ کم اور لامہ نظر نہ آئے تو ایک آدمی کو جگا کر انکے بارے میں دریافت کیا۔ جس نے جواب دیا پاگل بوڑھا رات کو ہی اٹھ گیا اور کہنے لگا کہ وہ بنارس جا رہا ہے اور لڑکا اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ محبوب علی نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دل میں کہا تمام کافروں پر خدا کی لعنت اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔

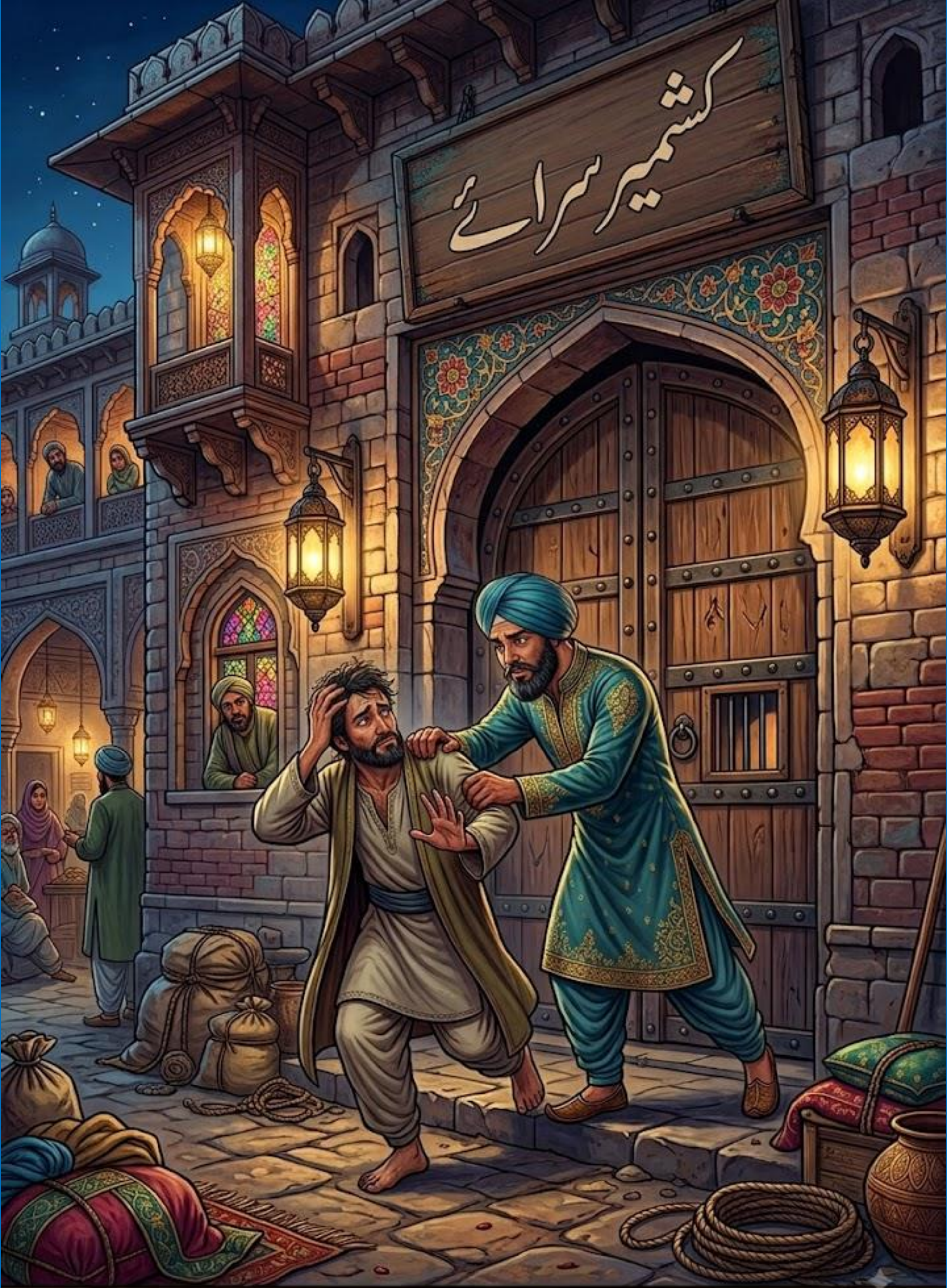

The Story of Kim Continued. In the Palace of Secrets.

کم اور لامہ ریلوے اسٹیشن پہنچے جو رات کے اندھیرے میں ایک قلعے کی مانند نظر آ رہا تھا۔ لامہ اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا اور کہا کہ یہ تو کسی شیطان کا بنایا ہوا لگتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے تھرڈ کلاس مسافر جگہ جگہ لیٹے ہوئے ریل کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کم نے کہا کہ اب ہم انبالا کے ٹکٹ لیں گے تو لامہ نے کہا کہ ہمیں تو بنارس جانا ہے۔ کم نے اسے تسلی دی۔ رات کے وقت ٹرین آئی تو سوئے ہوئے مسافر جاگ اٹھے اور ہر طرف افراتفری مچ گئی۔ لامہ نے کم کو ٹکٹ کے لئے بہت سے روپے دیئے تو اس کی سادگی اور سچائی نے کم کے دل پر بہت اثر کیا۔

کم نے امبالہ کا ٹکٹ مانگا تو ٹکٹ والے نے نیند کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے جو ٹکٹ کم کی طرف پھینکا وہ صرف چھ میل دور اگلے سٹیشن کا تھا۔ کم نے اسے کہا کہ تم گاؤں سے آئے ہوئے لوگوں کو بیوقوف بنا سکتے ہو لیکن میں تو لاہور شہر کا رہنے والا ہوں۔ بابو جی درست ٹکٹ دو امبالہ کا۔ جس پر بابو نے درست ٹکٹ پکڑایا تو ایک اور ٹکٹ امرتسر کا مانگا۔ دراصل وہ خود پیسے بچانے کے لئے نزدیکی ٹکٹ لے کر دور کا فاصلہ طے کرنا چاہتا تھا۔

ٹکٹ خرید کر باقی رقم لامہ کو واپس کر دی ہاں تھوڑا سا اپنا کمیشن رکھنا وہ نہ بھولا۔

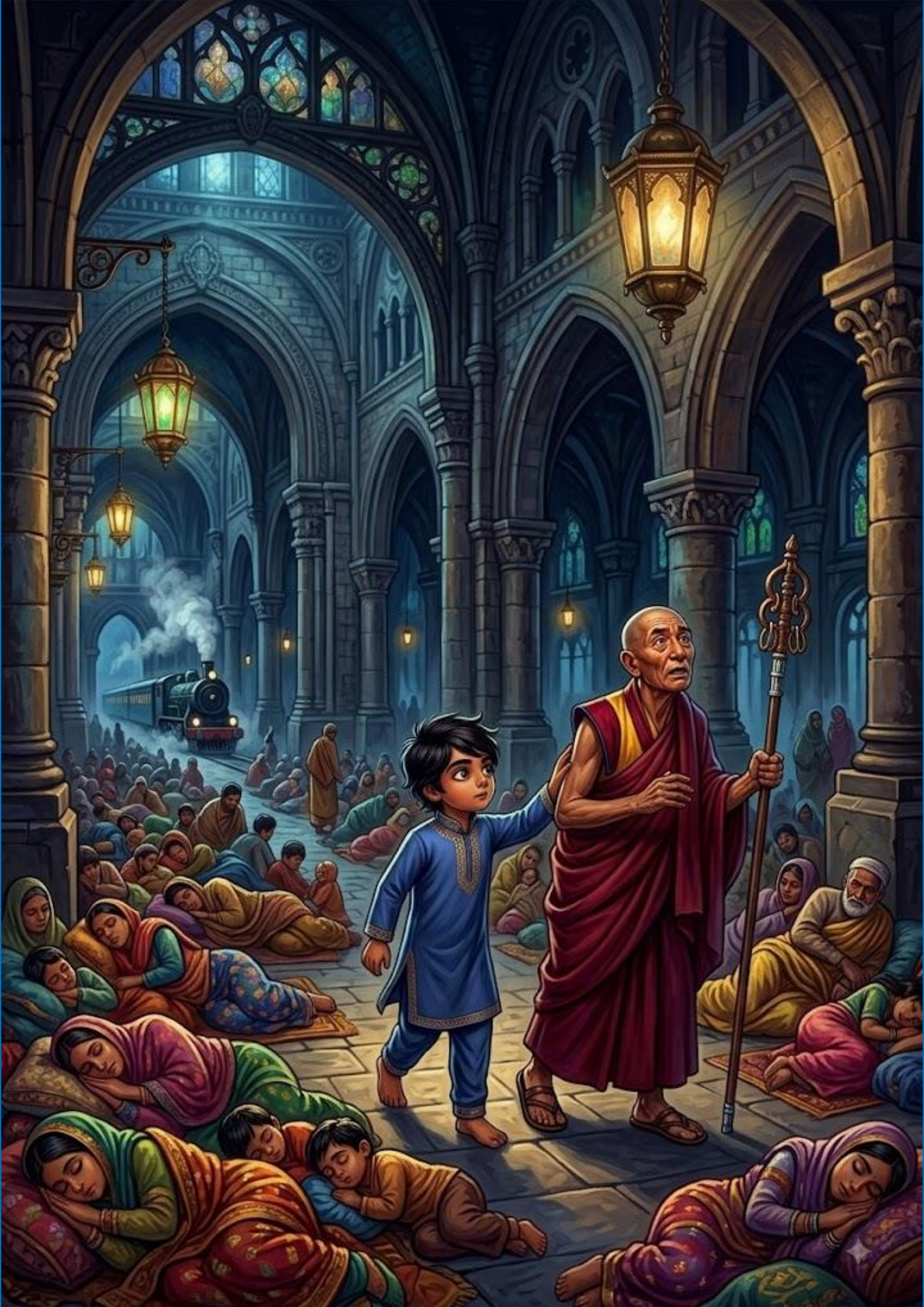

تھرڈ کلاس ریل کے بھرے ہوئے ڈبے دیکھ کر لامہ پھر گھبرا گیا اور کہا کہ کیا ہم پیدل سفر نہیں کر سکتے۔ ایک صحت مند سکھ نے اپنے داڑھی والے چہرے کو آگے کرتے ہوئے کہا کیا آپ خوفزدہ ہیں۔ ہاں جب میں نے بھی پہلی مرتبہ سفر کیا تھا تو خوفزدہ تھا۔ آپ اندر آجائیں۔ یہ تو حکومت نے بنائی ہے تاکہ ہم آسانی سے سفر کر سکیں۔ کم نے ایک مسافر سے پوچھا دو لوگوں کے لئے کیا یہاں جگہ ہے۔ ایک عورت کا جواب آیا انسان تو کیا کسی چوہے کی بھی گنجائش نہیں مگر اس عورت کے شوہر نے کہا کہ میرے بیٹوں کی ماں ہمیں جگہ بنانی چاہیے کیونکہ اس کے ساتھ لامہ بھی ہے نیک انسان۔ بیوی اسکی بات سن کر غصے میں بولتی رہی۔

ایک ہندو ساہوکار جس کی بغل میں حساب کتاب کا رجسٹر تھا کہنے لگا کہ ہاں ہاں اندر آجائیں غریبوں کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔ چھٹیوں پر جاتے ہوئے نوجوان ڈوگرہ سپاہی نے ہندو ساہوکار کے سود کے کاروبار کا مذاق اڑایا تو سب ہنس پڑے۔

امرتسر کی لڑکی نے حیرانی سے چیختے ہوئے کہا دیکھو دیکھو یہ ٹرین میں پہلی مرتبہ سفر کر رہے ہیں۔

ایک مسافر کسان نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے لامہ کو اندر آنے میں مدد دی۔

لیکن بینچ پر بیٹھنا ہماری تعلیمات کے خلاف ہے اور مجھے تکلیف بھی ہوتی ہے اس لئے میں فرش پر بیٹھوں گا لامہ نے کہا۔

ہندو ساہوکار بولا کہ ٹرین کے اپنے اصول ہوتے ہیں مثال کے طور پر ہر مذہب اور ذات کے لوگ ایک ساتھ بیٹھتے ہیں۔

امرتسر کی لڑکی ایک نوجوان سپاہی کے ساتھ آنکھوں سے گفتگو کرنے میں مصروف تھی تو وہاں موجود عورت نے غصے سے کہا کہ یہاں پر انتہائی بے شرم لوگ بھی موجود ہیں۔

کم نے ایک عورت کی سخاوت کی تعریف کرتے ہوئے اس سے کھانا حاصل کر لیا۔

نوجوان سپاہی نے کہا کہ بوڑھے لامہ کو وقت گزارنے کے لئے کچھ کمالات دکھانے چاہیئں جس پر کم نے قدرے غصے سے کہا کہ باباجی روحانی علم رکھنے والے بڑے لوگ ہیں اور آپ کی سوچ سے بلند تر معاملات پر غور کرتے ہیں۔ جواب آیا یقینی طور پر ایسا ہی ہو گا ہم تو دراصل لدھیانہ سکھ فوج والے جنگجو لوگ ہوتے ہیں

اپنے دماغوں کو زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

سکھوں اور ڈوگرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی

کہ وہ مختلف ہوتے ہیں تو امرتسر کی لڑکی نے کہا کہ مجھے تو وہ سب ایک طرح کے ہی لگتے ہیں۔

ٹکٹ چیکر آیا اور ٹکٹ چیک کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ کام بہت آہستگی سے کرنا ہے کیونکہ انڈیا میں لوگ عجیب و غریب جگہوں پر ٹکٹ چھپا کر رکھتے ہیں۔ ٹکٹ چیکر نے کم کا ٹکٹ چیک کرنے کے بعد اسے ریل سے اترنے کا کہا تو اس نے التجا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے لامہ بزرگ کے ساتھ امبالہ جانا ہے کیونکہ میں ان کا چیلا ہوں۔ جواب آیا کہ تم میری طرف سے جہنم میں جاؤ مگر اس ریل سے اتر جاؤ۔ کم روتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ لامہ ہی میری ماں ہے میرا باپ ہے۔ میرے بغیر یہ لامہ مر جائے گا۔ تمام مسافر کم اور لامہ کے حق میں بول رہے تھے مگر ٹکٹ چیکر نے اسے ریل سے اتار دیا تو کم نے روتے ہوئے اداکاری شروع کی اور تمام مسافروں سے کہا کہ میں غریب ہوں میری ماں مر چکی ہے باپ مر چکا ہے مجھ پر ترس کھاؤ۔

لامہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ میرا چیلا ہے اور میرے ساتھ ہی جائے گا۔ اگر پیسوں کا مسئلہ ہے تو میں دوں گا۔ کم نے اسے آہستگی سے کہا کہ خاموش رہیں کیا ہم بادشاہ ہیں کہ اپنی رقم خرچ کریں گے۔ امرتسر کی لڑکی کو باہر دیکھا تو اسکی طرف توجہ دی کیونکہ اسے علم تھا کہ ایسی لڑکیاں رحمدل ہوتی ہیں۔ جب اسے سخی دل لڑکی پکارا گیا تو وہ ہنس پڑی کم کو ٹکٹ کے پیسے دیئے اور کہا کہ لامہ سے کہنا کہ میرے لیے دعا کریں۔

کم نے اسے دعائیں دیں کہ آپ پر دس ہزار مرتبہ رحمتوں کی بارش ہو۔ مقدس لامہ دیکھیں ایک لڑکی نے ہم پر احسان کیا اور مجھے ٹکٹ کے پیسے دے دیے اب میں آپ کے ساتھ سفر کر سکتا ہوں۔ لامہ نے کہا کہ وہ یقینی طور پر بے حد پاکیزہ عورت تھی۔ کس قدر زیادہ اس نے نیکیاں کمائی ہیں۔ جب کہ لڑکی کے جانے پر کسان کی بیوی نے حقارت سے کہا جلوے دکھا کے چلی گئی امرتسر میں تو کم از کم ایسی دس ہزار پاکیزہ عورتیں ہوں گی۔

بینک میں کام کرنے والے نے آواز دی باباجی جلدی آجائیں ورنہ ٹرین چلی جائے گی۔

ریل گاڑی میں بیٹھنے کے بعد کم نے کہا مقدس لامہ ٹکٹ کا تو بندوبست ہو گیا اب یہ سخی دل ہمیں ضرور کھانا بھی کھلا دیں گے۔

صبح سورج نے اپنی سنہری کرنیں بکھیریں تو ریل کی کھڑکی کے باہر پنجاب کی شاندار زرخیز زمینوں میں فصلیں لہلہا رہی تھیں۔ مسافروں نے اپنے دستر خوان کھول کر ناشتہ کرنا شروع کیا۔ جس کے بعد کسان بینک میں کام کرنے والا اور سپاہی تمبا کو نوشی سے لطف اندوز ہونے لگے جب کہ سکھ اور کسان کی بیوی نے پان کھانا شروع کیا۔ لامہ اپنی موتیوں کی تسبیح کو گھمار ہا تھا جبکہ کم خوب پیٹ بھر کرناشتے کے بعد بہت مطمئن تھا۔

لامہ نے سب سے سوال کیا کہ کیا کسی کو ایسے مقدس دریا کے بارے میں علم ہے جس کی اسے تلاش ہے۔ سب کا ایک ہی جواب تھا کہ مقدس دریا تو صرف گنگا ہی یہاں پر موجود ہے۔

لامہ نے اپنے عقیدے اور لورڈ بدھا کے بارے میں بتایا۔ بات اردو میں شروع کی مگر جلد ہی سوچوں میں گم ہو کر اپنی مادری زبان میں بتانے لگا لیکن پھر بھی سب احترام میں اسے سنتے رہے۔ دار صل وہ لوگ اچھے اور خوش اخلاق تھے۔ ان سب کو ہی علم تھا کہ انڈیا میں مختلف مذاہب کے لوگ مختلف زبانوں میں جوش و خروش کے ساتھ اپنی تعلیمات کے بارے میں بتار ہے ہوتے ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ایسا ہمیشہ سے ہو تا رہا ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔

جیسے ہی لامہ کو خیال آیا کہ وہ تو ایک اجنبی سرزمین میں ہے تو دوبارہ اردو بولنے لگا اور کہا کہ ہند کے لوگو میں مقدس دریا کی تلاش میں جارہا ہوں۔ مقدس بدھا نے تیر اندازی کے ایک مقابلے میں تیر چھوڑا تو انکی طاقت سے وہ ہدف سے بھی بہت دور گیا اور جہاں لگا وہاں سے مقدس دریا نکلا جہاں غسل کرنے کے بعد وہ بصیرت روشنی حاصل کرتے ہوئے گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔ آپکو علم ہے تو اس دریا کے بارے میں بتائیں۔ آوازیں بلند ہوئیں کہ صرف گنگا میں نہانے سے ہی گناہ دھل سکتے ہیں۔

لدھیانہ سکھ کا سپاہی بتانے لگا کہ ہمارے قریب ہی ملسمانوں کی ایک رجمنٹ تھی جسکے سپاہی مولوی صاحب کی بعض اوقات عجیب و غریب حالت ہو جاتی اور وہ پیش گوئیاں کرنے لگتے۔ لیکن خدا تو ایسے لوگوں کا بھی نگہبان ہو تا ہے۔ میں نے غور کیا کہ اسکے آفیسر بھی اسے ہر ممکن طریقے سے برداشت کرتے رہے۔

کسان کی بیوی نے باہر ہری بھری فصلوں کو دیکھتے ہوئے کہا کہ دیکھو ہمارے خدا نے ہم پر کتنی رحمت کی ہوئی ہے جب کہ اس کے شوہر نے کہا کہ پنجاب بہت بڑا ہے اور یہاں کے ہر دریا کو دیکھنا بہت ہی مشکل ہے۔

سکھ نے مکمل یقین کے ساتھ کہا کہ آخری عظیم انسان جو یہاں پر آیا تھا وہ سکندر اعظم تھا۔ اس نے جالندھر میں شاندار سڑکوں کی تعمیر کی۔ امبالہ میں بھی ایسے کام کیے جو آج تک نظر آتے ہیں۔

لامہ کو پریشان دیکھا تو کم نے پان کی پیک زمین پر پھینکتے ہوئے کہا کہ گھبرائیں نہ ہم مقدس دریا کو تلاش کر ہی لیں گے۔ لامہ نے کہا کہ ریل کی رفتار بہت تیز ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ ہم کہیں اپنے دریا کو پیچھے نہ چھوڑ آئے ہوں۔ کم نے جواب دیا فکر نہ کریں آپ کہہ رہے تھے وہ دریا بنارس کے قریب ہے اور وہ علاقہ تو ابھی بہت آگے ہے۔

رات گئے جب وہ امبالہ پہنچے تو بہت تھک چکے تھے۔

ایک ہندو میاں بیوی نے انہیں اپنے گھر میں رات گزارنے کی پیشکش کی تاکہ اس سے دعائیں حاصل کر سکیں۔

لامہ کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد کم بہانہ بنا کر انگریز آفیسر کو پیغام پہنچانے نکلا۔ جلد ہی اسکی رہائش گاہ پہنچ کر آفیسر کو کہا کہ

محبوب علی نے پیغام بھجوایا ہے۔

کیا پیغام ہے جواب آیا۔

گھوڑوں کی نسل بالکل تیار ہے کم نے کہا۔

آفیسر نے پوچھا اچھا ثبوت کیا ہے۔

کم نے وہ ٹشو پیپر اس کی طرف پھینکا کہ یہ ثبوت ہے۔

آفیسر نے انعام کے طور پر اس کی طرف روپے کا سکہ پھینکا۔ کم نے سکہ تو اٹھالیا مگر وہاں گھاس پر ہی لیٹا رہا۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ وہ انگریز آفیسر ایک کمرے میں چلا گیا اور تیل سے جلتے ہوئے لیمپ میں بہت غور سے پیغام دیکھنے لگا۔ عورت کی آواز آئی کے مہمان آنے والے ہیں ڈیئر۔

پھر وہاں مہمان آ گئے مگر سب کی توجہ محبوب علی کے بھیجے ہوئے پیغام کی طرف ہی تھی۔ ایک نے کہا یہ اب ہفتوں کا نہیں دنوں بلکہ گھنٹوں کا معاملہ ہے۔ بڑے افسران بھی آج یہاں آرہے ہیں تو ان سے اس مسئلے پر آج ہی بات ہوگی۔ اعلیٰ ترین حکام کو بھی فوری طور پر آگاہ کر دینا چاہئے۔ فوری ایکشن لینا پڑے گا۔ آٹھ ہزار آدمیوں کی ضرورت ہوگی فوجی سازوسامان کے بارے میں بھی آفیسر فیصلہ کریں گے۔ دوسرے افسر نے کہا اس کا مطلب ہے جنگ۔ جواب آیا جنگ نہیں سزا۔ ٹیلی گرام فوری طور پر کر دیا جائے مگر نئے کوڈ کے ساتھ۔۔ اب ہمیں خواتین کو زیادہ انتظار نہیں کروانا چاہیے۔ بعد میں سگار پینے کے وقت باقی بات کریں گے اس موضوع پر۔ وہاں بڑی پارٹی ہو رہی تھی جس میں کمانڈر انچیف بھی آرہا تھا۔ کم واپس گھر آ گیا جو معلومات وہ حاصل کرنا چاہتا تھا وہ اسے مل چکی تھیں۔ لامہ ابھی بھی سو رہا تھا۔

بعد میں کم نے اپنے میزبان سے خواہش ظاہر کی کہ ستاروں کے علم کے ذریعے اس کے مستقبل کے بارے میں بتائے۔ کم نے بتایا کہ وہ اس وقت پیدا ہوا تھا جب کشمیر میں شدید زلزلہ آیا تھا۔ یہ بہت مشہور وقت تھا۔ کچھ دیر حساب کتاب لگانے کے بعد میزبان نے کہا کہ تین دن کے بعد دو آدمی تمہارے لئے کچھ اہم کریں گے۔ مگر مجھے تو مسلح آدمی اور جنگ بھی نظر آرہی ہے۔ یہ سب کچھ بہت جلد ہونے والا ہے ہوشیار رہنا۔ لامہ نے کہا کہ ہم تو امن پسند ہیں اور صرف اپنے مقدس دریا کی تلاش میں ہیں۔ مگر کم اس لئے مسکرا رہا تھا کیونکہ اس نے اپنے پیغام دینے کے بعد آفیسرز سے جنگ کی باتیں سن لی تھیں۔ لامہ نے میزبان سے اپنے مقدس دریا کے بارے میں بھی دریافت کیا مگر وہ کچھ نہیں بتا سکا۔ ان لوگوں نے رکنے کے لئے بہت اصرار کیا مگر لامہ نے ہندو خاندان کا شکریہ ادا کر کے کم کے ساتھ سفر شروع کیا۔ انہیں بہت زیادہ خوراک اور کچھ رقم بھی دی گئی۔

دونوں طرف کی دعاؤں کے بعد کم اور لامہ وہاں سے رخصت ہوئے۔

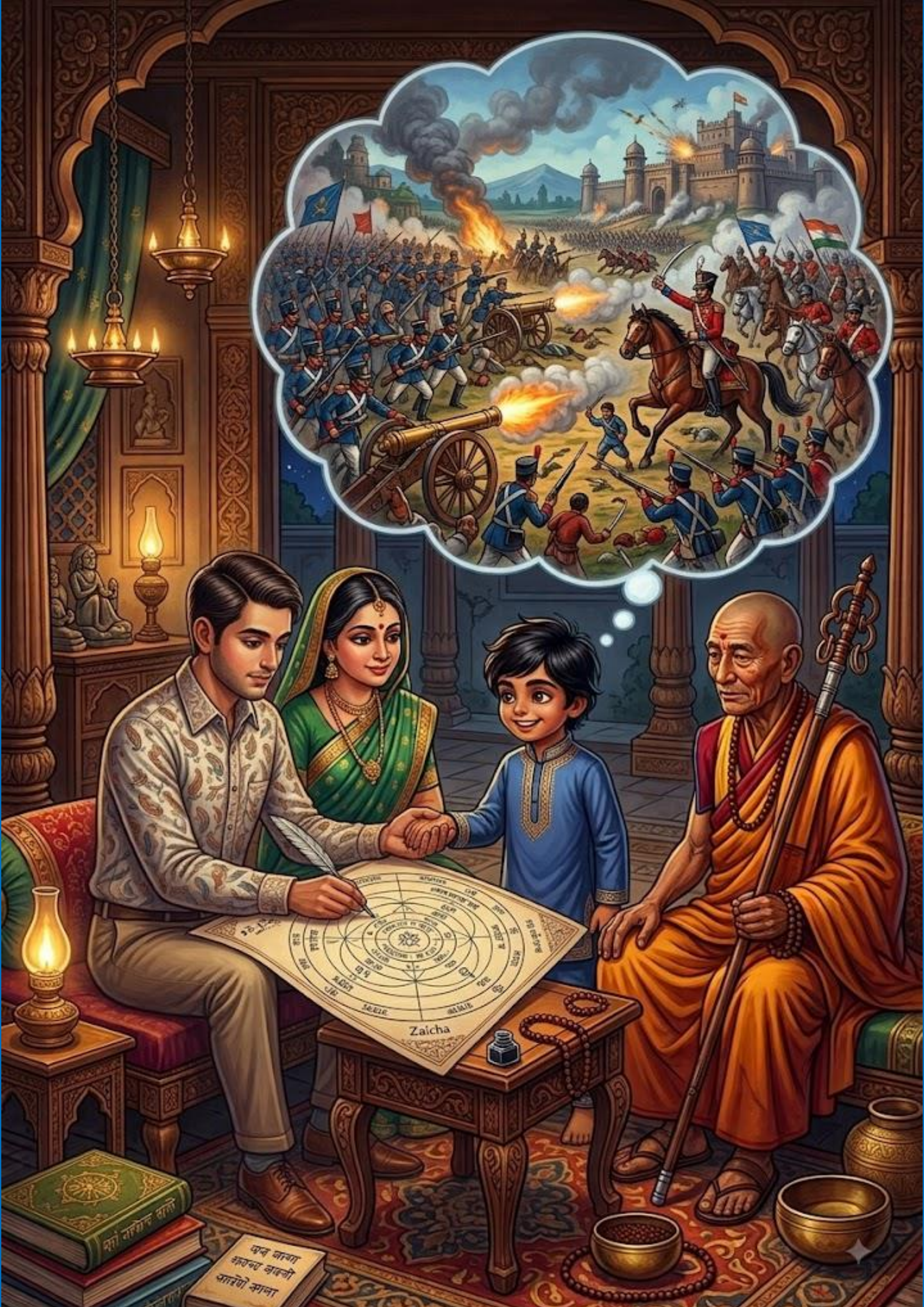
Zaicha

ایک گاؤں میں انہیں دیکھ کر بہت سے کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ کسان کی آواز سن کر باہر آیا اور غصے میں کہا بھکاریو میرے کھیت سے باہر نکل جاؤ۔ کم نے اسے بتایا کہ یہ بھکاری نہیں بزرگ ہیں۔ بدتمیزی کی صورت میں تمہاری فصل خراب بھی ہو سکتی ہے جس پر ان کے ساتھ اس کا رویہ بدل گیا اور خوفزدہ ہو کر کہا کہ اسے بد دعا نہ دی جائے۔ بلکہ اگر ضرورت ہو تو انہیں کھانا اور دودھ وغیرہ بھی مل سکتا ہے۔ لامہ نے کہا کہ غصے کی حالت میں انسان اپنے بس میں نہیں رہتا اور غصہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم کر دیتا ہے۔ کسان کو اچھی فصل کی دعائیں دے کر سفر شروع کیا۔ ایک چھوٹی نہر پر پہنچے جہاں ایک بڑا سانپ نظر آیا۔ کم تو اسے دیکھ کر ڈر گیا اور کہا کہ اسے مار ڈالنا چاہیے مگر لامہ نے کہا کہ اسے کچھ نہ کہا جائے اسے بھی زندہ رہنے کا حق ہے۔ کم نے پہلی مرتبہ ایسا انسان دیکھا تھا جو سانپ کے قریب کھڑا ہو کر بھی خوفزدہ نہ تھا۔

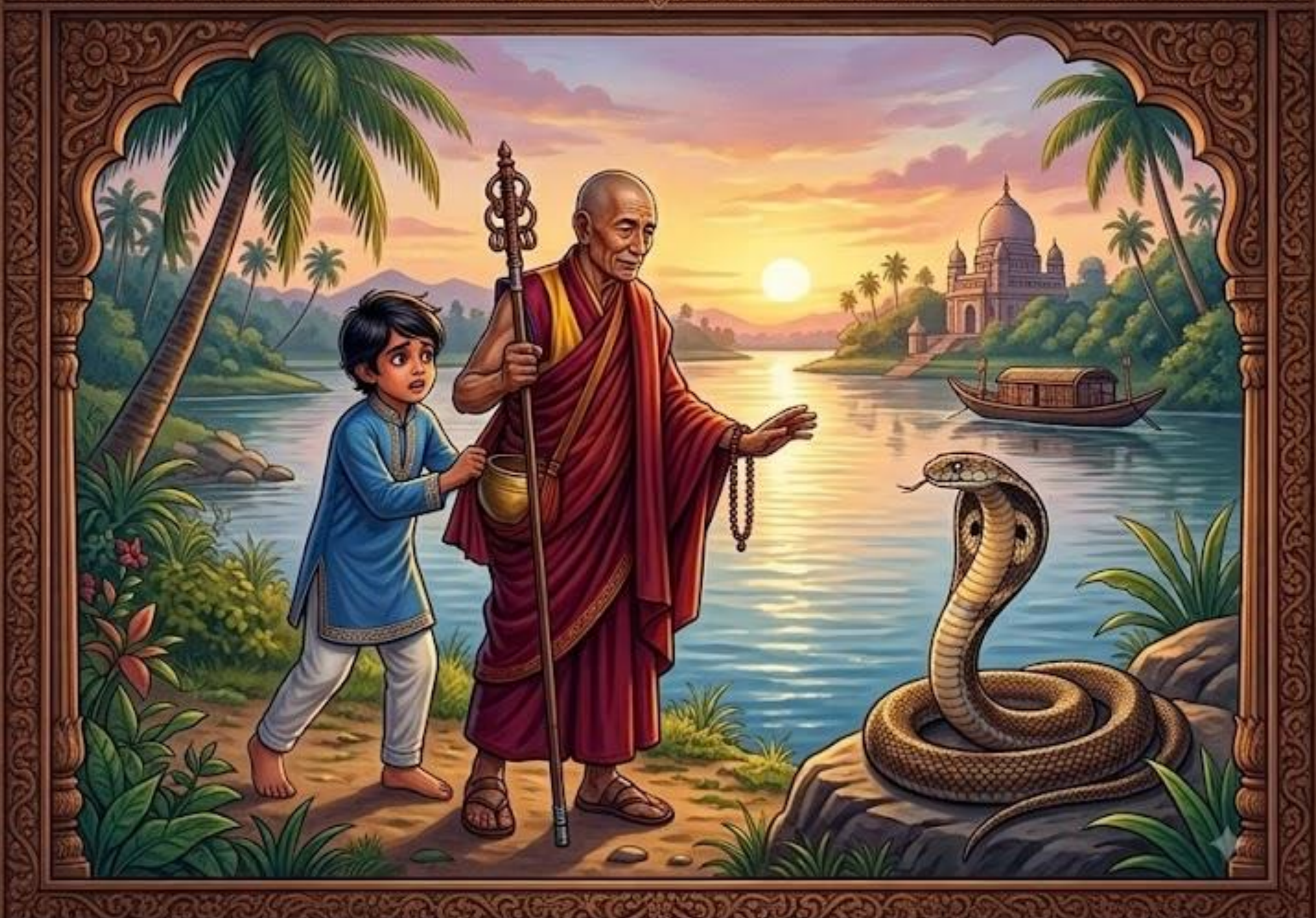

انہوں نے دوبارہ سفر شروع کیا فصلوں کے درمیان سے گزرتے رہے

اور اپنے مقدس دریا کی تلاش جاری رکھی۔

وہ دونوں ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں کے نمبردار اور پجاری نے انہیں کھانا اور آرام کرنے کے لیے جگہ دی۔ لامہ نے انہیں مقدس دریا کے بارے میں بتایا تو انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے اس کی دماغی صحت پر شک کیا۔ کم نے بھی انہیں اپنی کامیابی کی پیش گوئی کے بارے میں بتایا۔ ایک بوڑھے آدمی نے جو بغاوت کے درمیان فوج میں شامل تھا کہا کہ یہ بات درست ہے کیونکہ سرحدوں پر جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس بوڑھے شخص کو اس کی خدمات کے عوض اس گاؤں میں زمین دی گئی تھی اور اس کے تین بیٹے بھی اب فوج میں آفیسر تھے۔ جب کم نے بتایا کہ آٹھ ہزار فوجی جنگ میں حصہ لیں گے تو وہ بولا کہ اس کے بیٹوں نے تو ایسی بڑی جنگ کا تذکرہ نہیں کیا۔ رات کو کم نے لامہ سے اس کی رقم حفاظت کے لئے لے لی۔ صبح جب لامہ نے کہا کہ رات کو نیند بہت گہری آئی تو کم کا شک یقین میں بدل گیا کہ رقم حاصل کرنے کے لئے لامہ کو دودھ میں نشہ ملا کر دیا گیا تھا۔

جب انہوں نے سفر کا آغاز کیا تو بوڑھا فوجی انھیں راستہ دکھانے کچھ دور تک ان کے ساتھ گیا۔ آم کے درختوں کے درمیان فصلیں اگی ہوئی تھیں اور کام کرتے ہوئے کسانوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ لامہ کو افسوس تھا کہ مندر کو چندہ دینا چاہیے تھا جبکہ بوڑھا فوجی بتا رہا تھا کہ کس طرح فوجی پاگل پن میں بغاوت کے دوران اپنے ہی آفیسرز کے خلاف ہو گئے تھے۔ چھ سو اسی فوجیوں میں صرف تین اس بغاوت میں شامل نہ ہوئے اور بوڑھا فوجی بھی ان میں سے ایک تھا۔ تمام لوگ اس کے رشتے دار بھائی دوست اسے برا بھلا کہنے لگے کہ انگریزوں کا ساتھ کیوں دیا- کوئی بھی یہ سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا کہ میں فرض شناسی اور میرٹ پر اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ لوگ مجھے کہتے انگریزوں کا ساتھ دینا بند کرو کیونکہ ہندوستان میں انکا وقت پورا ہو چکا ہے۔

انگریز میم صاحب اور ان کے بچے کی زندگی بچانے کے لیے ستر میل کا سفر گھوڑے پر طے کیا۔

میں انگریزوں کا وفادار رہا۔ ہندوستانیوں کو جنونی بننے سے روکنے کی بھی کوشش کی۔ ان میں سے کچھ آفیسرز اب جنرل بن چکے ہیں مگر اب بھی مجھے یاد رکھتے ہیں۔ میری وفاداری کا خیال رکھا گیا۔ ملکہ نے جشن کے موقع پر مجھے آرڈر آف برٹش انڈیا کا اعزاز عطا کیا جسے اپنے گلے میں ہمیشہ پہن کر رکھتا ہوں اور انعام کے طور پر جاگیر بھی مجھے عطا کی گئی۔ اس وقت کے کچھ بڑے لوگ جو کمشنر وغیرہ بن گئے مجھ سے ملنے آتے رہے۔ ہم جنگ کی اور جان قربان کرنے والوں کے بارے میں باتیں کرتے۔

لامہ نے کہا پھر اس کے آگے

جواب آیا پھر وہ چلے جاتے مگر اس سے پہلے تمام گائوں ان بڑے لوگوں کو دیکھ چکا ہوتا

لامہ نے سوال کیا کہ آخر آپ کا انجام کیا ہو گا

جواب آیا موت

لامہ نے کہا پھر اس کے بعد

جواب آیا پھر خدا کی مرضی۔ وہ مجھے ٹھنڈی جگہ عطا کرے گا جہاں میں اپنے بیٹوں کا انتظار کروں گا جو خود بھی فوج میں میجر ہیں۔

لامانے کہا کہ وہ بھی ایک زندگی سے دوسری زندگی کے پہئے میں سفر کرتے رہیں گے۔ مشکل اور تکلیف دہ سفر۔ دراصل ہماری طاقت ہی ہماری اصل کمزوری ہے۔ زندگی کا مقصد کچھ اور ہے اور ہم کسی اور طرف سفر کر رہے ہیں۔

باتیں کرتے ہوئے تھک کر آم کے درختوں کے نیچے گرم موسم میں بوڑھا سپاہی اور لامہ سو گئے۔ کم کو فکر تھی کہ کہیں سانپ نہ ہوں تو احتیاط کی۔

جاگنے کے بعد بڑی سڑک جی ٹی روڈ تک انہوں نے ایک ساتھ سفر کیا۔ بڑی سڑک جو ہندوستان کے بڑے حصے میں پھیلی ہوئی تھی۔ ریل آنے سے پہلے اس کی بہت زیادہ اہمیت تھی مگر اب بھی ہر رنگ نسل مذہب کے لوگ اپنی سواریوں میں یہاں سے گزرتے تھے۔ بوڑھے فوجی کے رخصت ہونے کے بعد لامہ اور کم نے گرینڈ ٹرنک روڈ جو پندرہ سو میل پر پھیلی ہوئی تھی پر اپنا سفر جاری رکھا۔ تمام دینا میں یہ اپنی مثال آپ تھی۔ لامہ اپنے خیالات میں کھویا رہا اور سڑک پر موجود لوگوں پر بالکل دھیان نہ دیا۔ جبکہ جی ٹی روڈ میں کم کو تو جیسے تمام انڈیا ایک جگہ نظر آگیا اور اس نظارے نے اسے ساتویں آسمان پر پہنچا دیا تھا۔ کم اور لامہ خاموشی سے سفر کرتے رہے۔ بالآخر کم نے کہا یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے جنوب بہت خوبصورت ہے۔ آب وہوا اور پانی بھی اچھا ہے۔ لامہ نے جواب دیا کہ اصل میں یہ ایک زندگی سے دوسری زندگی کے سفر میں ہیں۔ زندگی کے پہیے میں چکر لگاتے ہوئے۔ کم نے کہا ہم نے بہت زیادہ سفر کر لیا ہے تھکن ہو گئی ہے سورج بھی غروب ہونے کو ہے کیوں نہ ان درختوں کی چھاؤں میں آرام کریں۔ لامہ نے جواب دیا کہ آج رات کھانا کہاں سے کھائیں گے۔ کم بولا دنیا اچھے لوگوں سے بھری ہوئی ہے اور پھر آہستہ سے کہا کہ اور ہمارے پاس رقم بھی تو موجود ہے۔ رات ہو رہی تھی اور دور سے لکڑیوں پر روٹیاں پکنے کی خوشبو آرہی تھی۔

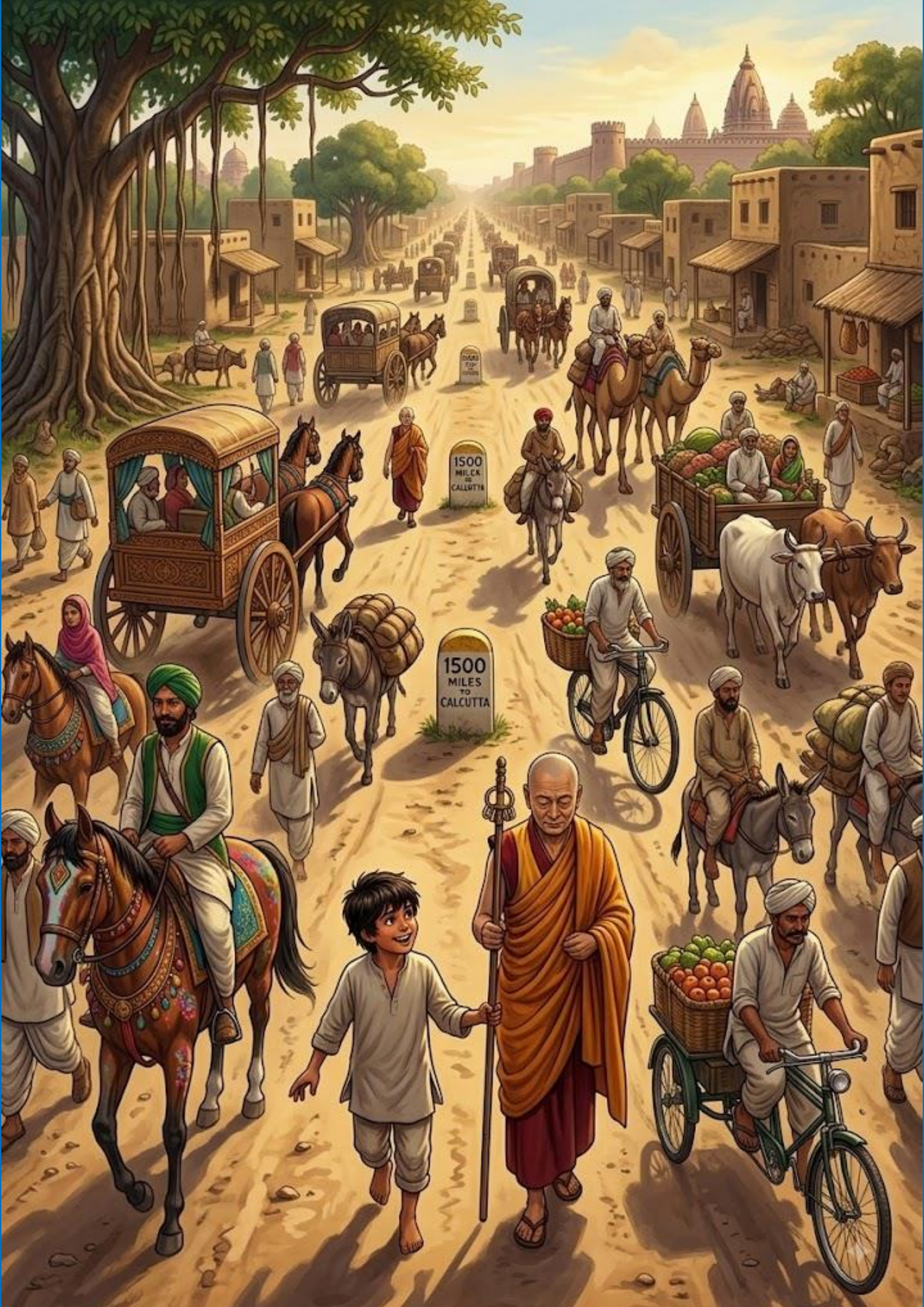
1500
MILES
TO
CALCUTTA

وہاں پر ایک بیل گاڑی آئی جسے آرام دہ سفر کی گاڑی کے طور پر استعمال کرنے کے لئے نئے خوبصورت پردے لگائے گئے تھے۔ اٹھ محافظ اس کی حفاظت کر رہے تھے جن میں سے دو نے تلواریں بھی پکڑی ہوئی تھیں۔ شان وشوکت بتا رہا تھا کہ کوئی امیر سفر کر رہا ہے۔ کم نے ایک بوڑھی عورت کی آواز سنی جو غصے میں حکم دے رہی تھی۔ اس کے ملازموں میں آدھے لوگ کم کے علاقے سے تھے اور آدھے پہاڑی تھے۔ کم نے جان بوجھ کر اس جگہ کے قریب رہنے کا ارادہ کیا اور وہاں آگ روشن کی۔ جب ایک پہاڑی ملازم نے کم سے کہا کہ بھکاری یہاں سے بھاگ جاؤ تو لامہ نے کہا یہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس پہاڑی ملازم نے کم کے ساتھ لامہ کو دیکھا تو گھبرا کر کہا کہ مجھ سے غلطی سے گناہ ہونے والا تھا۔ بوڑھی عورت نے غصے سے کہا بھکاریوں کو بھگا کیوں نہیں رہے۔ پہاڑی ملازم نے بوڑھی عورت کو لامہ کے بارے میں بتایا تو اس نے لامہ کے لیے عزت واحترام سے کھانا اور کمبل بھیجے۔ لامہ اور کم ایک دوسرے کو بہت پسند کر رہے تھے۔ بوڑھی عورت کی خواہش پر لامہ اس سے ملنے گیا۔ دیر تک مذہبی باتیں ہوتی رہیں اور بوڑھی عورت نے خواہش ظاہر کی کہ لامہ اس کے ساتھ سفر کرے اور دعا بھی کرے کہ اس کی بیٹی کے دوسرا بیٹا پیدا ہو۔

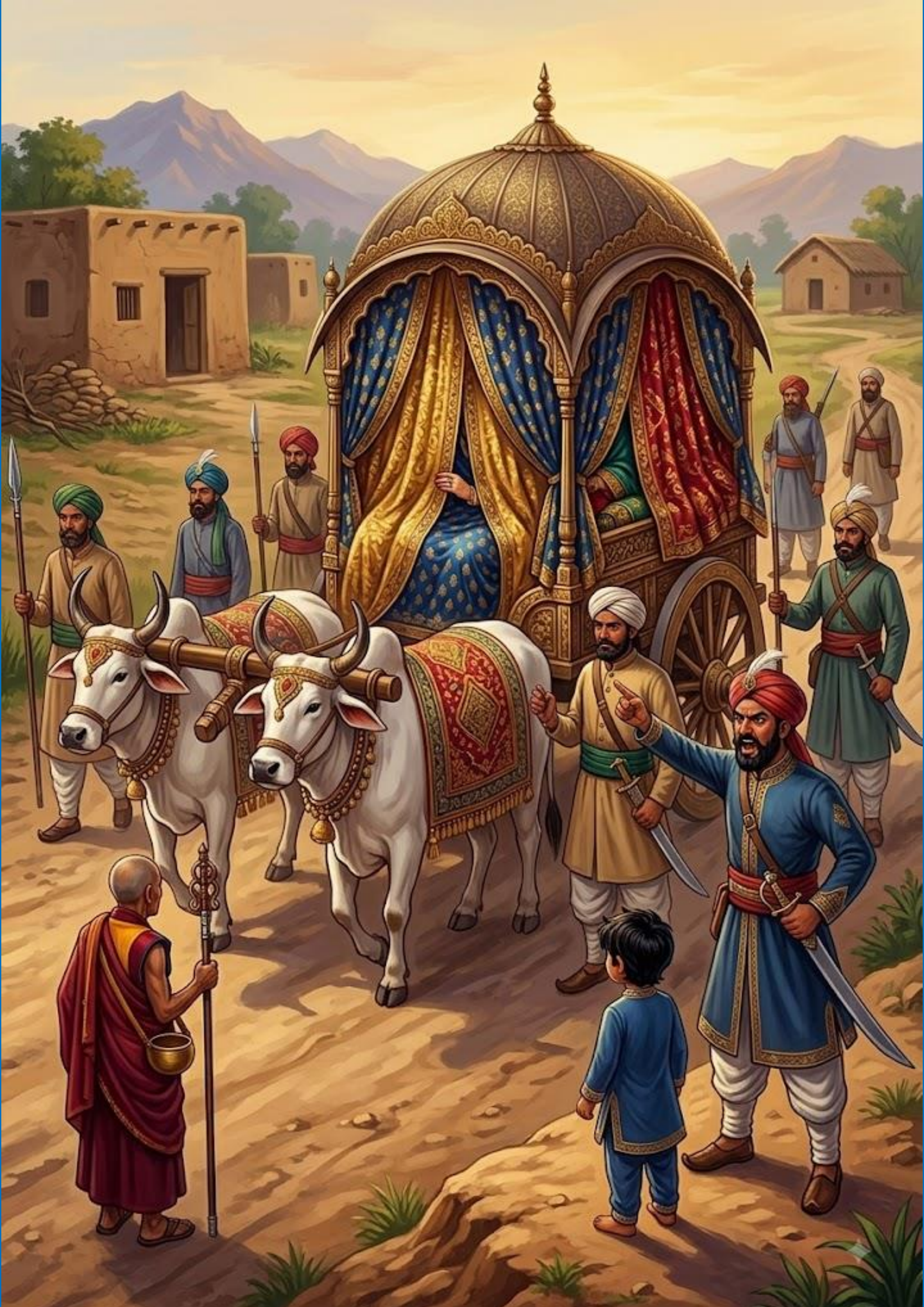

دوسری صبح ان کے ساتھ تمام انڈیا جاگا۔ انسانوں پرندوں اور جانوروں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ آگ پر کھانے پکنا شروع ہوئے۔ کم کو یہ سب کچھ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ بوڑھی عورت اپنے ملازموں کو چیخ چیخ کر احکامات دے رہی تھی۔ سفر شروع ہوا۔ کم اور لامہ اب اس قافلے کے ساتھ چل رہے تھے۔ عورت تمام راستے مذہبی باتیں کرتی رہی۔ کبھی اس کا منہ نظر آجاتا مگر نقاب سے ڈھکا ہوا۔ رات کو اچھا کھانا تیار کیا گیا۔ بوڑھی عورت جاننا چاہتی تھی کہ اس کی بیٹی کے کتنے بیٹے پیدا ہوں گے۔ اپنے شاندار پہاڑی اور اس علاقے کے خراب موسم کے بارے میں بات کی تمباکو کے خراب ہونے کی شکایت بھی کی۔

سست رفتار قافلے نے سفر جاری رکھا۔ ایک جگہ قافلہ رکا تو لامہ نے کم سے کہا یہ عورت عقل مند ہے مگر۔۔۔

کم نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ تمام عورتیں ہی ایسی ہوتی ہیں۔

کم نے دور سے چار آدمی ایک ساتھ چلتے ہوئے دیکھے اور کہا وہ فوجی ہیں۔ سفید فوجی۔ ان فوجیوں کا جھنڈا بھی نظر آیا جہاں سبز میدان میں ایک سرخ بیل کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ کم نے تیزی سے کہا پیشگوئی یہی کی گئی تھی۔ وہ حیران پریشان تیزی سے سانس لے رہا تھا۔ لامہ کو پیچھے کھڑا کیا اور خود فوجیوں کے کیمپ کے نزدیک رینگتے ہوئے چلا گیا۔

پادری بینٹ اچانک خیمے سے باہر نکلا تو کم کو لیٹے ہوئے دیکھا اور پکڑ لیا۔ کم نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر اسے خیمے کے اندر لے جایا گیا اور پوچھا گیا کہ تم کون ہو کیا چور ہو۔ کم نے دوبارہ بھاگنے کی کوشش کی۔ مسٹر بینٹ نے پکڑنے کی کوشش کی تو گلے میں پڑا ہوا بڑا تعویذ نما پرس اس کے ہاتھ میں ٹوٹ کر آگیا۔

کم تیزی سے انگریزی میں کہنے لگا میں چور نہیں ہوں۔ یہ میرا ہے۔ مجھے دے دو۔ مسٹر بینٹ اور فادر وکٹر حیران تھے کہ ایک چور بچہ انگریزی بول رہا ہے اور اس کے گلے میں ایک اہم تعویز بھی ہے۔ کم نے دوبارہ تعویذ مانگا تو اسے کہا گیا کہ پہلے اسے کھول کر دیکھا جائے گا۔ اندر سے کم کی پیدائش کا سرٹیفکیٹ نکلا جس پر اس کے باپ نے اپنی رجمنٹ کا نمبر اور اپنا نام لکھا تھا اور کہا تھا کہ اس لڑکے کا بہت خیال رکھا جائے۔ فادر وکٹر حیرانی کے عالم میں بولا یہ تو کمبل اوہارا کا بیٹا ہے۔ میرے سامنے اس کی شادی اینی شوٹ سے ہوئی تھی اور دیکھو قمیض کے نیچے سے اس کا رنگ سفید ہے۔ کم تیزی سے بولا یہ مجھے دو اور جانے دو میں چور نہیں ہوں میں نیک انسان کا چیلا ہوں۔

Birth Certificate
KIMBALL O'HARA

وہ سب لوگ لامہ کے پاس آئے۔ کم نے کہا مجھے اپنی منزل مل تو گئی مگر حالات نہ جانے کہاں لے کر جائیں۔ یہ گدھے میرے ساتھ نہ جانے کیا سلوک کریں۔ انگریزوں نے کم سے کہا کہ اپنے لامہ کو اپنی زبان میں بتاؤ کہ کیونکہ تم انگریز کی اولاد ہو اس لئے صاحب ہو لہذا اب سکول میں داخل کروایا جائے گا۔ یہ بات بتانے کے بعد کم نے لامہ سے کہا کہ پہلے بھی اسکول میں داخلے کا کہا گیا تھا مگر میں بھاگ کر دوبارہ آپ کے پاس آجاؤں گا۔ لامہ کے چہرے پر اداسی دیکھ کر انگریزوں نے بدھا اور مقدس دریا کے بارے میں معلوم کیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ یہ رجمنٹ کم کی تعلیم کے اخراجات اٹھائے گی۔ کم نے لامہ سے کہا کہ یہ لوگ ابھی مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ یہی پیشگوئی بھی تھی۔ آپ نیک بوڑھی عورت کے پاس جائیں میں بعد میں فرار ہو کر آپ کے پاس آجاؤں گا۔ انگریز سوچ رہے تھے کہ کم کی تعلیم ضروری ہے۔ لامہ اب اکیلا رہ جائے گا مگر کچھ اور کیا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

طویل خاموشی کے بعد لامہ نے کہا کم مجھے تم ملے تو میں نے سوچا کہ تمہیں میری مدد کے لئے بھیجا گیا ہے جب کہ اپنا سفر تو ہمیں خود ہی مکمل کرنا ہوتا ہے۔ فادر وکٹر کو بات تو سمجھ نہ آئی مگر اس میں چھپا ہوا درد محسوس کر لیا۔ جب اسے علم ہوا کے تعلیم کے بعد کم کو فوجی بنایا جائے گا تو لامہ نے پوچھا کہ کس شہر میں تعلیم دی جائے گی۔ اچھی تعلیم اور خوراک کے لیے کتنی رقم درکار ہو گی۔ فادر وکٹر نے کہا تمہیں آرمی کے یتیم خانے میں تعلیم دی جائے گی مگر انڈیا میں سب سے بہتر تعلیم تو لکھنؤ کے سینٹ زے ویئر میں دی جاتی ہے۔

وہاں تو دو تین سو روپے سال کا خرچہ آتا ہے بہت زیادہ رقم۔

لامہ نے کہا فادر وکٹر اپنا نام پتہ اسے لکھ کر دے دے۔ جیسے ہی اسے لکھ کر دیا گیا وہ تیزی سے اٹھا اور یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا کہ وہ مقدس دریا کی تلاش جاری رکھے گا۔

لامہ کے جانے کے بعد کم کو ایک دوسرے فوجی کے حوالے کر دیا گیا جس نے سختی سے کہا کہ کم وہاں سے بھاگنے کی کوشش ہرگز نہ کرے اور سرخ بیل کی رجمنٹ کا احسان مند رہے جس نے اس کی مدد کی سناور اسکول میں تمہیں اچھا انسان بنا دیا جائے۔ کم نے جواب دیا کہ آپ لوگ وہاں نہیں بلکہ جنگ کے لیے جائیں گے۔ آٹھ ہزار فوجی اور اسلحہ اس کے علاوہ۔ اس کی بات کو مذاق سمجھ کر سب لوگ ہنسنے لگے۔ وہاں فادر وکٹر اور مسٹر بینیٹ بھی اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ شام کو جب واقعی جنگ میں جانے کی اطلاع موصول ہوئی تو فادر وکٹر نے حیرانی سے کم سے سوال کیا کہ تمہیں یہ بات پہلے ہی کیسے پتا چل گئی تھی۔ کم نے اپنی فتح محسوس کی مسکرایا مگر کوئی جواب نہ دیا۔

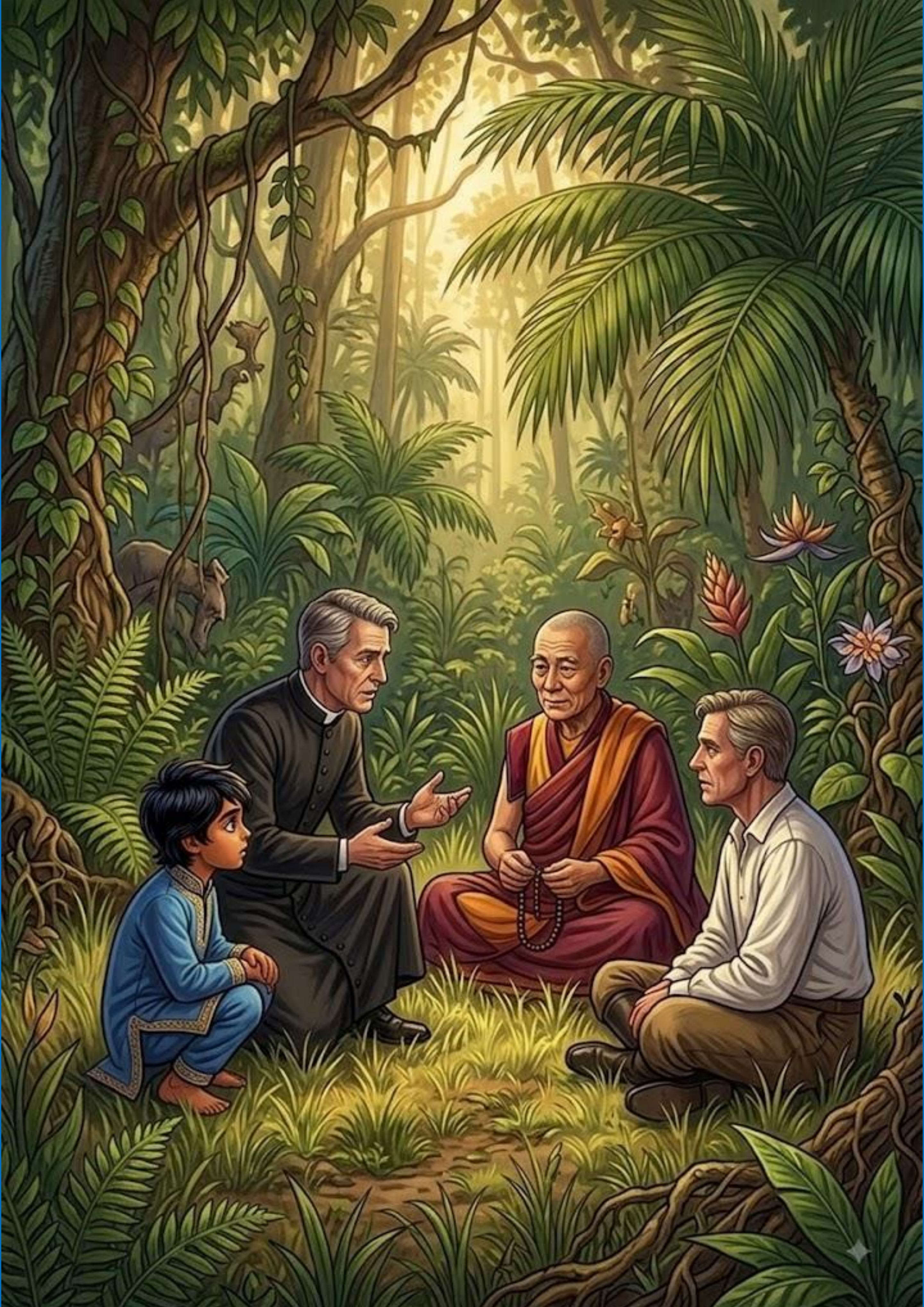

بیماروں عورتوں اور بچوں کے علاوہ سب جنگ پر چلے گئے تو دوسرے لڑکے کم کی نگرانی پر لگا دیے گئے۔ ایک آدمی نے غصے سے اسے بتایا کہ وہ سکول ماسٹر ہے کم نے بھی غصے سے جواب دیا تو اسے کان سے پکڑ کر ایک دوسرے کمرے میں لے گیا جہاں بہت سے بچے اپنا سبق پڑھ رہے تھے۔ کم بیٹھا اور سو گیا۔ کلاس ختم ہونے پر سب سے پہلے باہر بھاگا مگر نگرانی کرنے والے نے اسے روک لیا۔ اس سے اجازت لے کر خط لکھنے والے کو بلا یا۔ محبوب علی کے نام خط میں تفصیل لکھی اور کہا کہ اسے وہاں سے نکالے۔ تین دن بڑی تکلیف میں بسر کیے۔

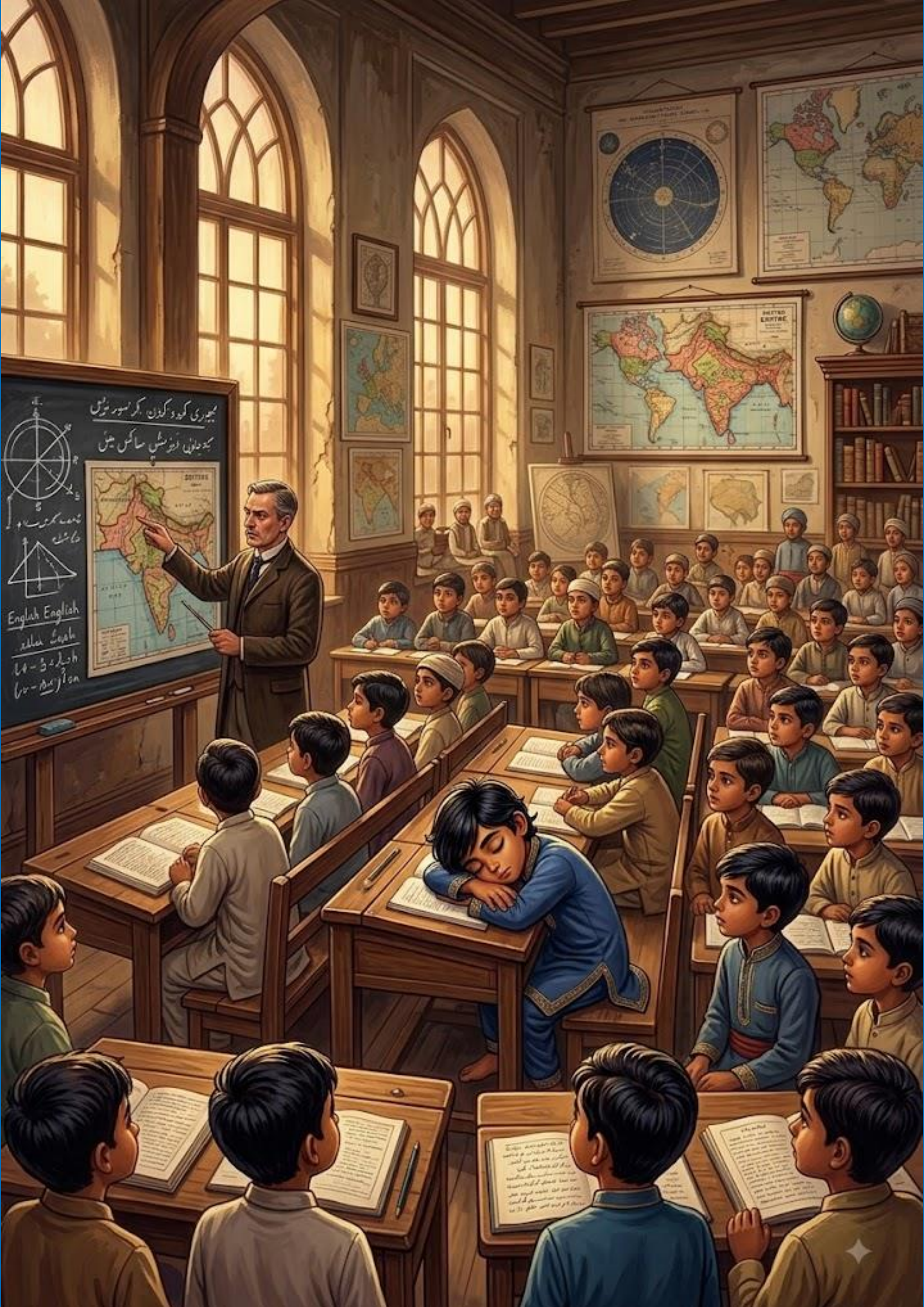
English English

پھر محبوب علی کمم کو اپنے گھوڑے میں بٹھا کر وہاں سے بھگا کر لے جا رہا تھا

مگر ایک انگریز نے اسے دیکھ لیا اور گھوڑا خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ کم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اسے بتایا اس کا باپ بھی فوجی تھا مگر یہ یہاں نہیں رہنا چاہتا۔ یہ عام لوگوں کے درمیان عام طریقے سے زندگی گزارنے کا خواہش مند ہے۔ اسے اچھا فوجی بنانا چاہتے ہیں مگر یہ اچھا قاصد تو کم از کم بن ہی جائے گا۔ میں نے اس کے ہاتھ ایک پیغام بھی جو گھوڑوں کے بارے میں تھا آپ کو بھجوایا تھا۔ کم کو یہ سن کر اپنی بے عزتی محسوس ہوئی سخت غصہ چڑھا مگر کچھ نہ بولا۔ دراصل محبوب علی بھی یہی بتا رہا تھا کہ یہ لڑکا غصہ برداشت کر سکتا ہے۔ فادر وکٹر کو وہاں دیکھا تو کم نے آواز دی۔ کرنل کریٹن نے فادر وکٹر سے کم کے بارے میں تفصیل سے معلوم کیا۔

محبوب علی نے کم سے کہا کہ یہ سب لوگ تمہارے دوست ہیں تمہارا اچھا چاہتے ہیں۔ مگر کم کو اس پر غصہ تھا کہ اس کو بھاگنے کیوں نہ دیا گیا۔ فادر وکٹر نے یہ بتا کر سب کو حیران کر دیا کہ لامہ نے تین سو روپے کم کو تعلیم کے اخراجات کے لیے بھجوائے ہیں تاکہ وہ لکھنؤ میں انڈیا کے سب سے اچھے اسکول میں تعلیم حاصل کر سکے۔ فادر وکٹر خود بھی حیران تھا کہ ایک لامہ کے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی اور ایک انگریز لڑکے پر اس نے کس قدر احسان کیا۔ کرنل کریٹن نے کہا کہ وہ اگلے ہفتے اپنے ساتھ لے جا کر کم کو لکھنؤ کے اچھے سکول میں داخل کروا دے گا۔ کم اگرچہ خوش نہ تھا مگر محبوب علی اور باقی سب کو علم تھا کہ کم کے اچھے مستقبل کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔

لکھنؤ میں انڈیا کے بہترین سکول St. Xavier's Convent School - Lucknow

میں کمم کو داخل کروادیا گیا یہاں سب انڈین بچے تھے ماحول بھی اچھا۔

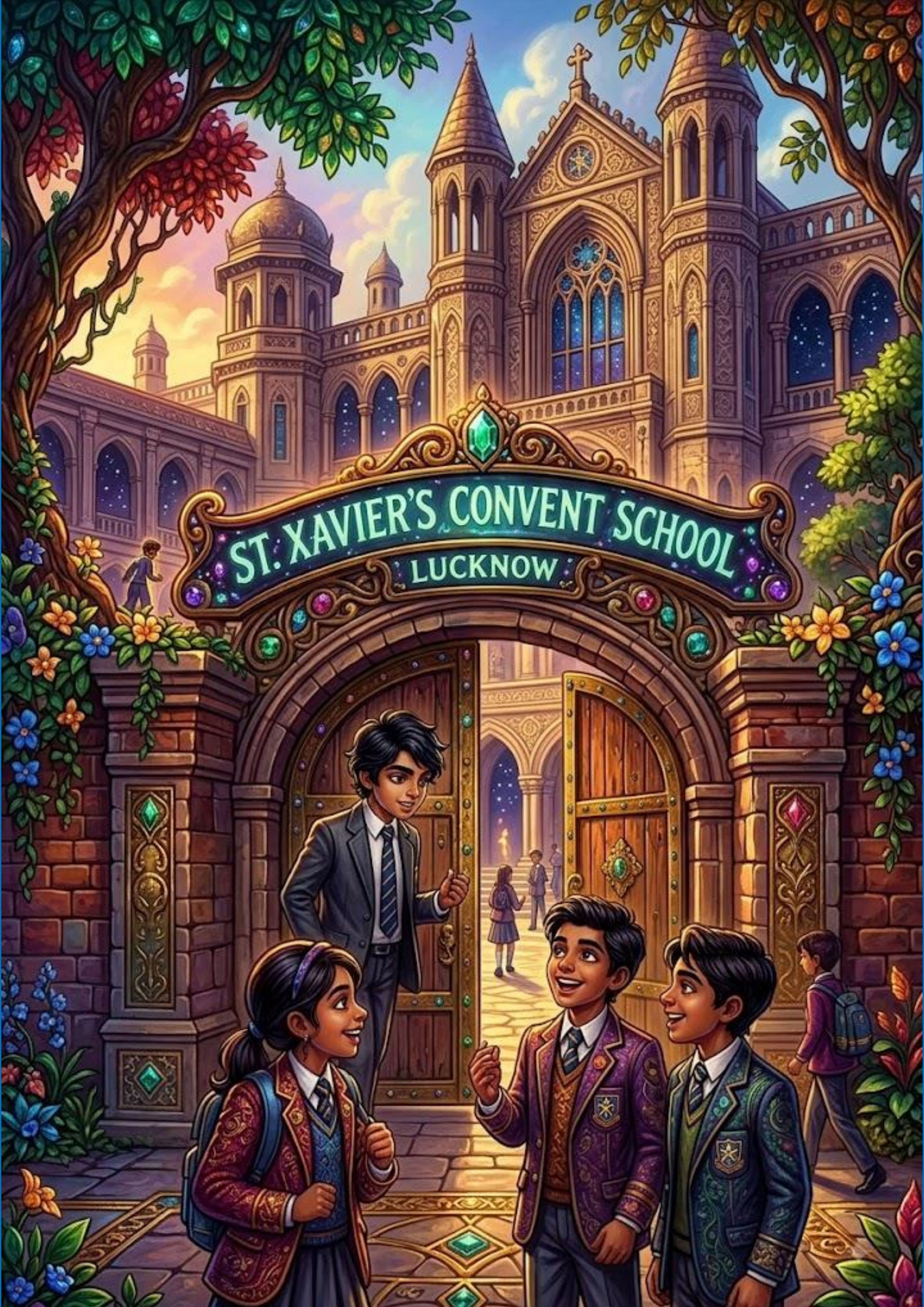
ST. XAVIER'S CONVENT SCHOOL
LUCKNOW

کم کو نقشے تیار کرنے کی تعلیم دی جانے لگی۔ برطانوی حکومت کے لیے جو لوگ بطور جاسوس سیکرٹ ایجنٹ کام کرتے اور دور دراز کے علاقوں میں جاتے ان کے لیے نقشہ تیار کرنا بے حد ضروری تھا۔

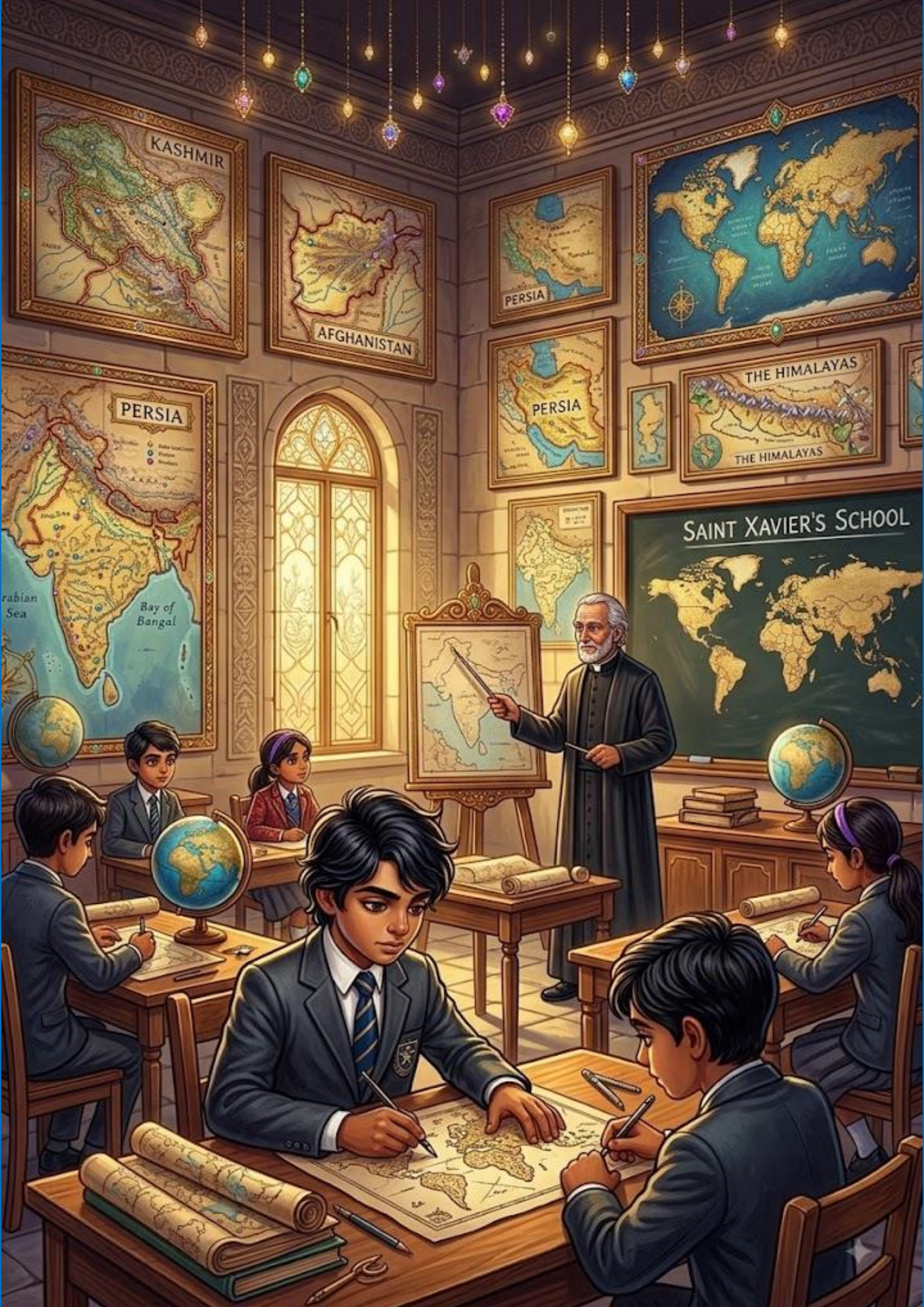
KASHMIR
AFGHANISTAN
PERSIA
PERSIA
PERSIA
THE HIMALAYAS
THE HIMALAYAS
Bay of Bangal
SAINT XAVIER'S SCHOOL

ایک سال گزر گیا۔ چھٹیاں آئیں تو کم کی خواہش تھی کہ آزادانہ گھومے پھرے۔ وہ بھاگ کر محبوب علی کے پاس چلا گیا جو اسے لے کر شملہ کے پہاڑی علاقے میں گیا۔ وہاں کرنل کریٹن کی اطلاع محبوب علی کو ملی تو اس نے پوچھا کہ تم سکول سے فرار ہو کر آئے ہو تو کم نے جواب دیا نہیں میں تو گرمیوں کی چھٹیاں گزار رہا ہوں۔

لرگن صاحب کی جادو سے متعلقہ اور پر اسرار چیزوں سے بھری ہوئی دکان میں گیا۔ وہاں لرگن صاحب نے پوچھا کہ کیا تم خوفزدہ ہو تو کم نے جواب دیا خوفزدہ مگر کیوں۔ بالکل نہیں۔

جس پر لرگن صاحب نے کہا جب تک تمہارا لکھنؤ میں سکول نہیں کھلتا تم اس وقت تک میرے پاس رہو گے اور اس کمرے میں سویا کرو گے یہ حکم ہے۔ جس کمرے میں سونے کے لئے اشارہ کیا تھا وہاں بالکل اندھیرا تھا۔ جب لرگن صاحب نے لالٹین اوپر کی تو کم نے دیکھا کمرے کی دیوار پر بہت سے ماسک تلواریں خنجر وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔ لاہور کے عجائب گھر میں ایسی چیزیں کم پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ میز کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا تھا۔ کم نے سوچا کہ لرگن صاحب اور شاید یہ لڑکا بھی مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر بلند آواز سے کہا یہ جگہ تو عجائب گھر کی طرح ہے میرا بستر کہاں ہے جہاں میں نے سونا ہے۔

کم نے محسوس کر لیا کہ یہ تو میری سوچوں کو بھی پڑھ سکتے ہیں۔ لرگن صاحب نے کہا کہ اس لڑکے نے ایک مرتبہ مجھے زہر دے کر مارنے کی کوشش کی اور شاید تمہیں بھی مارنے کی کوشش کرے گا۔ شاید وہ تم سے حسد کر رہا ہے۔ زہر وغیرہ کی بات وہ آرام سے کر رہا تھا جیسے معمولی بات ہو۔ شاید وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم یہاں نہ رہو۔

LURGAN SAHIB'S ARCANUM

خیر پانی پیو گے۔ بہت دور رکھے ہوئے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ہاتھ لمبا ہو کر گلاس تک پہنچ گیا۔ پھر وہ گلاس کم تک پہنچ گیا جبکہ لرگن صاحب اپنی جگہ پر ہی بیٹھا تھا۔ پندرہ فٹ دور ہاتھ کیسے پہنچ گیا کم حیران پریشان سوچ رہا تھا۔ پھر بولا یہ تو کمال ہو گیا۔ لرگن صاحب کو اپنی تعریف اچھی لگی۔ وہ بولا اب اسے واپس دور پھینک دو۔ کم نے کہا مگر یہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ کہنے لگا ٹوٹ جانے دو پھینکو۔ کم نے پھینکا تو گلاس زمین پر گرا اور بہت سے ٹکڑوں میں بکھر گیا۔ لرگن صاحب کم کے پاس آیا آہستگی سے اسے پکڑا اور کہا سب سے بڑے ٹکڑے کو دیکھو۔ گلاس کے تمام ٹکڑے ایک ساتھ جمع ہو رہے ہیں۔ کم کو محسوس ہوا کہ واقعی ٹکڑے جمع ہو رہے ہیں۔ اسی وقت کم نے اپنے دماغ کی توجہ ہٹانے کے لئے انگریزی میں پہاڑے پڑھنے شروع کر دیے۔ دھیان گلاس کے ٹکڑوں سے ہٹ گیا اور جب لرگن صاحب نے پوچھا کہ کیا گلاس دوبارہ جڑ چکا ہے تو کم نے کہا نہیں یہ تو ٹوٹا ہوا ہے۔ کیا یہی جادو تھا۔ لرگن صاحب نے جواب دیا نہیں یہ جادو نہیں تھا تمہارا امتحان تھا۔ تم کامیاب ہوئے۔ مجھے اچھا لگا۔ دوسرے لڑکے نے یہ دیکھا تو حسد سے رونے لگا اور کہا کہ کم کو واپس بھجوا دو۔

لرگن صاحب نے جواب دیا نہیں۔ جب سکول کھلے گا تو پھر یہ جائے گا۔ اب تم کم کے استاد ہو اسے مختلف چیزیں سکھاؤ۔

LURGAN SAHIB'S ARCANUM

پھر لڑکے سے کہا کہ مختلف رنگوں کے پتھر لے کر آئے اور کم کے ساتھ کھیلے۔ بہت سے مختلف رنگوں کے پتھر آئے ہر مرتبہ لڑکے نے انہیں دیکھا اور تفصیل سے ان کے بارے میں بتا دیا۔ جبکہ کم ایسا نہ کر سکا تو لرگن صاحب نے کم سے پوچھا کیا یہ لڑکا جیت گیا۔ کم نے ہاں میں جواب دیا تو لرگن صاحب نے کہا ٹھیک ہے پھر یہ تمہارا استاد جو تمہاری ٹریننگ کرے گا۔ اگلے دس دن تک کبھی رنگ برنگے پتھروں کبھی تصویروں اور کبھی دوسری اشیاء کے ساتھ ایسے ہی کھیل کم اور وہ لڑکا کھیلتا رہا۔ دکان میں جو آدمی بھی آتا رات کو اس کے چہرے گفتگو کے انداز اور شخصیت کے بارے میں وہ دونوں تفصیل سے بتاتے۔

دکان میں انڈیا کے ہر علاقے کے لباس موجود تھے جنہیں وہ پہنتے۔ لرگن صاحب ان کا حلیہ بھی اسی علاقے جیسا کر دیتا کیونکہ وہ میک اپ کا بھی ماہر تھا اور اس طرح کی چیزیں تو کم کو بہت پسند تھیں۔ ایک روز کم نے بھکاریوں جیسا لباس پہنا ایک انڈین اور پھر ایک انگریز سے بھیک مانگی اور کامیاب رہا کیونکہ وہ اسے نہ پہچان سکے۔ لرگن صاحب بہت ہنسا اور خوش ہوا۔

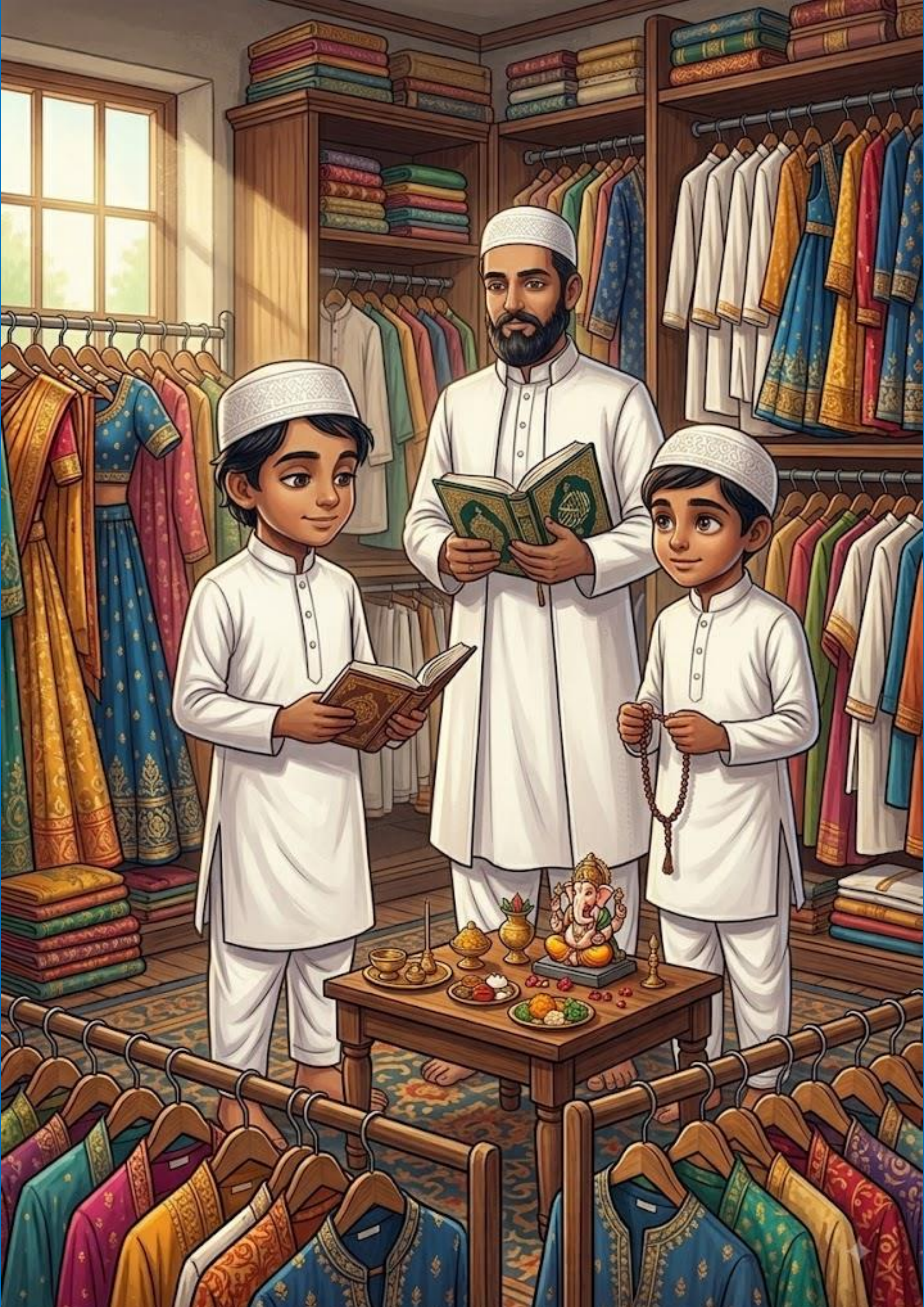

GURDWARA SAHIB
BOUTIQUE

ایک آدمی ہری چندر مکر جی دوکان میں آیا تو کم نے اس سے بھی بھیک مانگی۔ جس پر ہری چندر مکر جی نے کہا بہت ہی شاندار اداکاری کی اس لڑکے نے اسے مکمل ٹریننگ ملنی چاہیے۔ لرگن صاحب نے کہا لکھنؤ میں کم کو اسی چیز کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ ہری چندر مکر جی جو بہت بھاری بھر کم موٹا تازہ تھا کہ جانے کے بعد لرگن صاحب نے کہا جاسوس تو بہت سے ہیں مگر جو دس سب سے بہتر ہیں ان میں سے ایک یہ بھی شامل ہے۔

بہادر بنگالی۔

کم نے اپنے لکھنؤ کے اسکول کا سفر ہری چندر مکر جی کے ساتھ کیا۔ کم حیران تھا کہ اتنا بھاری بھر کم موٹا تازہ انسان جاسوسی کیسے کرتا ہوگا۔ ہری بابو بولا کہ کم تعلیم حاصل کرو محنت کرو شاید ایک دن ہم ایک ساتھ کام کر رہے ہوں۔ کم نے سکول میں بہت محنت کی۔

سال گزرتے رہے مگر گرمیوں میں وہ محبوب علی کے پاس رہنے کو ترجیح دیتا جس کا خیال تھا کے کم کو خدا نے عقل دی ہے اور اسکول کی تعلیم اسے زنگ لگا دے گی اور وہ گریٹ گیم کا حصہ نہیں بن سکے گا۔ ہری بابو نے بھی اس بات کی تائید کی چنانچہ کرنل کریٹن نے نہ چاہتے ہوئے بھی کم سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ کم بے حد خوش تھا کہ اسے نقشے تیار کرنے کی نوکری مل گئی ہے۔ وہ محبوب علی سے لکھنؤ ریلوے اسٹیشن پر ملا۔ محبوب علی نے اسے تفصیل سے گریٹ گیم کے بارے میں بتایا کہ ہو کیا رہا ہے۔ کم کے پاس اب اپنی پستول تھی۔

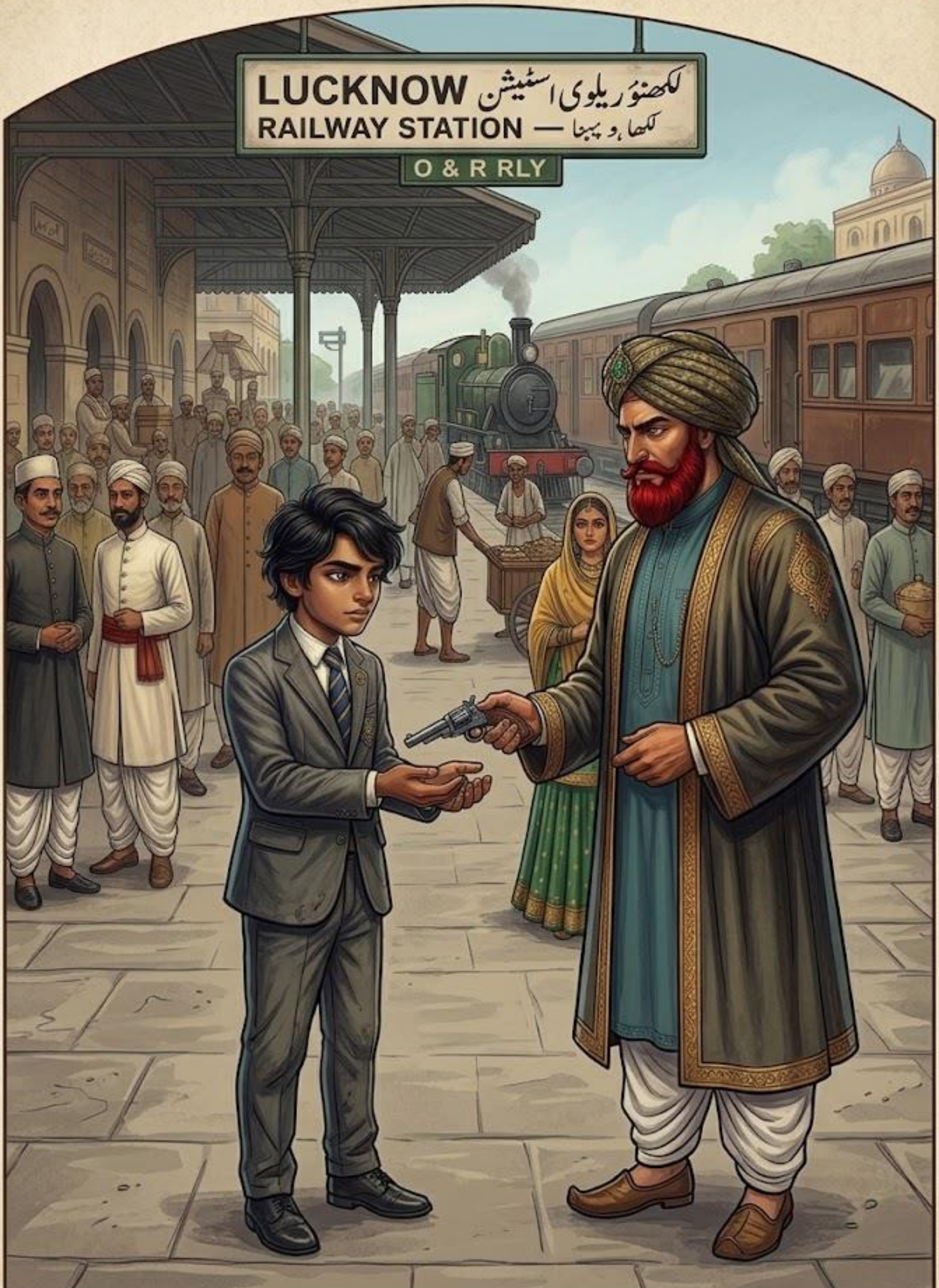
LUCKNOW
RAILWAY STATION —
O & R RLY

محبوب علی نے غصے سے کہا کہ بازاروں میں لیمپ روشن ہو چکے ہیں تمہیں کوئی نہیں پہچانے گا آئو میرے ساتھ عظیم اللہ کی پان کی دکان کے قریب پرانی گندی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ۔

عظیم اللہ پان کی دکان
lucknow special

وہ ایک تاریک کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے میں بھی گندگی تھی اور بکھرا ہوا سامان بھی بہت پرانا تھا جہاں حقے اور تمباکو کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ کونے میں ایک موٹی عورت لیٹی ہوئی تھی جو عورت سے زیادہ گھڑی لگ رہی تھی۔ تمام جسم ناک کان گلے کلائی بازو ہر جگہ مقامی زیورات پہنے ہوئے تھے جنہوں نے اس کے حرکت کرنے سے تیز آواز پیدا کی۔

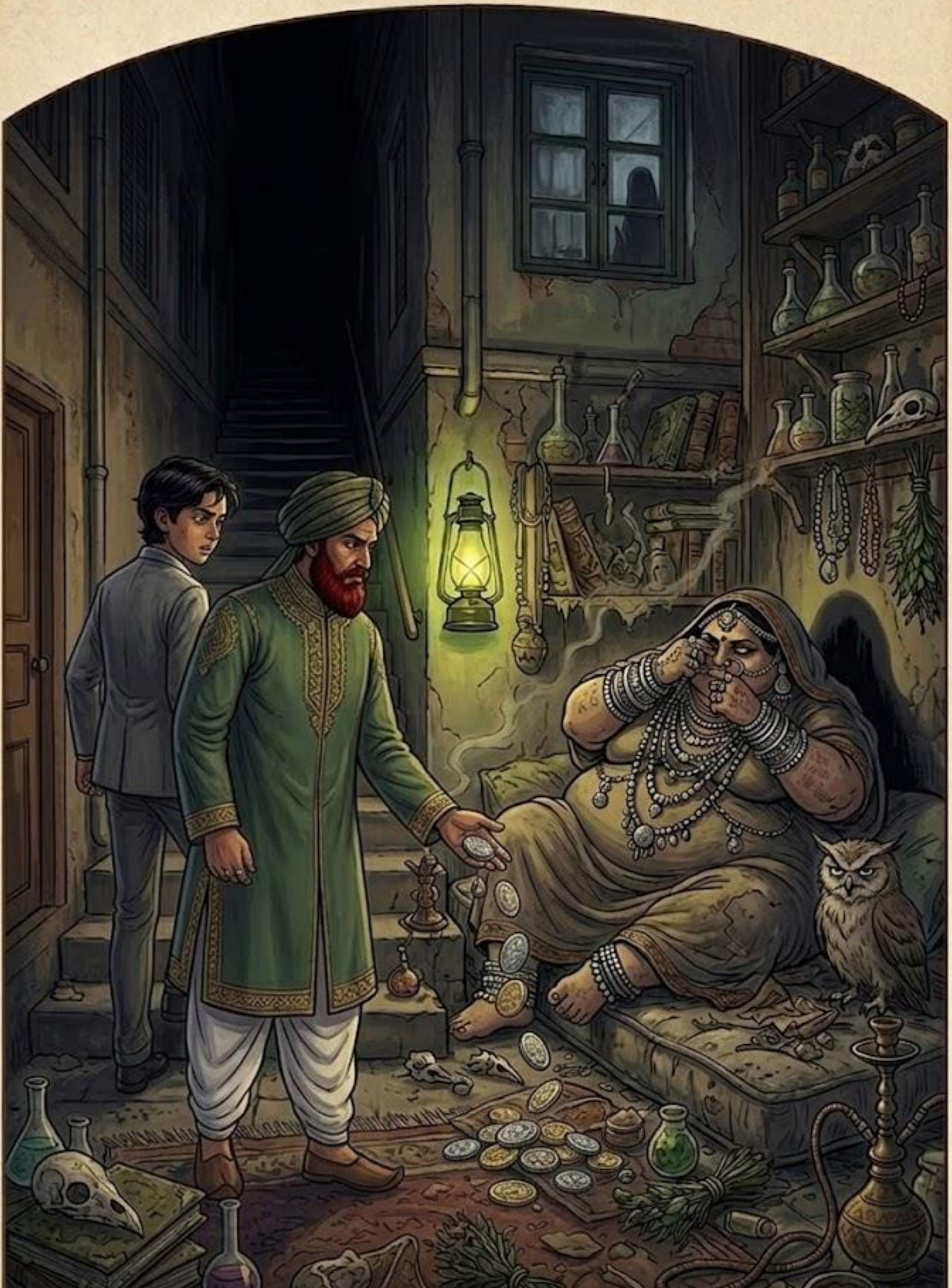

محبوب علی نے کم کو کہا کہ جس راستے پر تم چل پڑے ہو وہاں بہت خطرات ہیں۔ تمہاری حفاظت کے لیے تمہیں حنیفہ کے پاس لایا گیا ہے۔ یہ رنگ تبدیل کرنے میں ماہر ہے اور اس کے عمل کا کوئی توڑ بھی نہیں ہے۔ تم مجھے اپنے بیٹے کی طرح عزیز ہو اس لئے تمہاری مکمل حفاظت کا بندوبست کرنا چاہتا ہوں۔ اپنا تمام سامان ایک طرف رکھ دو اور حنیفہ تم اپنا کام شروع کرو۔ جب عورت نے اپنے دونوں ہاتھ کم کی طرف پھیلائے تو پھر اسے پتہ چلا کہ یہ تو اندھی نابینا ہے۔ وہ کہنے لگی ہاں میں جن لوگوں پر عمل کرتی ہوں وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ عورت ایک تاریک کمرے میں چلی گئی تو کم سمجھ چکا تھا کہ یہاں پر جادو ہو رہا ہے اور پریشان تھا۔ جس پر محبوب علی نے کہا کہ میرے بیٹے پریشان نہ ہو میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارا محافظ۔ عورت دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ کم کو وہ نظر تو نہیں آ رہی تھی مگر اس کے زیورات کے برتنوں سے ٹکرانے کی آواز آتی رہی۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے کچھ پڑھ رہی تھی۔

دیاسلائی جلائی دھوئیں سے تمام کمرہ بھرنے لگا جس کی خوشبو اور تاثیر مدہوش کرنے والی تھی۔ کم آہستہ آہستہ نیند کی حالت میں جارہا تھا اور اس کے کانوں میں عورت کے الفاظ گونج رہے تھے جو شیطان اور اس کے چیلوں کو مدد کے لئے بلارہی تھی۔ اس کے کانوں میں ایسے بول رہی تھی جیسے بہت دور سے آواز آرہی ہو۔ پھر اپنی بہت نرم مگر خوفناک انگلیوں سے کم کو چھوا۔ محبوب علی نے اس وقت تک اسے مضبوطی سے پکڑے رکھا جب تک وہ ایک آہ بھر کر بے ہوش نہ ہو گیا۔ محبوب علی نے کہا اللہ اس میں کتنی طاقت تھی شاید انگریز ہونے کی وجہ سے۔ نشے کا دھواں نہ ہوتا تو یہ کبھی بھی ہوش نہ ہوتا۔ خیر حنیفہ تم اپنی دعوت اور انہیں بلانے کا کام جاری رکھو۔

عورت دردناک آواز میں اپنی بے نور آنکھوں کو مغرب کی سمت کرتے ہوئے کہنے لگی

تم جو سننے والے ہو جو اپنے کانوں سے سنتے ہو میری آواز سنو اور یہاں پر حاضر ہو جاؤ۔

اندھیرے کمرے میں اس کی پراسرار آواز گونج رہی تھی۔

باہر سے ہری بابو کی گھبراہٹ میں کھانسنے کی آواز آئی تو عورت نے کہا کہ دوست جادو کا عمل ہو رہا ہے اس میں مداخلت برداشت نہیں کی جاتی۔ اس نے اپنا عمل جاری رکھا اور ایسا محسوس ہوا کہ چھت سے اس کی باتوں کا جواب دیا جارہا ہے۔

دراصل ہری بابو بھی وہاں آچکا تھا اور کھڑکی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی وہ عورت عمل کرتے ہوئے دائیں بائیں حرکت کررہی تھی جبکہ کم بے ہوشی کی حالت میں اس کے سامنے موجود تھا۔ بہت قدیم جادو کی رسومات کے مطابق وہ ایک کے بعد دوسرے شیطان کو پکاررہی تھی کہ وہ اس لڑکے کی حفاظت کریں۔ لگتا تھا کوئی طاقت اسے جواب بھی دے رہی ہے۔

کچھ دیر کے بعد حنیفہ بھی بے ہوش ہو کر کم کے قریب ہی بے حس و حرکت لیٹ گئی

اور کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

ہری بابو کو پریشان دیکھا تو محبوب علی نے کہا کہ کم کی حفاظت کے لیے یہ بہت ضروری تھا اور حنیفہ ایسی چیزوں میں بہت مہارت رکھتی ہے۔ آپ کو بھی خوفزدہ ہونے کی بالکل ضرورت نہیں۔

ہری بابو نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے انگریزی میں کہا کے خوف تو ان چیزوں سے ہوتا ہے جو نظر آتی ہیں۔ ایک طرف تو جادو کو برا کہتے ہوئے ہم اس کی چھان بین کرتے ہیں تو اسی جادو سے خوفزدہ ہونا کتنی بری بات ہے۔ اور دوسری طرف تاریکی کی طاقتوں پر یقین رکھتے ہوئے رائل سوسائٹی کے لئے قصے کہانیاں بھی جمع کی جاتی ہیں۔

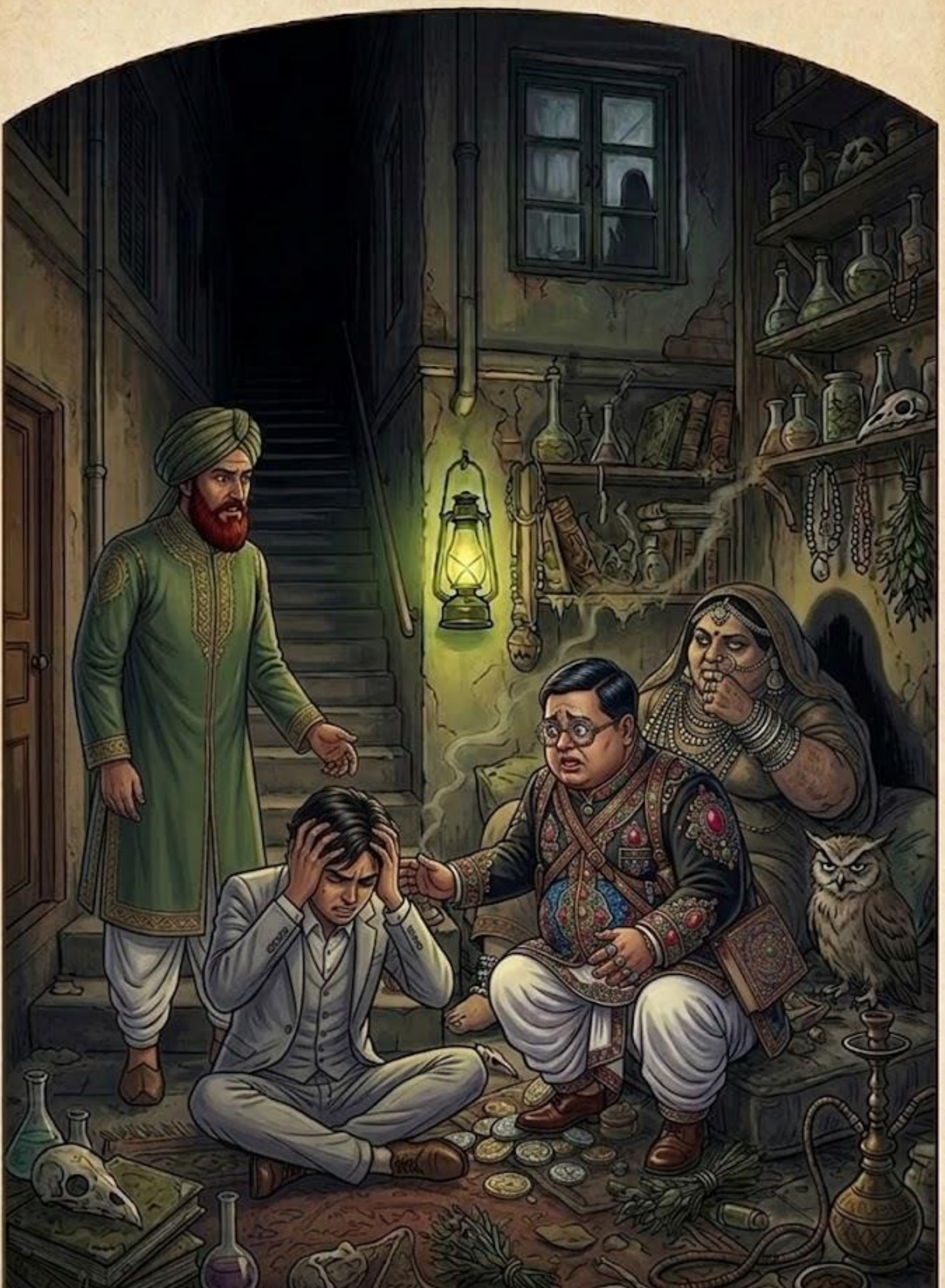

پھر کم ریل پر بنارس گیا جہاں لامہ سے ملاقات کی اس کے قدموں میں گر گیا اور بولا

تین سال سکول میں تعلیم حاصل کی جو آپ کی وجہ سے ممکن ہوئی۔

لامہ نے کہا کہ پہاڑی علاقے شمال کی طرف سفر کرنا چاہیے۔

جو نیک اور سخی دل بوڑھی عورت قافلے کے ساتھ ملی تھی سہارن پور جا کر اس سے ملاقات کرنی چاہئے۔ دونوں نے دہلی کی ٹرین پکڑی۔

دہلی شہر تو کمال کا تھا۔

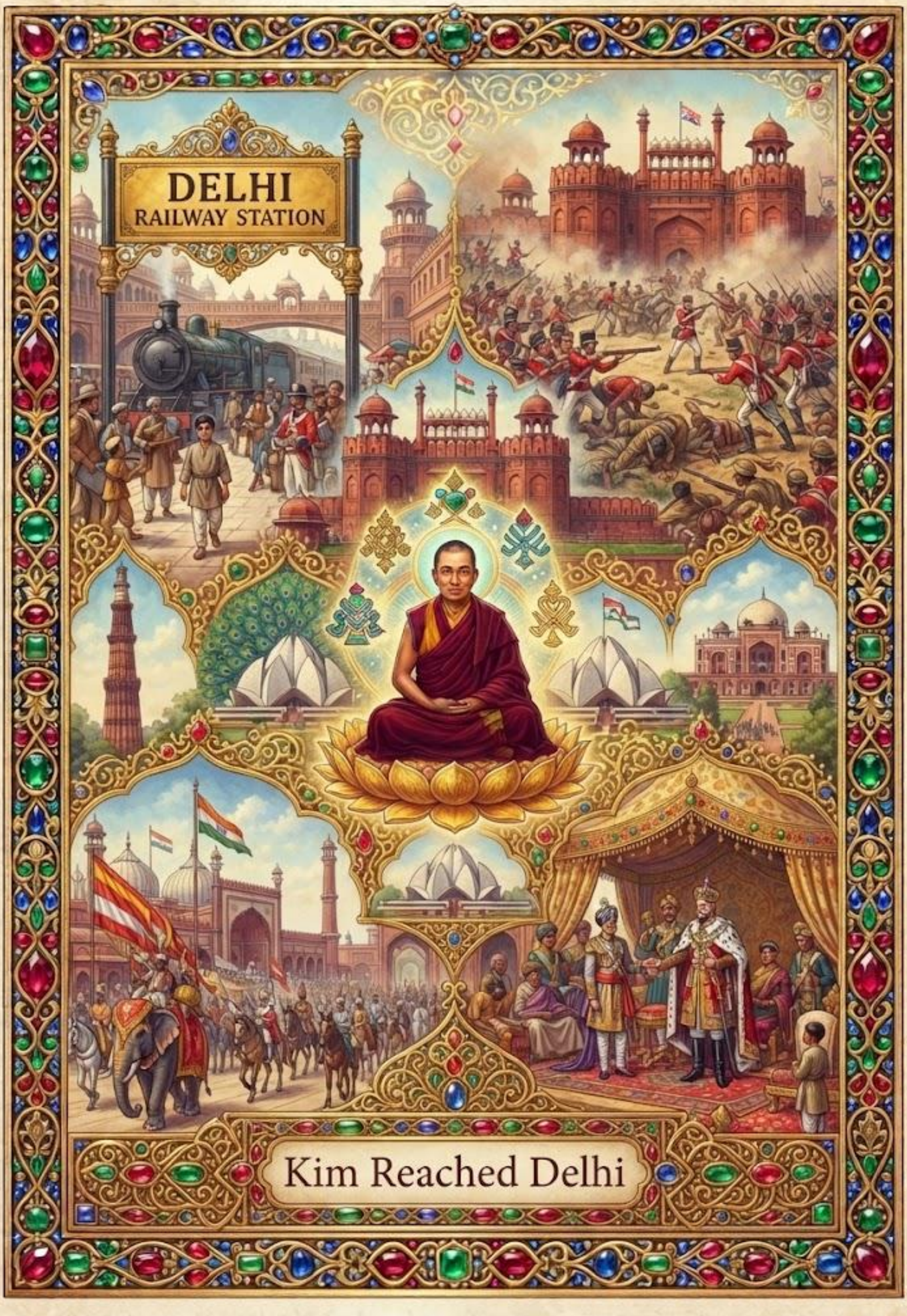
DELHI
RAILWAY STATION
Kim Reached Delhi

اور دہلی سے سہارن پور پہنچ گئے۔

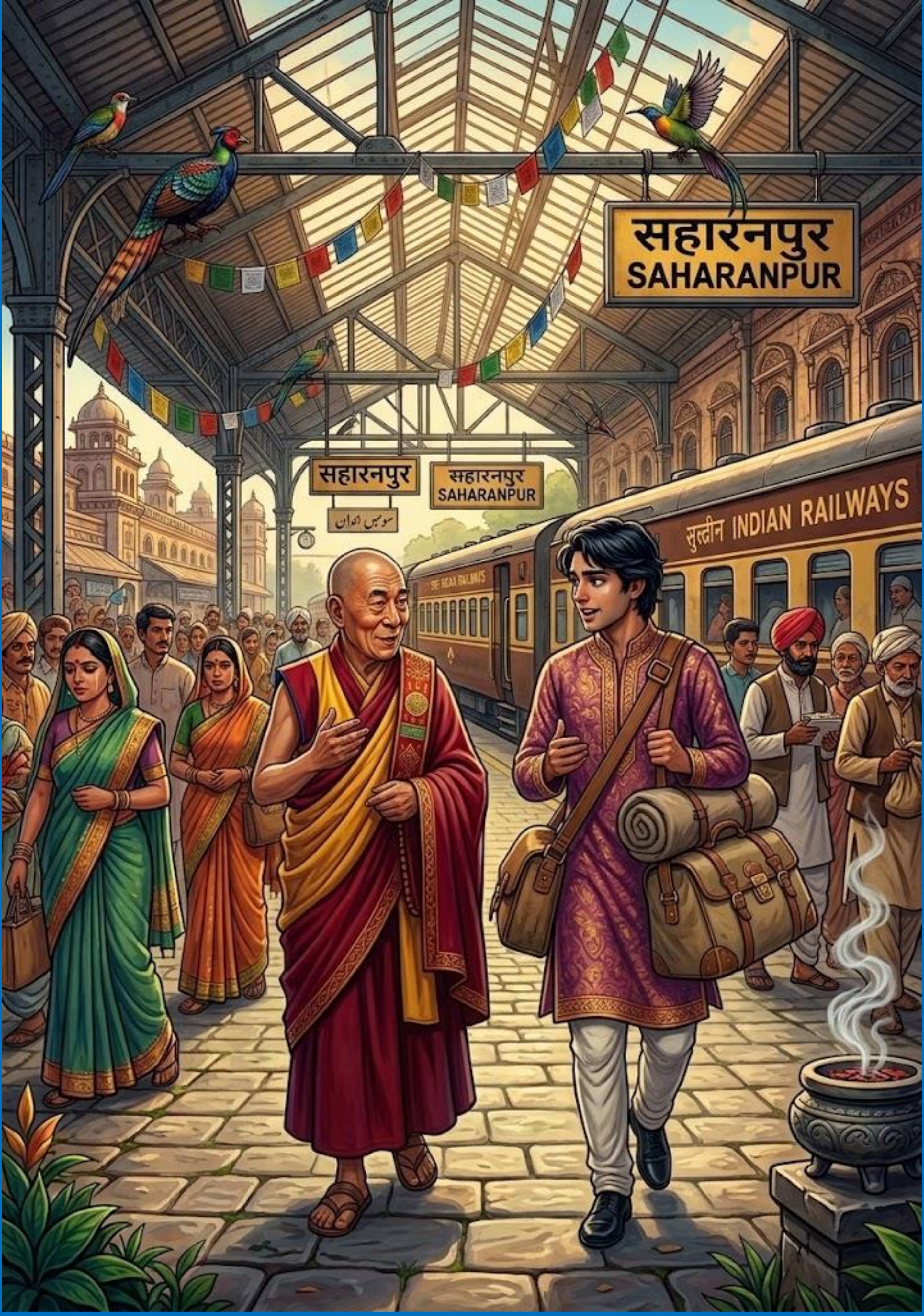
सहारनपुर
SAHARANPUR
सहारनपुर
सहारनपुर
SAHARANPUR
INDIAN RAILWAYS

پھر پیدل سفر شروع کیارات کو لوگ انہیں کھانا کھلاتے۔ لامہ کم کو بدھا کے فلسفے کے بارے میں سمجھاتا کہ انسان کس طرح پیدا ہوتے ہیں مرتے ہیں پھر نئی زندگی ملتی ہے۔ زندگی کا پہیہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔

اپنے پھلوں کے باغات کے درمیان اس بوڑھی عورت کو لامہ کے آنے کی خبر ملی۔ اس نے فوری طور پر اپنے ملازم کو کابل کے انگوروں اور دوسرے پھلوں کے ساتھ لامہ کے پاس بھیجا اور اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ لامہ اور کم جب عورت کے پاس پہنچے تو وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے نواسوں کے بارے میں بتایا۔ دعا اور تعویذ کی درخواست کی اور بتایا کے ایک حکیم بھی وہاں موجود ہے جو بیمار بچے کو دوائی بھی دے رہا ہے۔

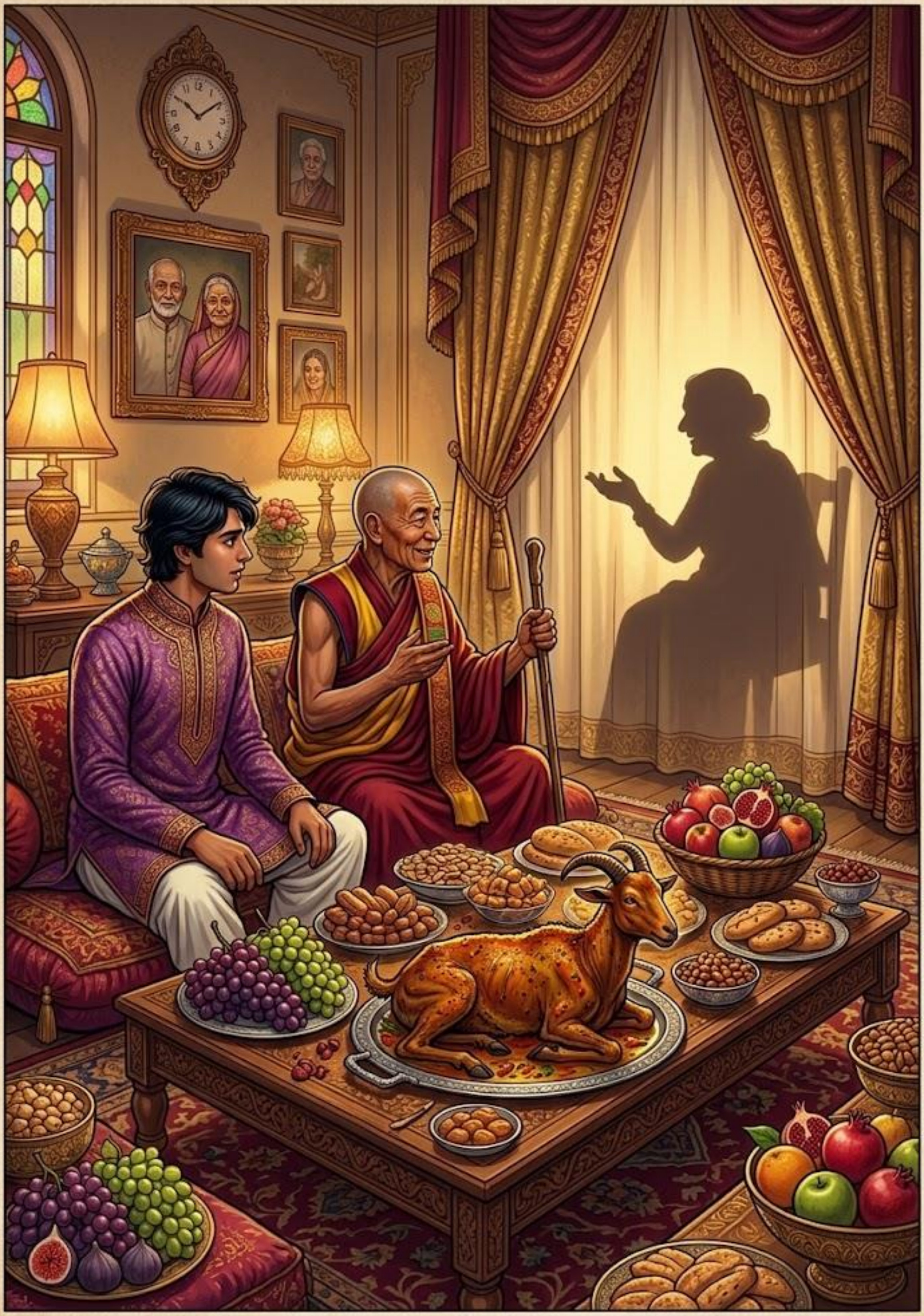

مہارانی صاحبہ وہ حکیم کون ہے کم نے پوچھا۔ بوڑھی عورت نے جواب دیا اگرچہ وہ تمہاری طرح سفر میں ہی رہتا ہے مگر ہے اچھا حکیم۔ سفر کے دوران قیمتی دوائیں فروخت کرتا ہے۔ میرے معدے کا درد تو اس کی ایک گولی سے ہی ٹھیک ہو گیا۔ ملازم نے بتایا کہ وہ حکیم کھانے کے بعد پچھلی جانب کوارٹر میں سو رہا ہے۔ کم نے کہا اس سے ملاقات اور گفتگو مزید ارر ہے گی۔ حکیموں کے علاج کے بارے میں برائی کی جانے لگی تو عورت نے لامہ سے کہا ٹھیک ہے تو مجھے دعا اور تعویز دیں۔

ایک بھاری بھر کم آدمی اندر داخل ہوا اور کہا کہ آپ لوگوں کو دواؤں کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے۔

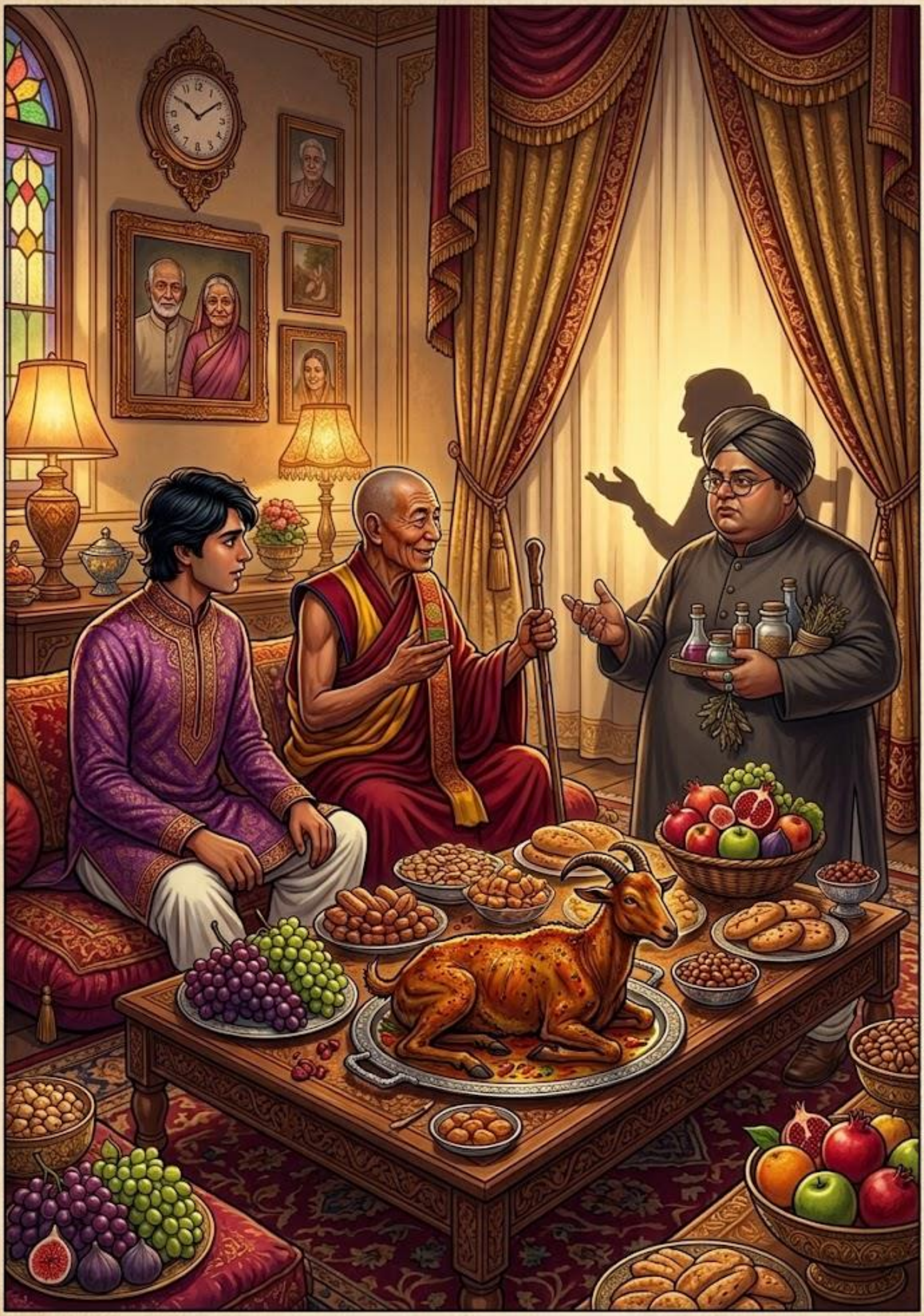

بوڑھی عورت نے خود کو اس بحث سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا میں نے اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کرنے جانا ہے کیونکہ بچوں کا باپ دوسرے شہر میں ہے۔ حکیم صاحب اور چھوٹے لامہ کو فیصلہ کرنے دینا چاہئے کہ ان میں سے کون سی چیز بہتر ہے۔ عورت جسے بیس گاؤں والے جانتے تھے اور عزت کرتے تھے چلی گئی۔ اس کی زبان سختی اور سخاوت سے بھی واقف تھے اور اس علاقے میں چوری چکاری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ اپنی پالکی میں وہ روانہ ہوئی تو پیچھے بہت سے ملازم بھی تھے۔ علاقے کا معائنہ سخت طریقے سے کیا جس کی آوازیں دور دور تک سنی

جا سکتی تھیں۔

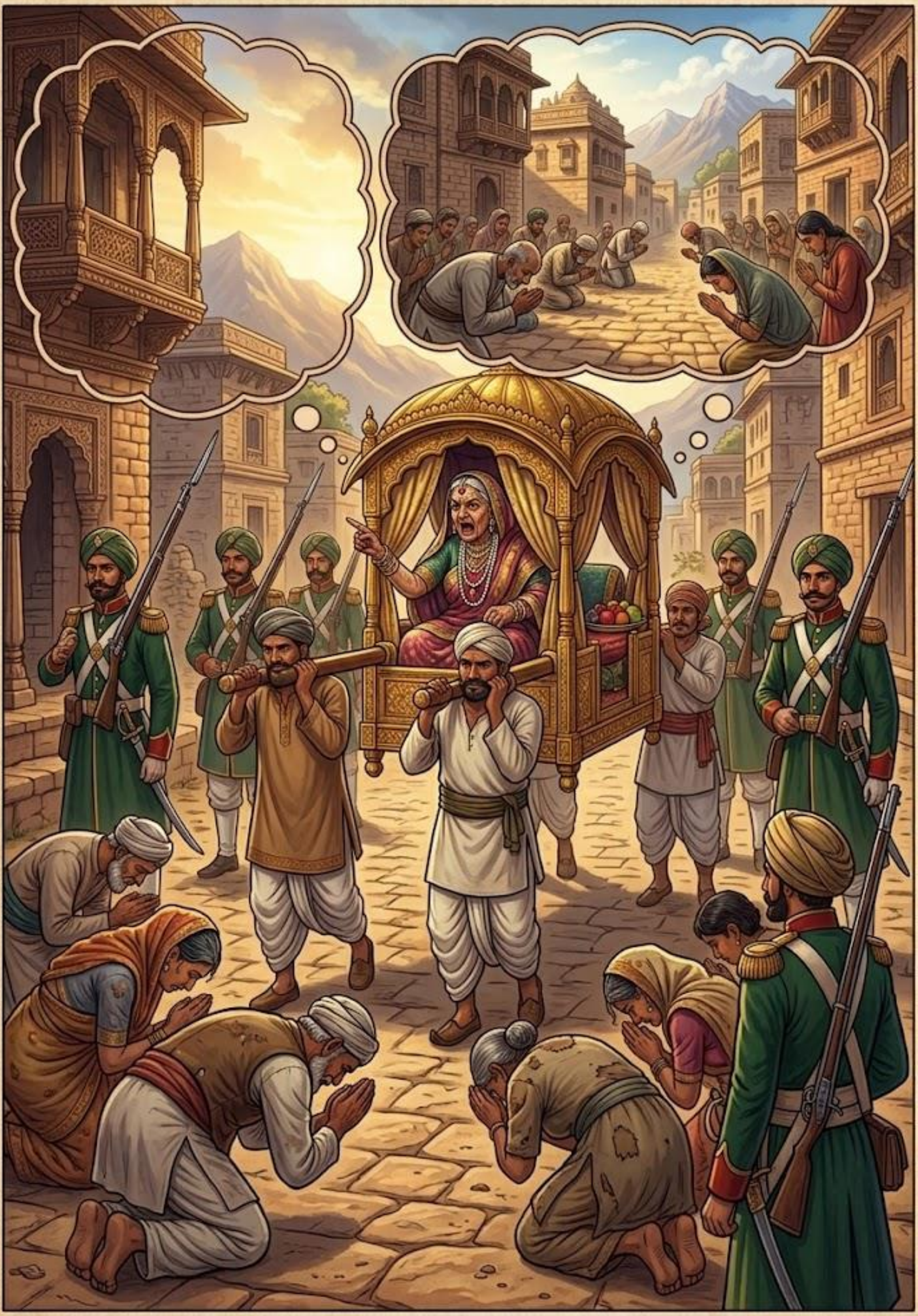

عورت کے جانے کے بعد حقے کا دور چلنے لگا تو حکیم نے آہستہ سے کہا

آپ کا کیا حال ہے مسٹر اوہارا۔ آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔

کم اپنا نام سن کر حیران پریشان بیٹھا تھا۔ دراصل وہ ہری بابو کو پہچان نہیں سکا تھا جو حکیم کے بھیس میں تھا۔

حقہ پیتے اور الائچی کھاتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے کہا تھا نہ ایک دن دوبارہ ملوں گا تو تم مجھے پہچان نہیں سکو گے۔ کم حیرانی سے بولا بابو جی آپ یہاں کیسے۔ جواب آیا ہاں دیٹ از دی کویسچین۔ شیکسپیئر نے بھی تو کچھ ایسی ہی بات کہی تھی۔ دراصل مجھے آپکے شاندار طریقے سے تعلیم مکمل کرنے کی گریجویٹ ہونے کی اطلاع ملی تو مجھ سمیت تمام محکمہ اور آپکے پرانے ساتھی بے حد خوش ہوئے اور میں آپکو مبارکباد دینے آیا ہوں۔

کم نے اپنی تعریف سنی کے پرانے ساتھیوں نے اس پر فخر کیا ہے تو بے حد خوشی محسوس کی مگر کہنے لگا کہ بابو جی اصل بات بتائیں اور ہندی میں بتائیں۔ مبارکباد دینے اتنی دور تو کوئی بھی نہیں آتا۔ ہری بابو نے کہا مسٹر اوہارا دراصل مجھے آپکی ہی تلاش تھی تو لامہ اور آپکے متعلق راستے کے لوگوں سے پتہ کیا۔ یہ بھی علم تھا کہ یہ خاتون لامہ سے ضرور ملاقات کریں گی۔ چونکہ میں اچھا ڈاکٹر بھی ہوں اس لئے علاج کرنے کے بہانے یہاں آپکا انتظار کر رہا تھا۔

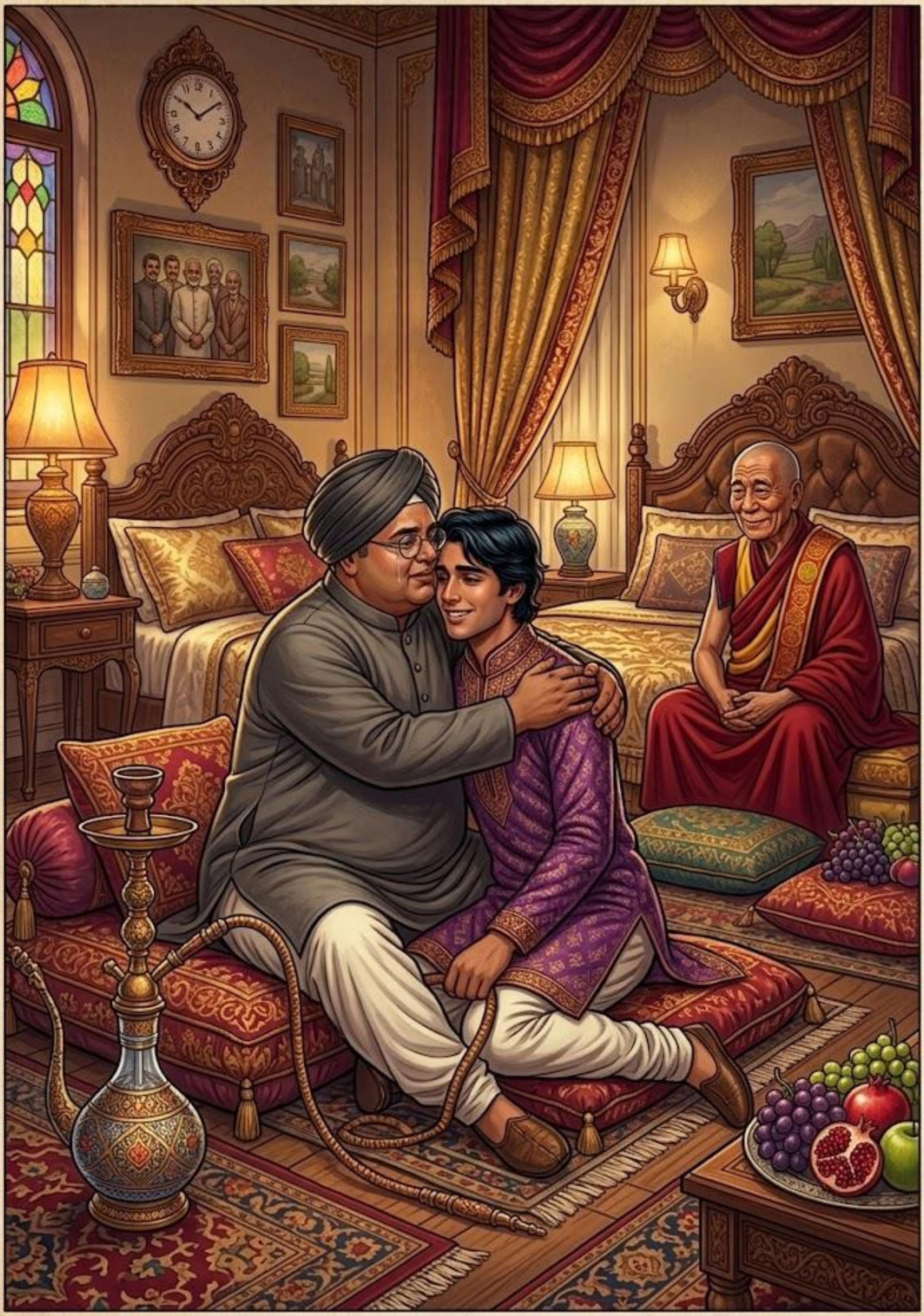

اس نے بتایا کہ وہ گریٹ گیم کے سلسلے میں وہاں موجود ہے۔ محبوب علی کی جو اطلاع گھوڑوں کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے تم نے پہنچائی تھی اس پر کارروائی ہوئی فوجیں بھیجی گئیں مگر جنگ کے بغیر ہی مقصد حل ہو گیا اس لئے اخراجات بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے فوجیں واپس بلوالی گئیں۔ مگر گریٹ گیم ابھی بھی جاری ہے۔ فوجوں کی واپسی کے بعد بھی۔ علاقے کے دوراجائوں نے حکومت سے پیسوں کے عوض علاقے کی نگرانی قبول کرلی۔ حکومت نے سڑکیں وہاں خود تیار کروانی تھیں اور میں بھی وہاں موجود تھا جس نے اندازہ کر لیا کہ دراصل وہاں کے راجہ تو روسیوں سے رشوت لے کر ان سے مل چکے ہیں۔ میں نے بھی یہ خبر حکومت کو دی اور محبوب علی نے بھی۔ مجھے یاد ہے وہاں بے حد سردی تھی۔ پھر مجھے جنوب میں بلا کر خبر کی تصدیق کی گئی۔

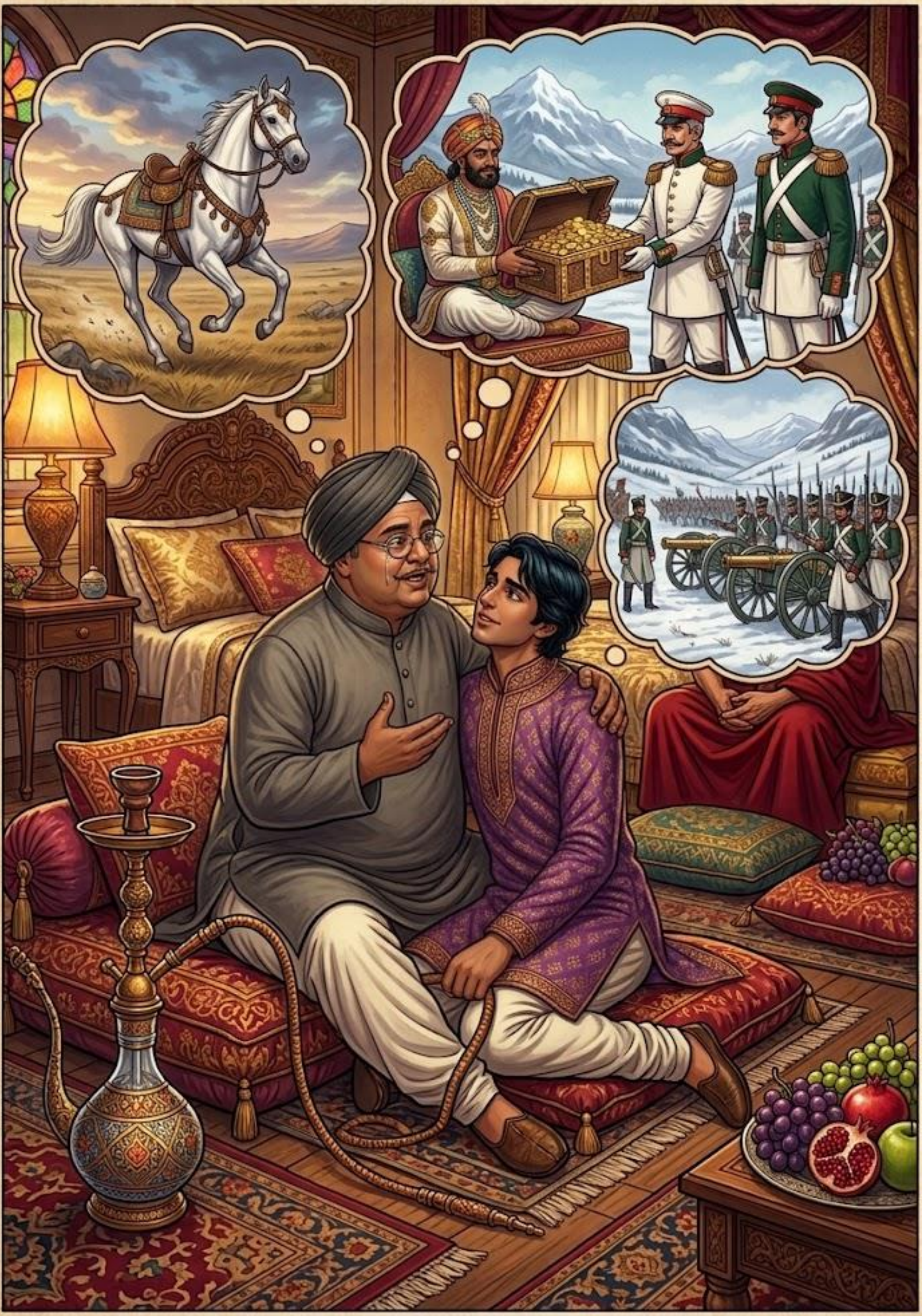

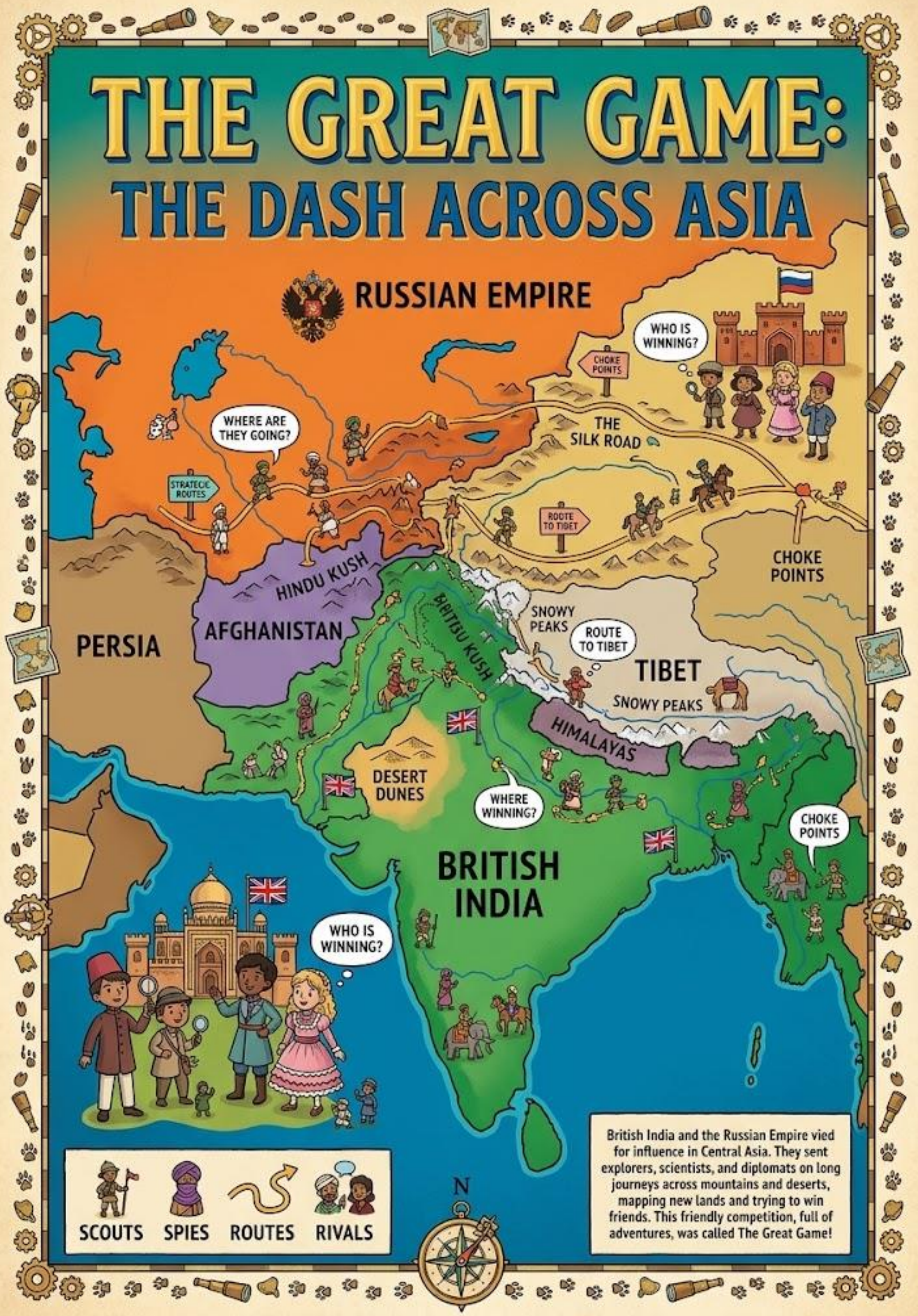
THE GREAT GAME:
THE DASH ACROSS ASIA
RUSSIAN EMPIRE
WHO IS WINNING?
CHOKE POINTS
WHERE ARE THEY GOING?
THE SILK ROAD
STRATEGIC ROUTES
ROOTE TO TIDET
CHOKE POINTS
HINDU KUSH
SNOWY PEAKS
ROUTE TO TIBET
PERSIA
AFGHANISTAN
TIBET
SNOWY PEAKS
HIMALAYAS
DESERT DUNES
WHERE WINNING?
CHOKE POINTS
BRITISH INDIA
WHO IS WINNING?
N
SCOUTS
SPIES
ROUTES
RIVALS
British India and the Russian Empire vied for influence in Central Asia. They sent explorers, scientists, and diplomats on long journeys across mountains and deserts, mapping new lands and trying to win friends. This friendly competition, full of adventures, was called The Great Game!

مگر اب وہاں دو مشکوک آدمی دوبارہ دیکھے گئے ہیں۔ وہ شکاریوں کے بھیس میں ہیں مگر دراصل روسی جاسوس ہیں۔ ایک روسی ہے اور دوسرا فرانسیسی جو مقامی راجائوں سرداروں کی روس کے لئے حمایت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں تحفے بھی دے رہے ہیں اور آپس میں عہد و پیمان بھی کئے جا رہے ہیں۔ انکے پاس جاسوسی کا سامان بھی دیکھا گیا ہے۔ راجہ ان کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہیں ان سے مل چکے ہیں اس لئے مجھے حکم ملا ہے کہ دوبارہ وہاں جا کر ان دونوں سے معلومات حاصل کروں۔ وہ کھالیں وغیرہ بیچنے کے لیے جب قریب آئیں گے تو میں ان کے ساتھ گھل مل جاؤں گا اور ان کی حقیقت اور معلومات حاصل کر لوں گا۔ مگر کم مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تم منع بھی کر سکتے ہو مگر لامہ کے ساتھ اگر شمال کی پہاڑیوں پر میرے ساتھ چلو تو مجھے خوشی ہو گی اور اطمینان بھی۔ کم نے کہا لامہ کو تو پہاڑیوں پر جانے کا سن کر خوشی ہو گی۔ ہری بابو بولا میں پہلے روانہ ہو جاؤں گا۔ تم سے چند میل آگے سفر کر رہا ہوں گا۔

کم تمام رات اس بارے میں سوچتا رہا کیونکہ گریٹ گیم کا حصہ تو وہ خود بھی بننا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لامہ نے مجھ پر احسان کیا محبوب علی نے بھی کریٹن صاحب نے بھی مگر لامہ کے احسانات سب سے زیادہ ہیں۔ میں ضرور ان دونوں جاسوسوں کو ان کے جاسوسی کے سامان کے ساتھ دیکھوں گا۔

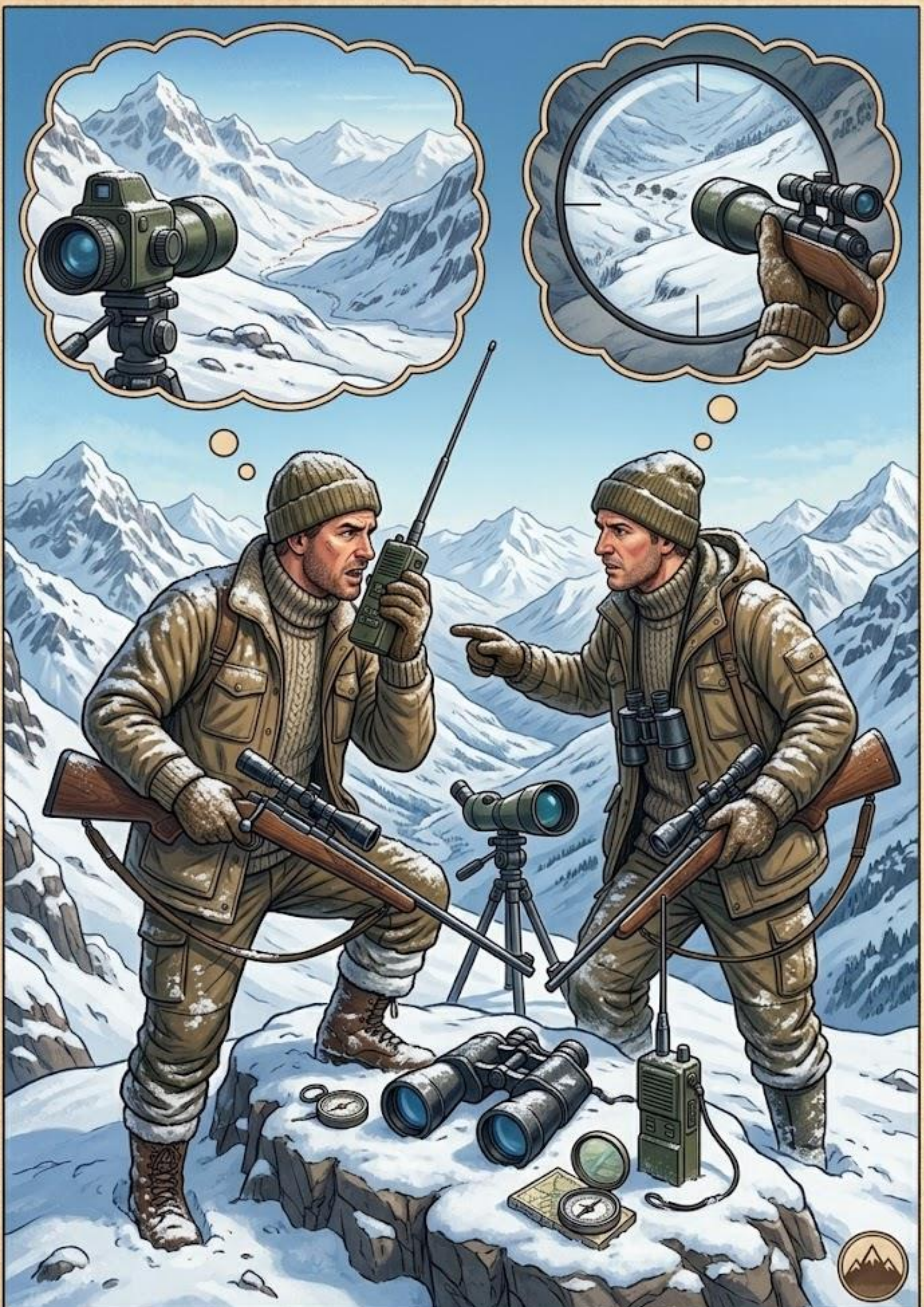

دوسرے دن کم نے لامہ سے پہاڑیوں کی تعریف کی برف اور سردی کی بات کی۔ ہری بابو نے بھی لامہ کو کہا کہ پہاڑیوں پر کھلی ہوامیں جانے سے اس کی صحت بحال ہو جائے گی تو وہ وہاں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہری بابو اپنی دوائیوں اور چھتری کے ساتھ پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گیا۔ لامہ نے بھی جب شمال کی پہاڑیوں پر جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو بوڑھی عورت نے بہت سارا ساز و سامان اور خوراک ان کے لئے تیار کروا دیں۔ لامہ نے کم سے کہا اگرچہ یہ عورت بہت زیادہ بولتی ہے مگر نیک اور مہمان نواز ہے اور اس کی مہمان نوازی سے میں تندرست ہو رہا ہوں۔ پہاڑیوں پر جانے کے بعد مکمل تندرست ہو جاؤں گا۔ حکیم نے بھی مجھے یہی بتایا ہے۔ سارے جہان کے دوست کم تم بھی تو میرے ساتھ ہو۔ مجھے میرا مقدس دریا بھی ضرور مل جائے گا۔

لامہ نے اطمینان سے پہاڑیوں کی طرف دیکھا اور اس طرف چلنا شروع کر دیا۔ لامہ جس کی یہ پہاڑیاں اپنا علاقہ تھیں ان کے درمیان پہنچ کر نئی طاقت محسوس کر رہا تھا اور رفتار تیز ہو چکی تھی۔ جبکہ کم جو میدانی علاقے کا عادی تھا پہاڑیوں میں چلتے ہوئے تھک چکا تھا۔ ایک طرف پہاڑیاں تھیں اور دوسری طرف درختوں کے جنگل۔ جیسے جیسے بلندی پر جارہے تھے سردی میں اضافہ ہو رہا تھا۔

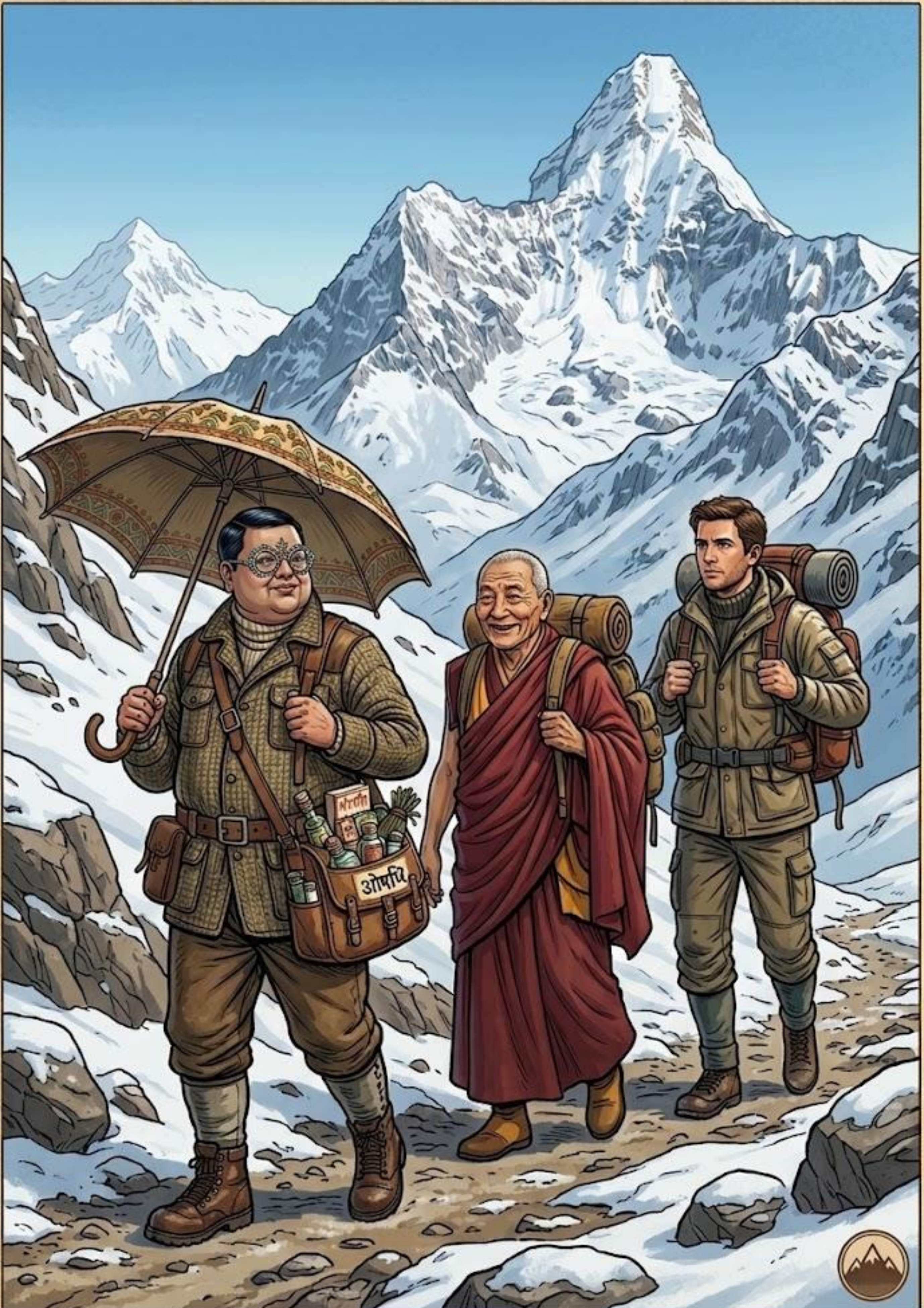
ओषधि

جب کم کو ایک پہاڑی شخص نے موٹا مگر سستا کوٹ تحفے میں دیا تو کم نے خوشی محسوس کی کیونکہ اسے اس کی ضرورت تھی۔ جبکہ لامہ حیران تھا کہ کوٹ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ وہ بولا جب اصل پہاڑیوں پر پہنچیں گے تو سردی وہاں پر ہوگی۔ کم نے کہا لوگ بہت اچھے ہیں تازہ ہوا ہے پانی شاندار ہے مگر کھانے اچھے نہیں ہیں۔ رات کو تو سردی بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ لامہ نے جواب دیا لیکن دوبارہ دن کی روشنی اور حرارت کس قدر مزہ دیتی ہے۔

تمام راستے بہت کم لوگ نظر آئے۔ کبھی کبھار ہوا میں عقاب اڑتا دکھائی دیتا یا دور کوئی ریچھ نظر آجاتا۔ حکیم سے بھی ملاقات ہوئی جو راستے میں لوگوں کا علاج بھی کر رہا تھا۔ کم حکیم کے ساتھ جنگل میں جا کر جڑی بوٹیاں بھی تلاش کرتا اور باتیں بھی کرتا۔ ہری بابو نے کہا مسٹر اوہارا مجھے علم نہیں کب ان دو جاسوسوں سے ملاقات ہوگی مگر میری چھتری پر نظر رکھو جو تمہیں دور سے ہی نظر آرہی ہوگی۔ میں سوچ رہا ہوں کہیں وہ اپنے کاغذات پہلے ہی روس نہ پہنچا چکے ہوں۔ وہ دونوں جدا ہوگئے مگر ہری بابو کی چھتری کم کو دور سے نظر آجاتی۔

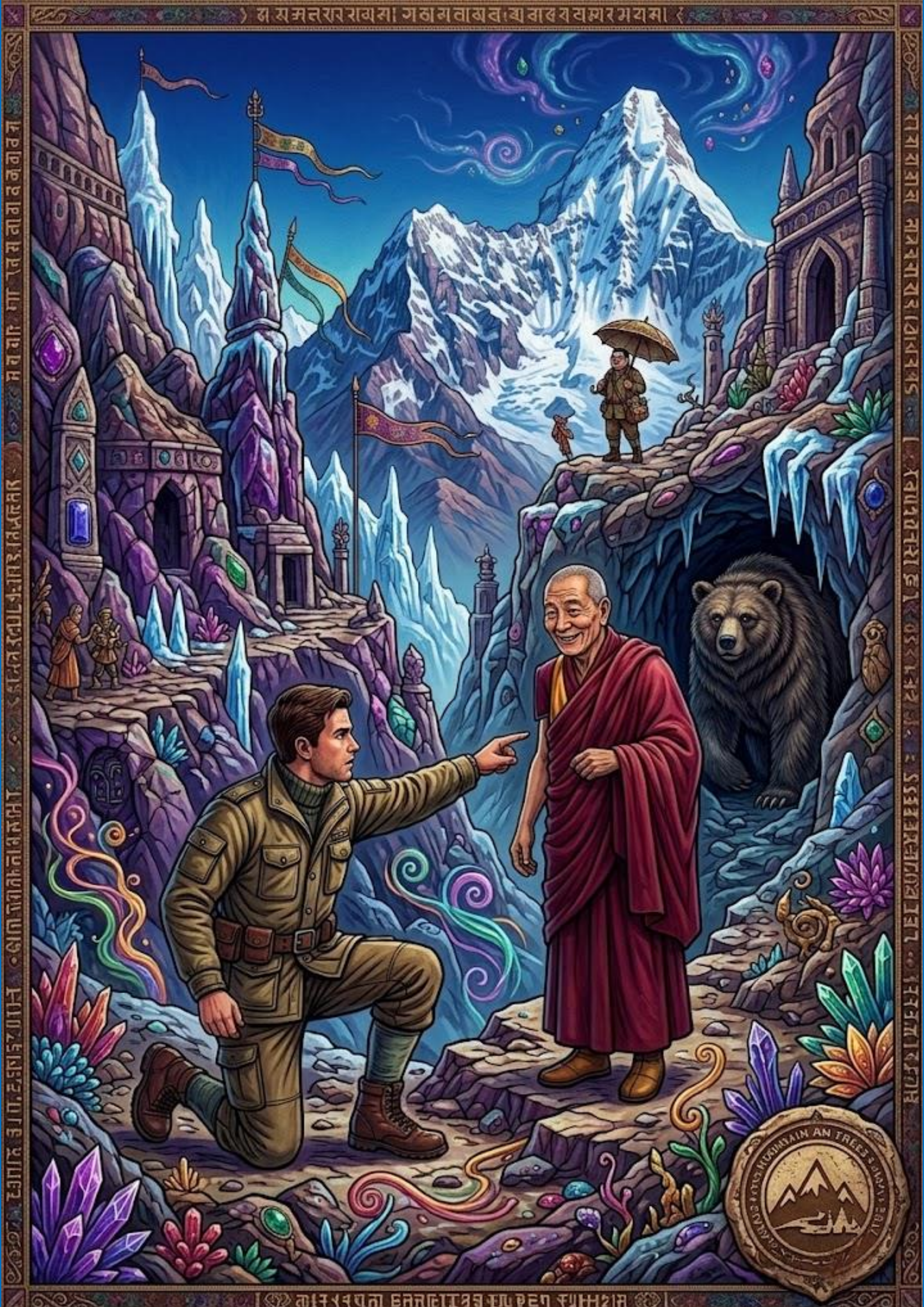

سفر کرتے ہوئے وہ بہت بلندی پر پہنچ گئے اصل پہاڑوں پر۔ لامہ نے کہا چیلا یہ میرے گھر کی طرح ہیں۔ اس جگہ تمام سال برف جمی رہتی تھی۔ نیچے دور میلوں تک سرسبز وشاداب جنگل پھیلا ہوا تھا جس کے نیچے ایک گاؤں میں فصلیں اور جانور موجود تھے۔ ہری بابو پہلے ہی یہاں پہنچ کر دوربین سے جائزہ لے چکا تھا۔ اسے اجنبیوں کے کیمپ دھبوں کی طرح نظر آ گئے۔

جب ایک طوفان کے بعد ان تک پہنچا تو تمام کام کرنے والے ان جاسوسوں کے پاس سے جا چکے تھے۔

ان کی سوچ تھی کہ انہیں کوئی منحوس چیز نقصان پہنچا سکتی ہے

کیونکہ آسمانی بجلی نے ایک درخت کو جلا ڈالا تھا۔

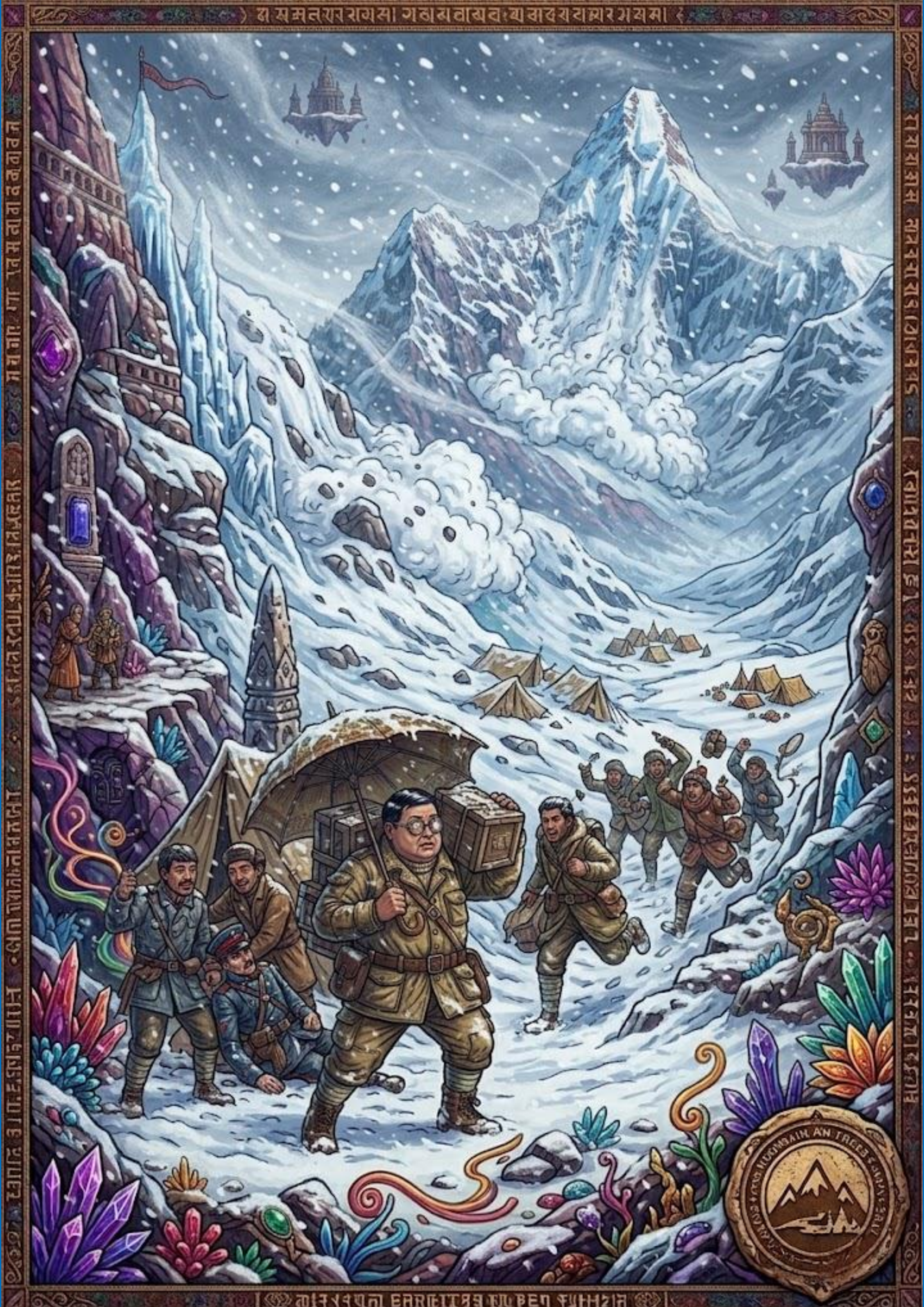

ہری بابو نے اجنبیوں کی مدد کی اور علاقے کے لوگوں کو پیسے دے کر کام کے لیے دوبارہ راضی کر لیا۔

اس نے اپنا تعارف رام پور کے راجہ کے ایجنٹ کے طور پر کروایا۔

سفر شروع ہوا اور ہری بابو ان سے دلچسپ گفتگو کرتا رہا مگر ایک بڑے صندوق پر نظر بھی رکھی جس میں نقشے اور قیمتی کاغذات موجود تھے۔ کم بھی چھتری کو دیکھتا ہوا لامہ کے ساتھ ان تک پہنچ گیا

کم نے اکیلے میں ہری بابو سے پوچھا مجھے کیا کرنا ہے۔ جواب آیا بس انتظار کرو اور دیکھو۔

اس صندوق میں نقشے اور قیمتی کاغزات موجود ہیں۔

میں دیکھ چکا ہوں کہ ایک راجہ کا لکھا گیا خط بھی وہاں پر ہے مگر کس راجہ کا یہ اب تک علم نہیں ہو سکا کیونکہ اس کی بہت حفاظت کرتے ہیں۔ ہاں اچھی بات یہ ہے کہ اب تک روس میں کوئی چیز بھیجی نہیں جا سکی۔

دیکھو اگر مجھے کچھ ہو جاتا ہے تو کم از کم تمہیں تو علم ہونا چاہیے قیمتی کاغذات کہاں پر ہیں۔

لامہ ایک مقدس تصویر جو اس نے خود بنائی تھی کے ساتھ کم کو بدھ فلسفے کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جاسوسوں نے تصویر میں دلچسپی ظاہر کی تو لامہ نے جاسوسوں کو تصویر کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر ایک نے اسے روک کر کہا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی یہ کیا کہہ رہا ہے میں یہ تصویر خریدنا چاہتا ہوں۔ اس سے پوچھو کتنے میں بیچے گا۔ ہری بابو نے لامہ سے پوچھنے کے بعد کہا کہ نہیں یہ نہیں بیچے گا۔ لامہ علاقے کا اہم شخص ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا مصور بھی تھا اور کسی ایسے شخص کو تصویر بیچ نہیں سکتا تھا جس کی اسے قدر نہ ہو۔ روسی نے سمجھا کہ لامہ تصویر کی قیمت بڑھانا چاہتا ہے۔ مذاق میں جیب سے رقم نکالی اور تصویر لامہ سے چھیننے کی کوشش کی.

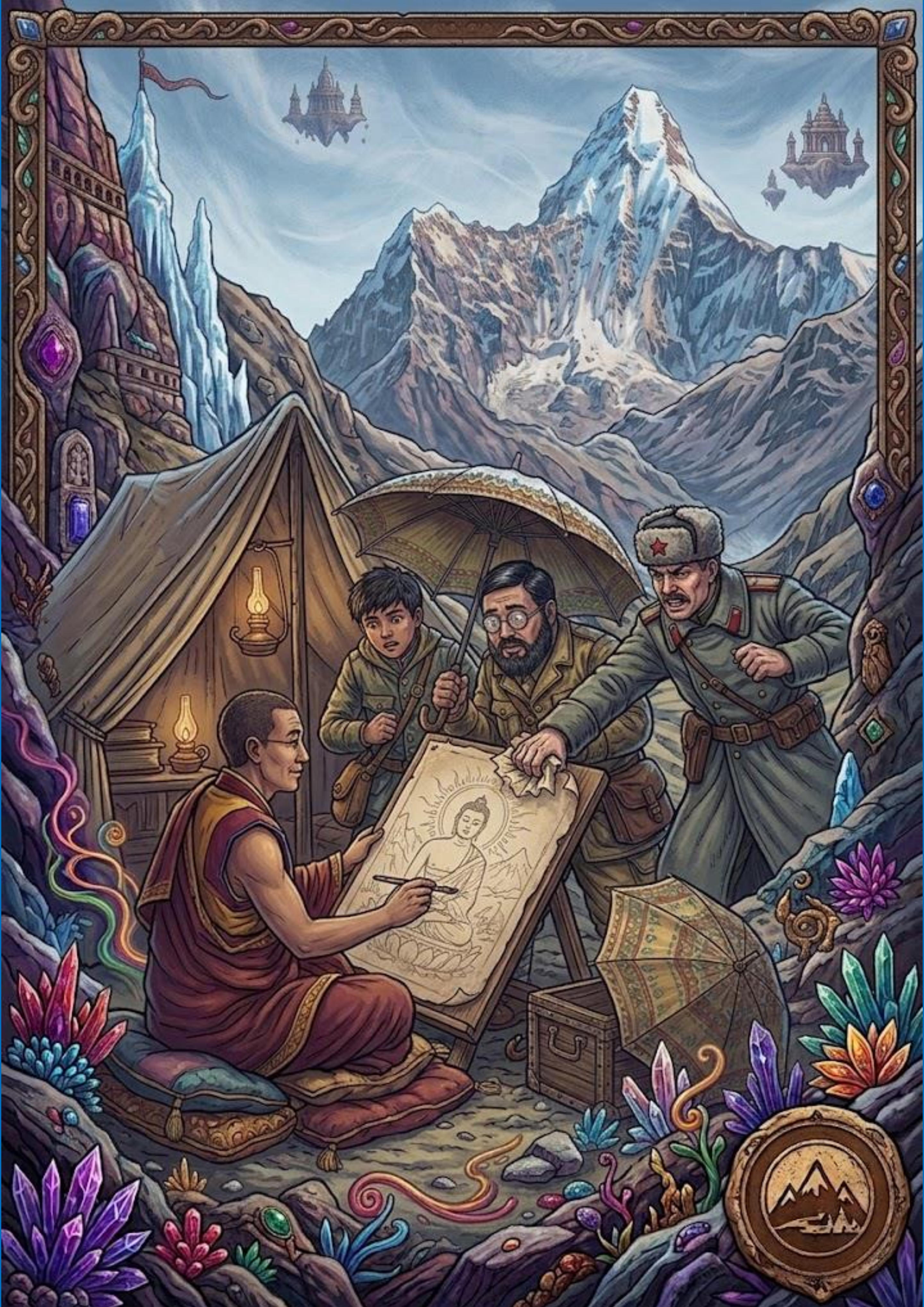

اور وہ پھٹ گئی۔ پہاڑی مزدوروں میں سے کچھ بدھ کو ماننے والے تھے یہ دیکھ کر وہ سخت گھبرا گئے۔ شدید لڑائی کا آغاز ہوتا دیکھ کر ہری بابو پریشان تھا۔ جاسوسوں سے بولا جناب جناب آپ ایک نیک مقدس انسان کو ہرگز نہ ماریں۔ اس سے پہلے کہ کم روکتا روسی نے پوری طاقت سے لامہ کے منہ پر مکا مارا۔ اگلے ہی لمحے غصے میں کم اس کی گردن پر ہاتھ ڈال چکا تھا اور وہ دونوں قلابازیاں کھاتے پہاڑیوں سے نیچے گر رہے تھے۔ لامہ پریشانی کی حالت میں زمین پر بیٹھ گیا اور تمام مزدور خوفزدہ حالت میں سامان اٹھائے اوپر کی جانب تیزی سے بھاگنے لگے۔ مقدس انسان لامہ کو مارنا خوفناک گناہ تھا اور وہ اب اس جگہ سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔

فرانسیسی شخص نے اپنی پستول کے ذریعے لامہ کو یرغمال بنانے کا سوچا مگر پہاڑی لوگوں نے اس پر پتھر برسانے شروع کر دیے جن کا نشانہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ فرانسیسی کے فرار ہونے پر بدھ کو ماننے والے ایک مزدور نے لامہ کو سہارا دے کر بلندی کی جانب چڑھانا شروع کیا۔ فرانسیسی کو قیمتی سامان جانے کا دکھ تھا اور ہلکی روشنی میں اندھا دھند گولیاں چلانے لگا۔

ہری بابو خاموشی سے کم تک پہنچ گیا اور آہستگی سے کہا اس سامان میں قیمتی دستاویزات موجود ہیں۔ تم مزدوروں کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ پھر فرانسیسی سے چیخ کر کہا گولیاں مت چلائیں۔ اس طرح مزدور نیچے اتر کر ہم سب کو مار ڈالیں گے۔ کم تیزی سے جا رہا تھا تو ایک گولی اس کے قریب سے گزری۔ وہ لامہ اور مزدوروں کے قریب پہنچ گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کی خیریت پوچھی۔ لامہ نے کہا سفر شروع کرنا چاہیے۔ جب کہ ایک مزدور نے کہا ان کی چار بندوقیں اب ہمارے پاس ہیں۔ انہوں نے آپ کو مارا ہے اور اب ہم بدلہ لیں گے انہیں نیک انسان کو تنگ کرنے کی سزا دیں گے تمام مزدور بدلہ لینے کے لئے ایک ساتھ بولنے لگے۔ مگر لامہ نے کہا انہوں نے مجھے مارا ہے اور میں نے انہیں معاف کر دیا تم میرا حکم مانو گے اور اب نزدیکی آبادی کی جانب سفر شروع کرو گے۔

مزدوران جاسوسوں کو سزا دینے پر بضد نظر آئے تو لامہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کیا تم نے سنا نہیں کہ میں نے کیا حکم دیا ہے۔ اگر نافرمانی کروگے تو نئی زندگی جو ہے یا سانپ بن کر شروع کروگے۔ مزدور گھٹنے کے بل بیٹھ کر معافی مانگنے لگا۔ لامہ کو افسوس تھا کہ اس کی وجہ سے لڑائی شروع ہوئی۔ لامہ کو کمزوری ہو چکی تھی تو ایک مزدور نے دوائی کے نام پر اسکے منہ میں شراب کی چند بوندیں ٹپکائیں۔ جاسوسوں کا سامان کھول کر تلاشی لی گئی اور کم کو اپنے قیمتی کاغذات مل گئے۔ لامہ نے چاند کی روشنی میں برف پر سفر کا حکم دیا۔ دور بیٹھ کر مزدوروں نے فیصلہ کیا کہ آگے جانے سے پہلے جاسوسوں کا تمام سامان آپس میں تقسیم کر لینا چاہیے انہوں نے کم کو قیمتی دستاویزات کا صندوق دے دیا کیونکہ وہ ان کے کسی کام کا نہ تھا جبکہ کم کے لئے بہت زیادہ قیمتی اثاثہ تھا۔

دوسری طرف جاسوس اب بغیر ٹینٹ خوراک اور بندوقوں کے تھے۔ جاسوسی کا سامان بھی ان کے پاس نہ تھا اور ان کے قیمتی کاغذات ان کے پاس سے جانے سے گریٹ گیم کا بھی خاتمہ ہو چکا تھا۔ اچانک ہی یہ سب کچھ ہو گیا۔ کم نے سوچا ہری بابو بھی اگرچہ بھوکا اور بے شدید سردی میں ہو گا مگر وہ بھی بے حد خوش ہو گا کہ قیمتی سامان تو کم کے ہاتھ میں حفاظت کے ساتھ ہے۔

دونوں جاسوسوں کی حالت بہت خراب تھی سخت غصے میں بھی تھے۔ ایک دوسرے کو الزام دیتے اور ہری بابو کو برا بھلا کہتے تو وہ خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتا۔ ایک جس کی کم نے حالت خراب کر دی تھی اور وہ زیادہ تکلیف میں تھا۔ سردی سے پریشان انہوں نے ہری بابو کو کچھ کرنے کا کہا۔ ہری بابو نے کہا کہ وہ خوش قسمت ہیں کہ مزدوروں کے ہاتھوں قتل نہیں ہوئے اور اب اگر وہ مزدور ان کا پیچھا نہیں کر رہے ہوں گے تو اوپر دور جا چکے ہوں گے۔ اس کا راجہ تو نوے میل دور ہے جو انہیں اتنی دور سے پیسے بھی نہیں بھیج سکتا تا کہ نزدیکی آبادی تک پہنچ جائیں۔ لیکن حقیقت میں مدد کرنے کے بجائے وہ تو انہیں جیل بھیج سکتا تھا اگر اسے علم ہو تا کہ مقدس انسان کو ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچی ہے۔

THE CLASH OF SPIES

جب ہری بابو نے کئی بار یہی بات دہرائی تو انہوں نے اسے خاموش ہونے کے لیے کہا تو اس نے جواب دیا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں ہوتے ہوئے ابھی بھی ہم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ ہری بابو کے پوچھنے پر کہ انہوں نے مقدس نیک لامہ کو کیوں مارا انہوں نے کہا کیا ہم بیوقوف لگ رہے ہیں کہ بھکاریوں کی طرح سنسان پہاڑیوں پر مارے مارے پھریں گے۔ کوئی تو ہمارا ابھی مقصد ہوگا۔ ہری بابو دل میں ہنسا مگر خاموش رہا۔ ایک جاسوس نے دوسرے سے کہا ہمارا کتنا قیمتی سامان چلا گیا کیا تمہیں احساس ہے۔ وہ دونوں پھر لڑنا اور بحث کرنا شروع ہو گئے جب کہ ہری بابو تاریکی میں بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ کئی ماہ کی محنت مشقت کے بعد گریٹ گیم کی اہم دستاویزات کم کے پاس تھیں۔ اس سے بہتر تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

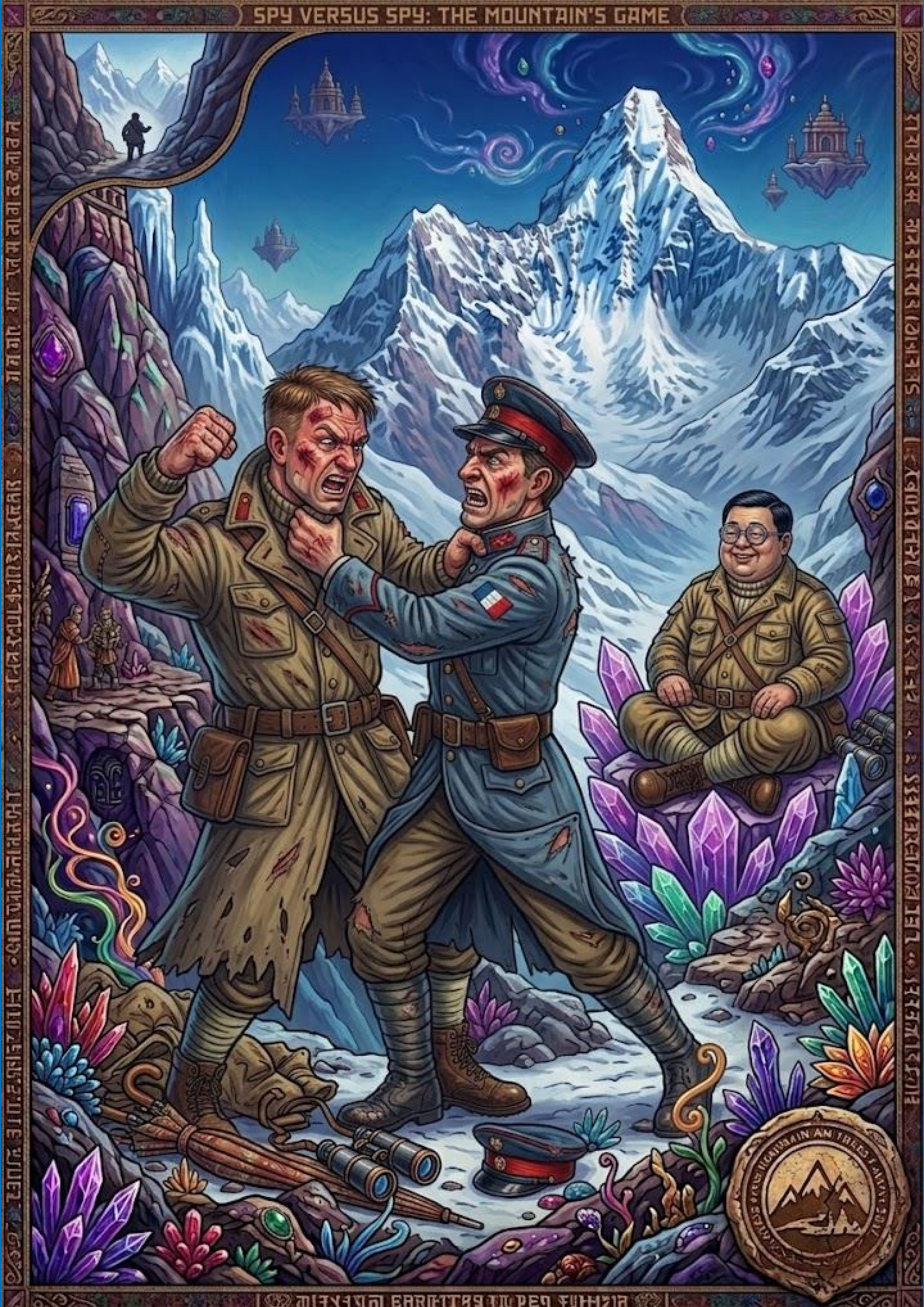
SPY VERSUS SPY: THE MOUNTAIN'S GAME

لامہ نے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد چاندنی میں سفر کا آغاز کیا۔ ایک گھنٹے بلندی پر جانے کے بعد برف سے ڈھکی ہوئی ایک وادی شام لے میں پہنچے جہاں چند جھوپڑیاں بھی موجود تھیں۔ یہ آبادی صرف تین خاندانوں پر مشتمل تھی تین خواتین اور آٹھ نو مرد۔ کم حیران تھا دنیا سے اتنی دور یہ کیسی مشکل زندگی گزارتے ہوں گے۔

مزدوروں نے ایک جھونپڑی میں کم اور لامہ کے رہنے کا انتظام کیا۔

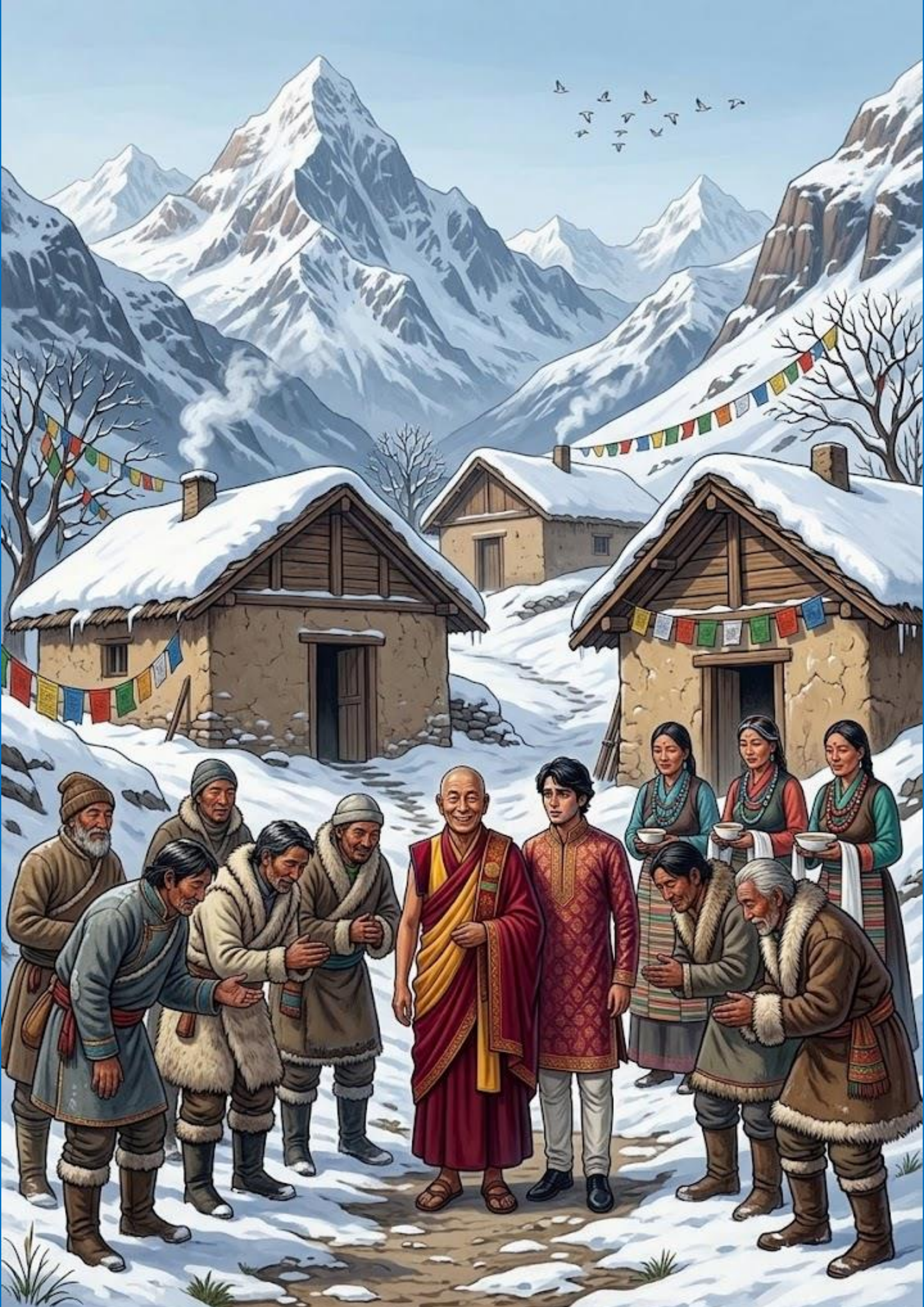

خوراک کا بندوبست کرنے کے بعد ایک جانب کی کھڑکی کھول کر کہا کہ صندوق میں سے جس چیز کی ضرورت نہ ہو اسے اس کھڑکی سے باہر پھینک دیں۔ اتنی گہرائی میں جا کر گرے گی کہ نہ آواز سنائی دے گی نہ وہ شے نظر آئے گی۔ قیمتی دستاویزات کا صندوق کم کو دے کر باقی سامان مزدور آپس میں تقسیم کر چکے تھے۔ رات کم اور لامہ نے سو کر گزاری۔ صبح سامان کا جائزہ لیا تو دوسری اہم دستاویزات کے ساتھ کڑھائی کیے ہوئے ایسے پیغامات بھی مل گئے جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کو اہم معاملات اور پیغام رسانی کے لیے بھیجتا ہے۔ کم اپنی فتح پر مسکرا رہا تھا۔ اس نے سوچا کرنل کریٹن اور ہری بابو کے لیے یہ بہت ہی قیمتی اشیاء ہیں وہ انکے حاصل ہونے پر بہت زیادہ خوش ہوں گے۔ قیمتی اشیاء کو الگ کیا اور غیر اہم چیزوں کو کھڑکی سے باہر پھینکا جہاں وہ بہت گہرائی میں جا گریں۔ ایسی گہرائی جہاں سے انہیں تلاش کرنا ناممکن تھا۔

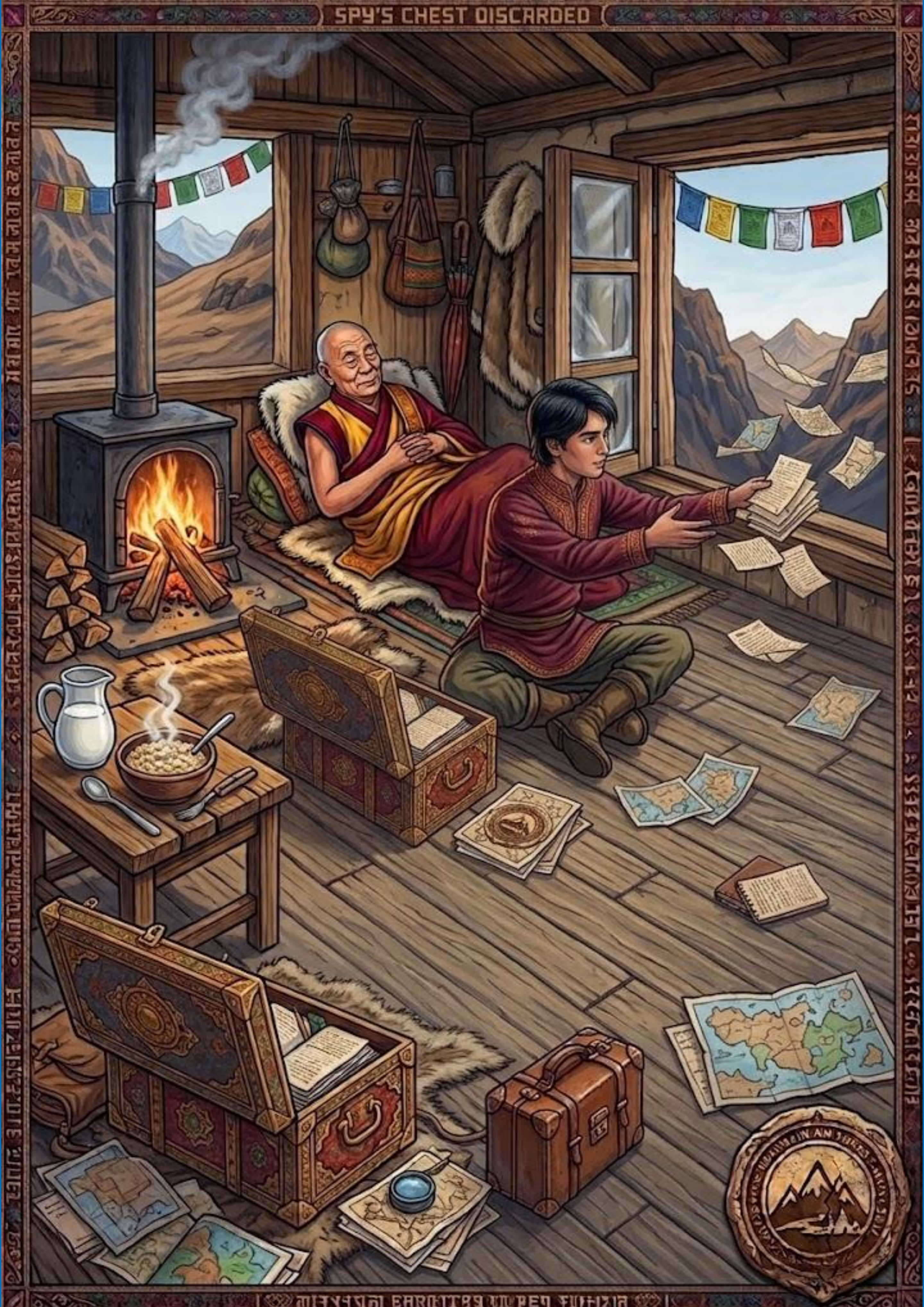
SPY'S CHEST DISCARDED

پھر ایک عورت دروازے پر نمودار ہوئی جس نے زیورات سے اپنی خوبصورتی میں اضافہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ کم نے اسے کہا کہ دو اجنبیوں کے ساتھ جو حکیم سفر کر رہا ہے کیا اسے پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔ تمہیں انعام بھی دیا جائے گا۔ عورت نے ہاں میں جواب دیا۔

کم نے ہری بابو کو لکھا کہ اس کے پاس تمام اہم دستاویزات موجود ہیں جو بادشاہ کی طرف سے بھیجی جا رہی تھیں لامہ بیمار ہے مجھے بتائیں مزید کیا حکم ہے۔ عورت نے ایک اخروٹ سلیقے سے توڑا اس کے چھلکے میں کم کا پیغام رکھ کر اسے بند کر دیا اور کہنے لگی کہ اس کام کے کرنے کے بدلے میں آپ نے انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں معمولی عورت نہیں ہوں۔ شام لے سے میرا تعلق ہے اور راجہ بھی مجھے جانتا ہے۔ شام لے اب تمہارا ہے۔ اس کی ہر شے اس کا دودھ اور مکھن بھی تمہارا ہے۔ دل چاہے تو حاصل کر لو دل نہ چاہے تو کوئی بات نہیں۔ فیصلہ کن انداز میں وہ مڑی اور کم کے کانوں میں اسکے چاندی کے ہار کی آواز آئی جو عورت کے سینے کے ساتھ ٹکرا کر بج اٹھا تھا۔ کم سوچنے لگا گریٹ گیم کا میں حصہ ہوں اور دیکھو عورتیں میرے ساتھ مزاق کر رہی ہیں۔ دوسری عورتوں کے بعد اس سے بھی ملاقات ہونی باقی تھی۔

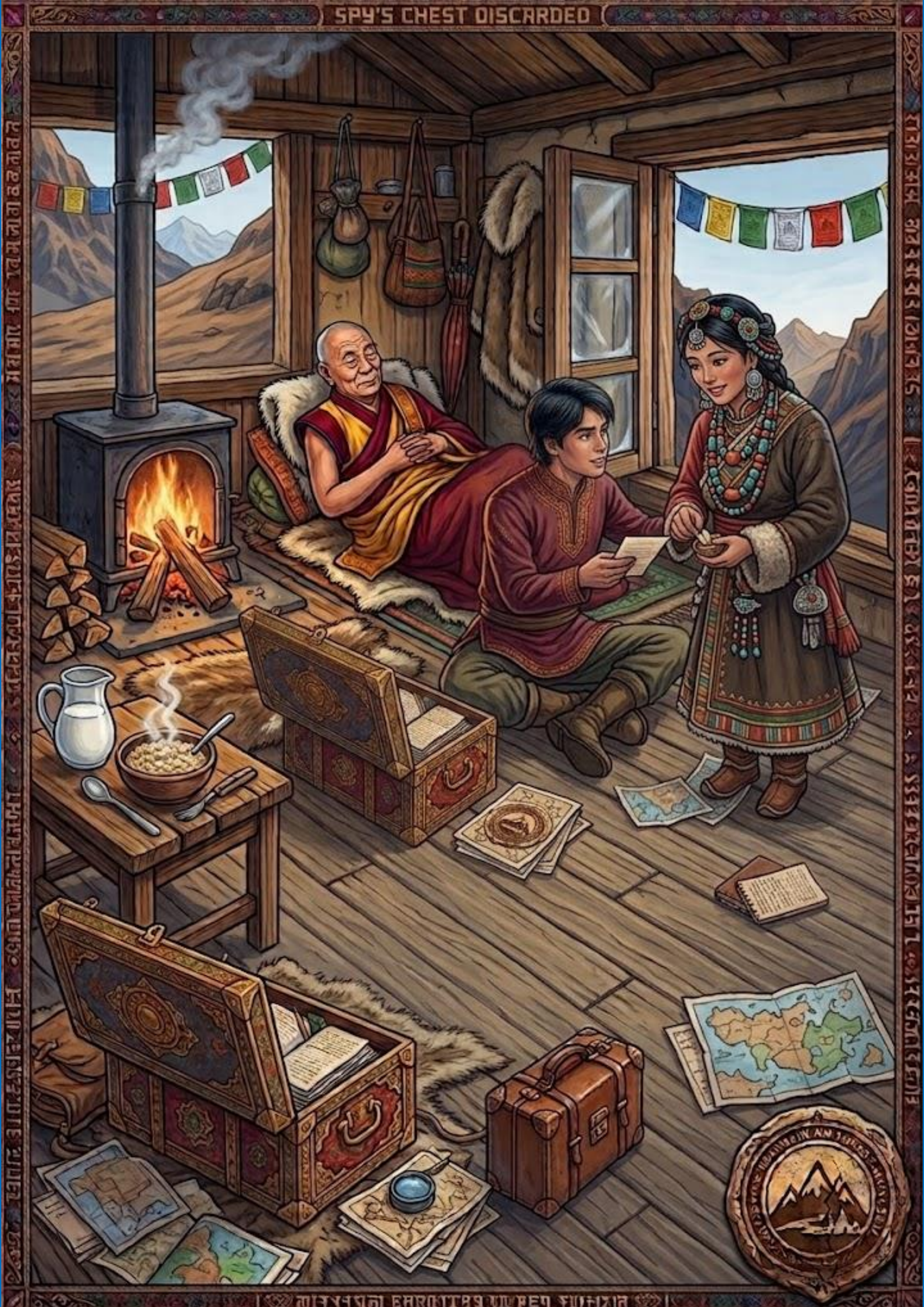
SPY'S CHEST DISCARDED

عورت کے جانے کے بعد کم نے لامہ کے لیے بہترین خوراک کا انتظام کیا۔

سورج کی روشنی میں لامہ نے لوگوں کو نیکی کی تعلیم دی۔

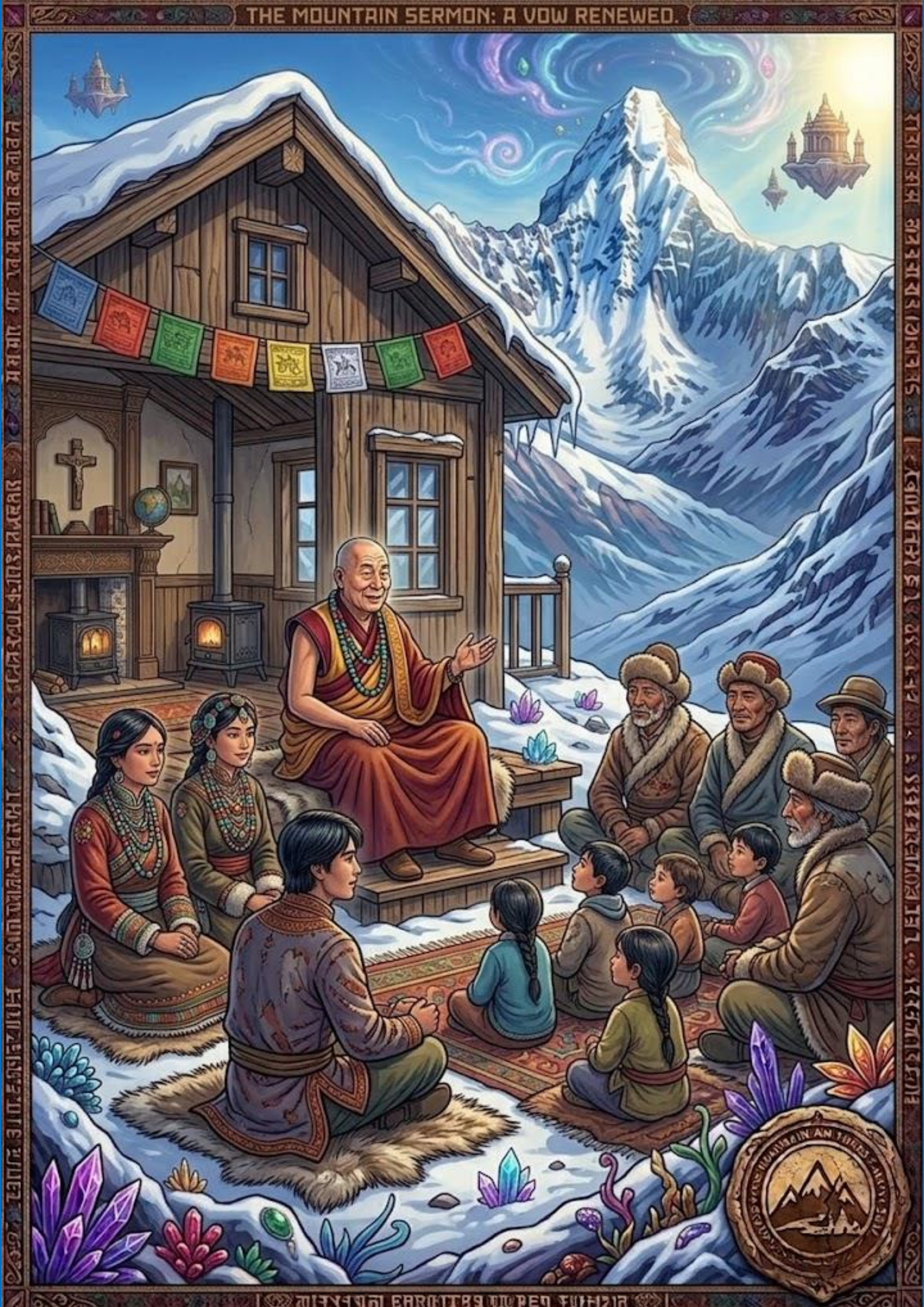
THE MOUNTAIN SERMON: A VOW RENEWED.

شام کو عورت واپس آئی تو ہری بابو کا جواب بھی اس کے ساتھ تھا کہ میں ابھی ان لوگوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کو لے کر شملہ جارہاہوں۔ ان وحشیوں کے پیچھے ہرگز مت آنا۔ جس راستے سے آئے ہو اسی راستے سے واپس روانگی کرو۔ میں بھی جلد تم سے آملوں گا۔ دستاویزات کے ملنے کی بے حد خوشی ہے۔

عورت نے بتایا کہ بنگالی سے ملنے کے بعد اس نے نزدیکی گائوں کو کہ دیاہے کہ ان لوگوں کو کھانے پینے کی چیزیں مفت دیں جو انہیں مل رہی ہیں۔ مگر صاحب لوگ تو اس وقت برے حال میں ہیں۔ بنگالی انہیں چھوڑ کیوں نہیں رہا۔ کم نے کہا وہ نیک اور سخی دل انسان ہے۔ عورت نے کہا تم نے کہا تھا کہ مجھے تحفہ دوگے اب اس طرف آتے ہیں۔ یہ گائوں تم سے محبت کرتا ہے تم بھی اسے محبت دو۔ کم نے گہری آہ بھرتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی دل میں کیا کچھ سوچا تھا مگر میرے بزرگ لامہ نے یہاں سے روانہ ہونے کا حکم دے دیاہے جو میں ٹال نہیں سکتا۔ عورت نے کہا اس بوڑھے کو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ تم تو جوان ہو جس نے صاحب کی خوب مرمت کردی تھی۔ کم نے کہا رکنا ممکن نہیں ہے۔ کیوں۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔

A NIGHT OF MOUNTAIN VOWS

عورت نے کہا کیا تم یقین کرو گے کے بہت پہلے ایک صاحب مجھ سے محبت کرنے لگا تھا۔ میں مشن ہائوس میں انگریزوں کا لباس پہنتی تھی اور انکی طرح ہی انگریزی بولتی تھی۔ جب صاحب بیمار تھا تو اسکی تیمارداری کی۔ وہ جانے لگا تو کہا کہ واپس آکر مجھ سے شادی کرے گا۔ وہ کبھی واپس نہیں آیا تو میں سمجھ گئی کہ صاحب اور انکے خدا دونوں جھوٹے ہیں۔ تمہیں دیکھا تو مجھے اپنا صاحب یاد آگیا۔ عورت نے طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا کہ تمہارا خدا تمہارے کام اور تمہاری باتیں سب جھوٹ ہیں۔ میں نے اپنے صاحب سے خدا کی طرح محبت کی مگر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ یہاں رک جائو تمہارا بوڑھا لامہ تو آدھے میل سے زیادہ آگے نہیں جا سکے گا۔ کیا اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے پھرو گے۔ لامہ کے خلاف باتیں سن کر کم غصے میں آگیا اور کہا کہ وہ لامہ کو لے کر میدانی علاقے میں ضرور جائے گا اور آخری سانس تک اس کے ساتھ رہے گا۔

عورت غمزدہ وہاں سے چلی گئی۔

COMPASSION'S SANCTUARY: THE MISSION'S CARE.

کم نے لامہ سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے بہت غور و خوص کیا ہے۔ مجھے پہاڑیوں نے بلایا تو میں یہاں آگیا۔ مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ مقدس دریا تو میدانی علاقوں میں ہی ہو سکتا ہے تو ہمیں واپس میدانی علاقوں میں اسے تلاش کرنا چاہیے۔ مجھے علم نہیں میں کتنے دن اور زندہ رہوں گا۔ حکیم کا انتظار نہیں کیا جا سکتا۔ کم کہا کہ آپ بہت بیمار اور کمزور ہو چکے ہیں۔ لامہ نے جواب دیا مگر سفر ضروری ہے۔ کم نے خوراک کا بندوبست کیا۔

اسی عورت نے فراخدلی سے چیزیں دیں۔ بیمار کو جس طرح سٹریچر پر لے جاتے ہیں آدمی اسی طرح لامہ کو لے کر سفر کرنا شروع ہوئے۔ جہاں تک ضروری تھا وہاں تک ساتھ چلتے رہے۔ کم نے لامہ سے کہا یہ پہاڑی لوگ میری سوچ سے زیادہ فراخ دل اور نیک ہیں۔

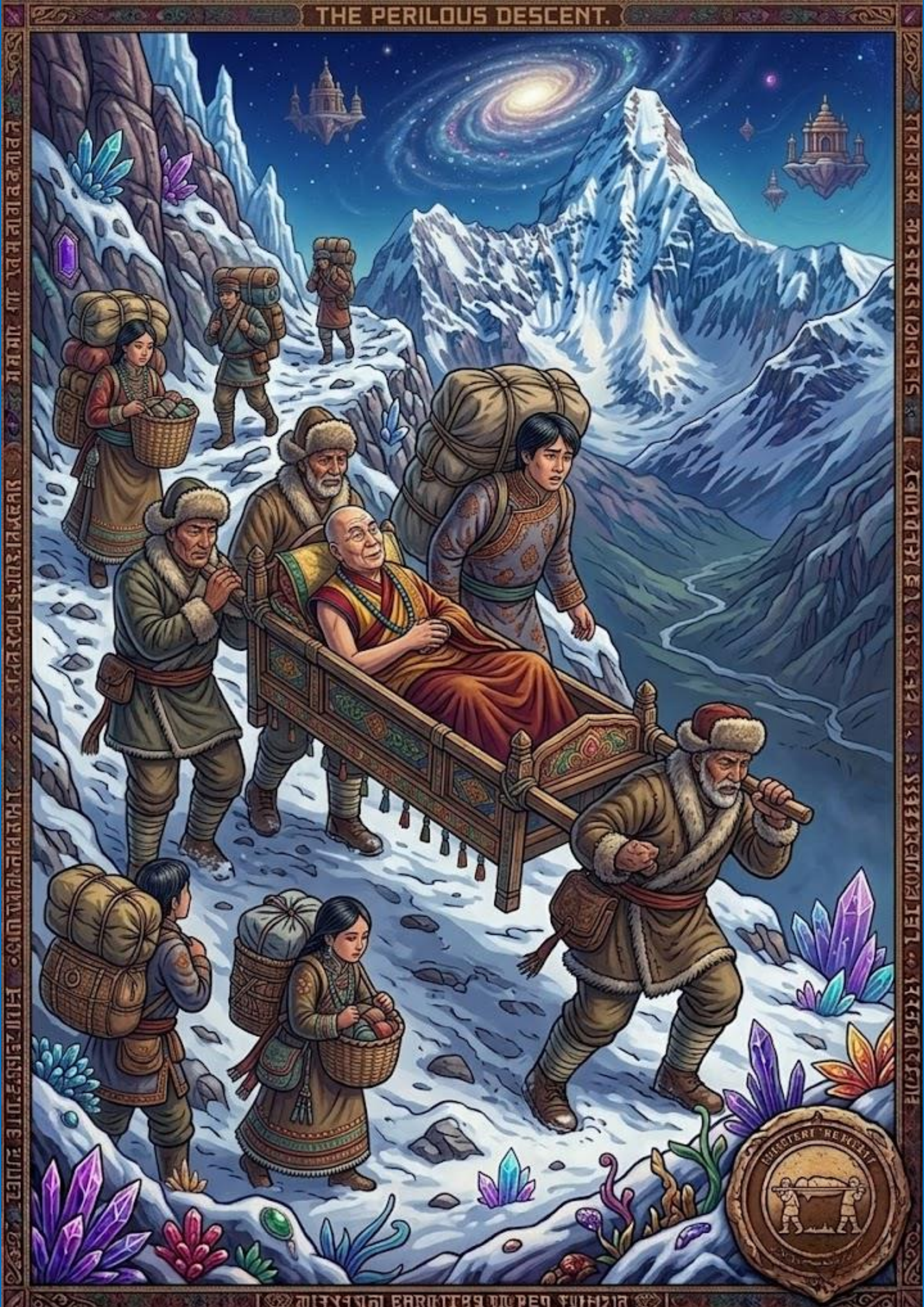
THE PERILOUS DESCENT.

دوسری طرف ہری بابو مختلف راستوں سے ہوتا ہوا دونوں جاسوسوں کو لے کر انڈیا کے دارالخلافہ کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں وہ اس عورت سے ملا جو پیغام لے کر آئی تھی۔ عورت نے اسے بتایا کہ بیمار لامہ کو لوگ کس طرف سے لے کر گئے ہیں۔ وہ بہت سست رفتاری سے سفر کر رہے ہوں گے۔

ہری بابو نے بھی اسی طرف سفر شروع کیا۔

MOUNTAIN ROUSE

کم اور لامہ بہت آہستگی سے سفر کر رہے تھے۔ راستے میں لوگ بیمار لامہ کی بہت خدمت کرتے۔ سفر کرتے ہوئے انہیں ایک برفانی طوفان کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ ندی نالوں جنگلوں برفانی پہاڑوں سے گزرتے ہوئے وہ اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں لامہ کو اٹھائے ہوئے لوگوں کو پسینہ آنے لگا۔ لامہ کے گرد جمع ہوئے دعائیں لیں اور واپسی کا سفر شروع کیا۔ کم نے انہیں رقم بھی دی۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد لامہ نے ہمالیہ کے پہاڑوں کو الوداع کہا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ وہ شاید دوبارہ وہاں سانس نہ لے سکے۔

کم کے کندھے پر ہاتھ رکھے لامہ نے آہستگی سے میدانی علاقے کی جانب سفر شروع کیا۔ جب تھک جاتا تو کم کمبل زمین پر بچھا کر لامہ کو آرام کرواتا اور اس کے پیروں کی مالش کرتا۔ لامہ نے کہا تم دنیا کے سب سے اچھے چیلے ہو۔ دریا تلاش کرنے کے بعد ہم دونوں آزادی حاصل کر لیں گے۔ اس نے کم سے پوچھا کیا تم خواہش نہیں کرتے کہ مجھ سے علیحدہ ہو کر آزاد زندگی بسر کرو۔ کم نے اپنی قیمتی دستاویزات کا سوچا کہ کاش کوئی ایسا ہوتا جس کے پاس وہ یہ قیمتی اشیا حوالے کر کے آزادی حاصل کر لیتا اور گریٹ گیم اس کے بغیر جاری رہتی۔ اب کم خود بھی بیماری اور کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ کم نے جواب دیا میں کتا یا سانپ تو نہیں ہوں کہ جس نے مجھے محبت دی اس سے دغابازی کر جاؤں۔ میں آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لامہ نے کہا تم مجھ پر بہت مہربان ہو تو کم نے جواب دیا کہ آپ کو بتائے بغیر میں نے نیک دل بوڑھی عورت کو پیغام بھجوایا ہے۔ آپ کو سفر کے لئے مدد کی ضرورت ہے۔ اب ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ لامہ نے کہا ہاں وہ عورت سونے کا دل رکھتی ہے تم بھی تو بیمار اور کمزور ہو رہے ہو اس نیک دل عورت کے گھر میں تم بھی آرام کر کے صحت مند ہونا۔ محبت کی گفتگو سن کر کم کے آنسو نکل آئے۔

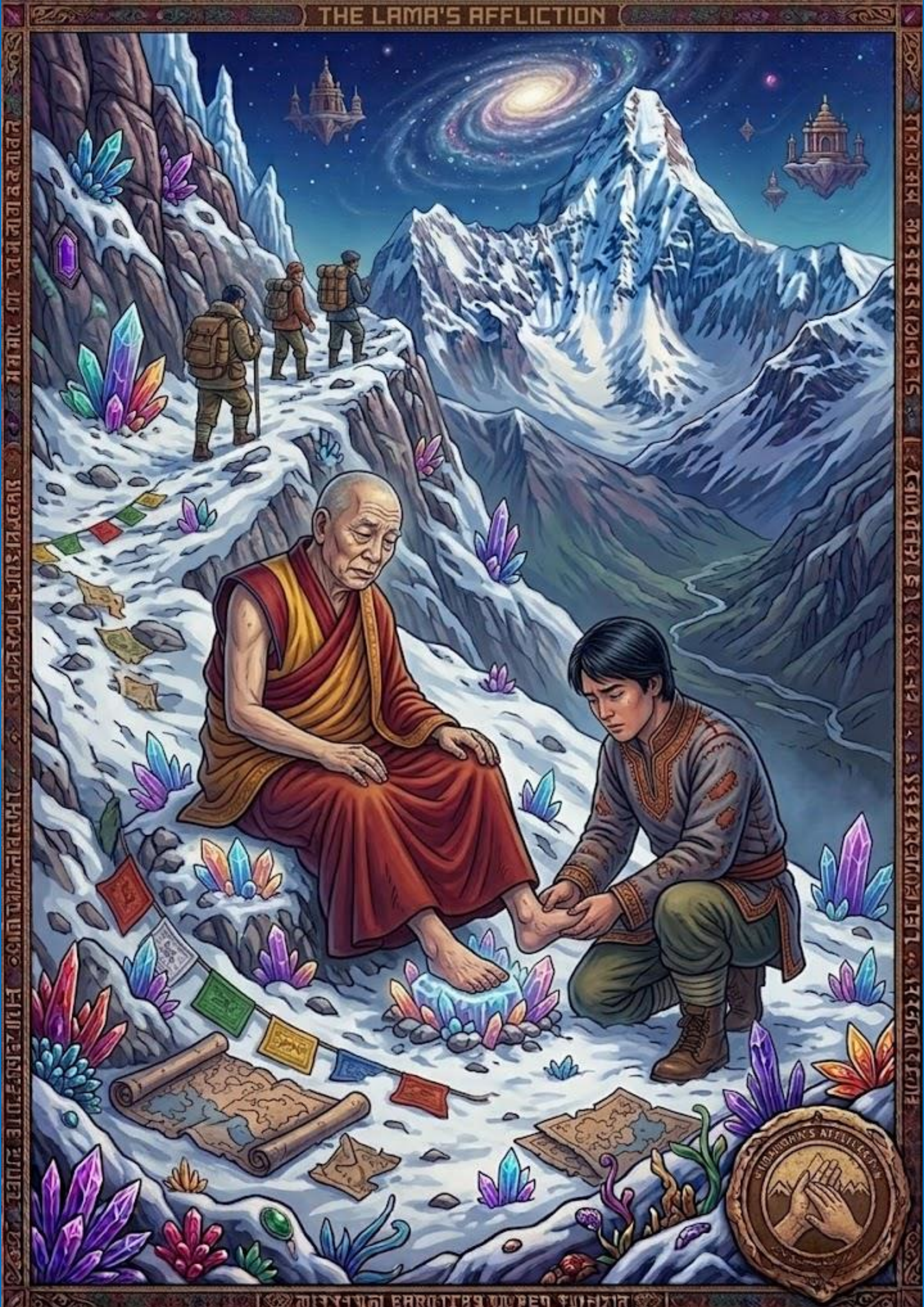
THE LAMA'S AFFLICTION

جلد ہی بوڑھی عورت نے ملازم بھیج کر کم اور لامہ کو اپنے پاس بلالیا
اور کہا کہ بیماروں کا علاج کرنے میں تو میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

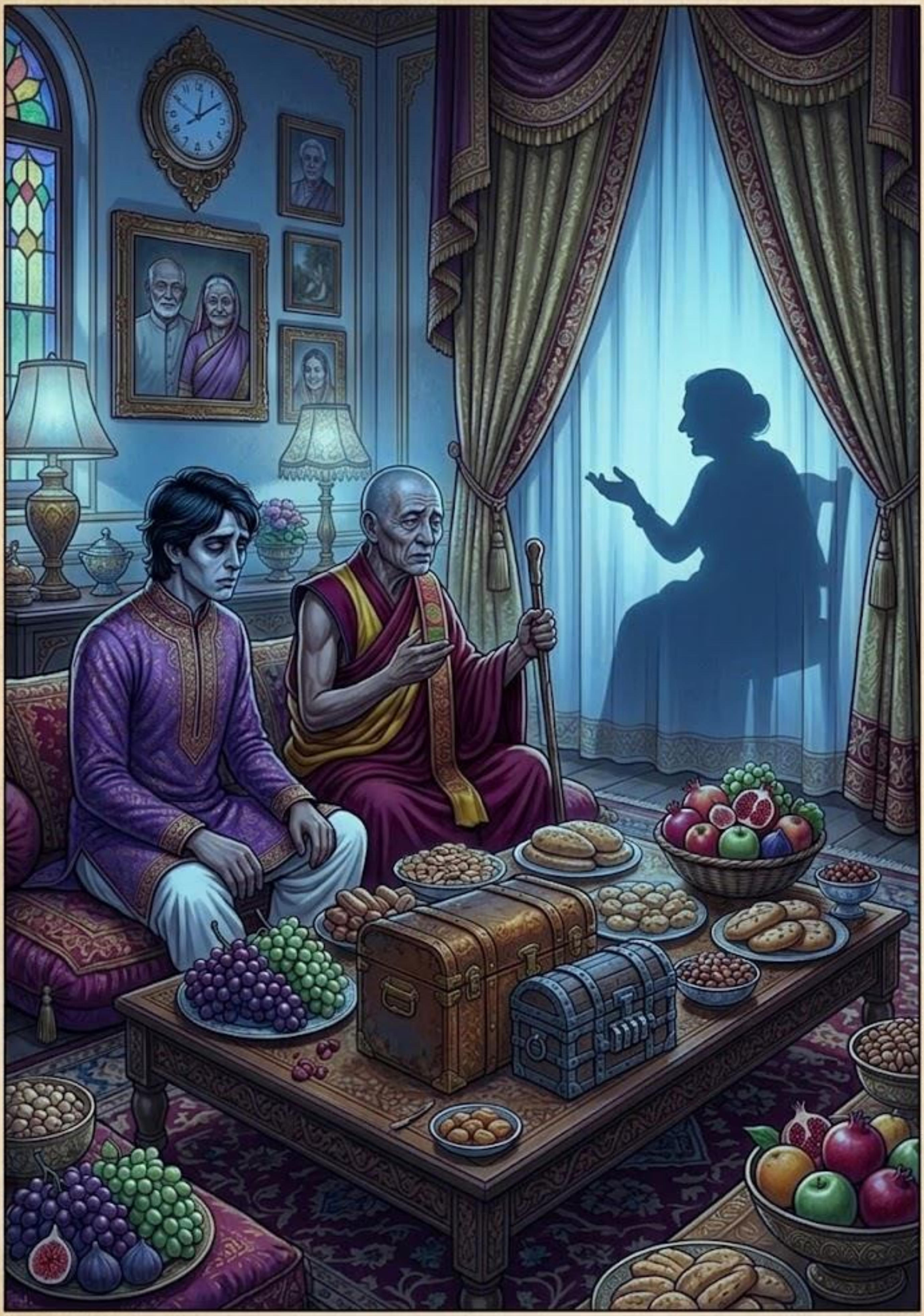

کم جو سخت تکلیف میں اور بیمار تھا اسے اچھی خوراک اور دوائی دی گئی۔

کم نے قیمتی دستاویزات کا صندوق بستر کے نیچے رکھا اور پھر اسے ہوش نہ رہا۔

اچھی خوراک اسے ملتی رہی اور جلد ہی وہ مکمل تندرست ہو گیا۔

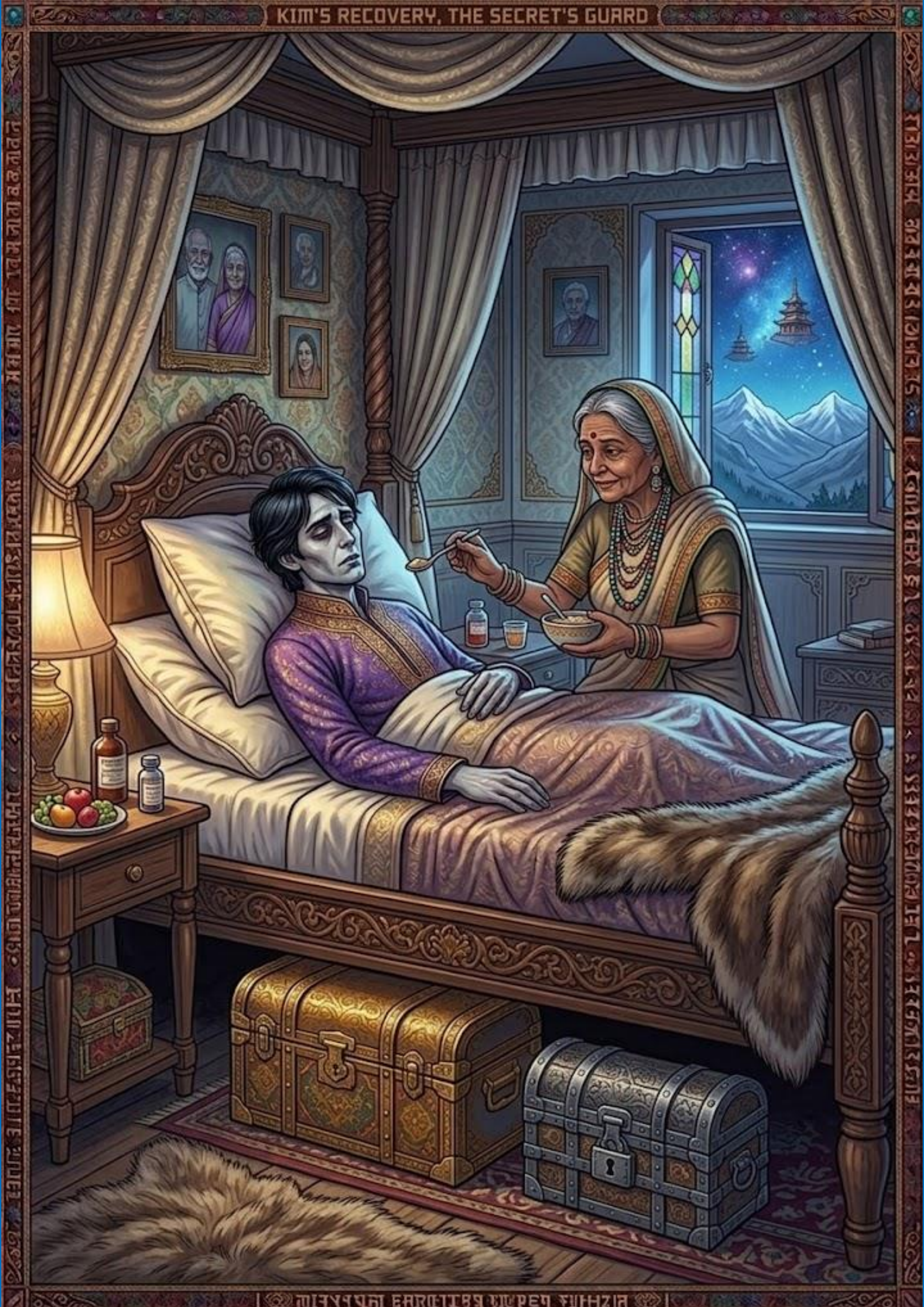
KIM'S RECOVERY, THE SECRET'S GUARD

مکمل تندرست ہونے کے بعد اس نے مقدس لامہ کے بارے میں پوچھا تو بوڑھی عورت نے جواب دیا وہ ٹھیک ہیں مگر میں کسی تعویذ سے انہیں عقلمند کر سکتی تو ایسا ضرور کرتی۔ وہ دو دن تک بغیر کچھ کھائے گھومتے رہے پھر ایک ندی میں چھلانگ لگا دی۔ میں تو پریشانی سے پاگل ہو گئی مگر انہوں نے بتایا کہ انہیں مقدس دریا مل گیا ہے اور وہ گناہوں سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اب وہ ٹھیک ہیں اور روزانہ تمھیں دیکھنے آتے ہیں۔ کم کو تو یاد ہی نہیں تھا کہ وہ کتنے دن بے ہوش رہا تھا۔ اس نے بوڑھی عورت کو بہت دعائیں دیں جس نے کہا تم میرے بیٹے جیسے ہو اور ہاں حکیم بھی تو واپس آ چکا ہے۔ وہی جو پچھلی مرتبہ تمہیں یہاں پر ملا تھا۔

KIM'S RECOVERY, THE SECRET'S GUARD

حکیم کے بھیس میں ہری بابو بھی وہاں آ گیا۔ جب اسے کم نے تمام قیمتی دستاویزات دیں تو وہ بے حد خوش ہوا بولا کم تمہیں تو علم بھی نہیں یہ خفیہ خط و کتابت اور معاہدے کتنے اہم ہیں کتنے قیمتی ہیں۔ میں تمہارے کارنامے کے بارے میں اعلیٰ حکام اور سب لوگوں کو آگاہ کروں گا۔ وہ بھی بے حد خوش ہوں گے۔ اگرچہ یہ سب تحریری شکل میں نہیں بلکہ زبانی ہو گا تحریر کرنے کی تو اجازت ہی نہیں۔

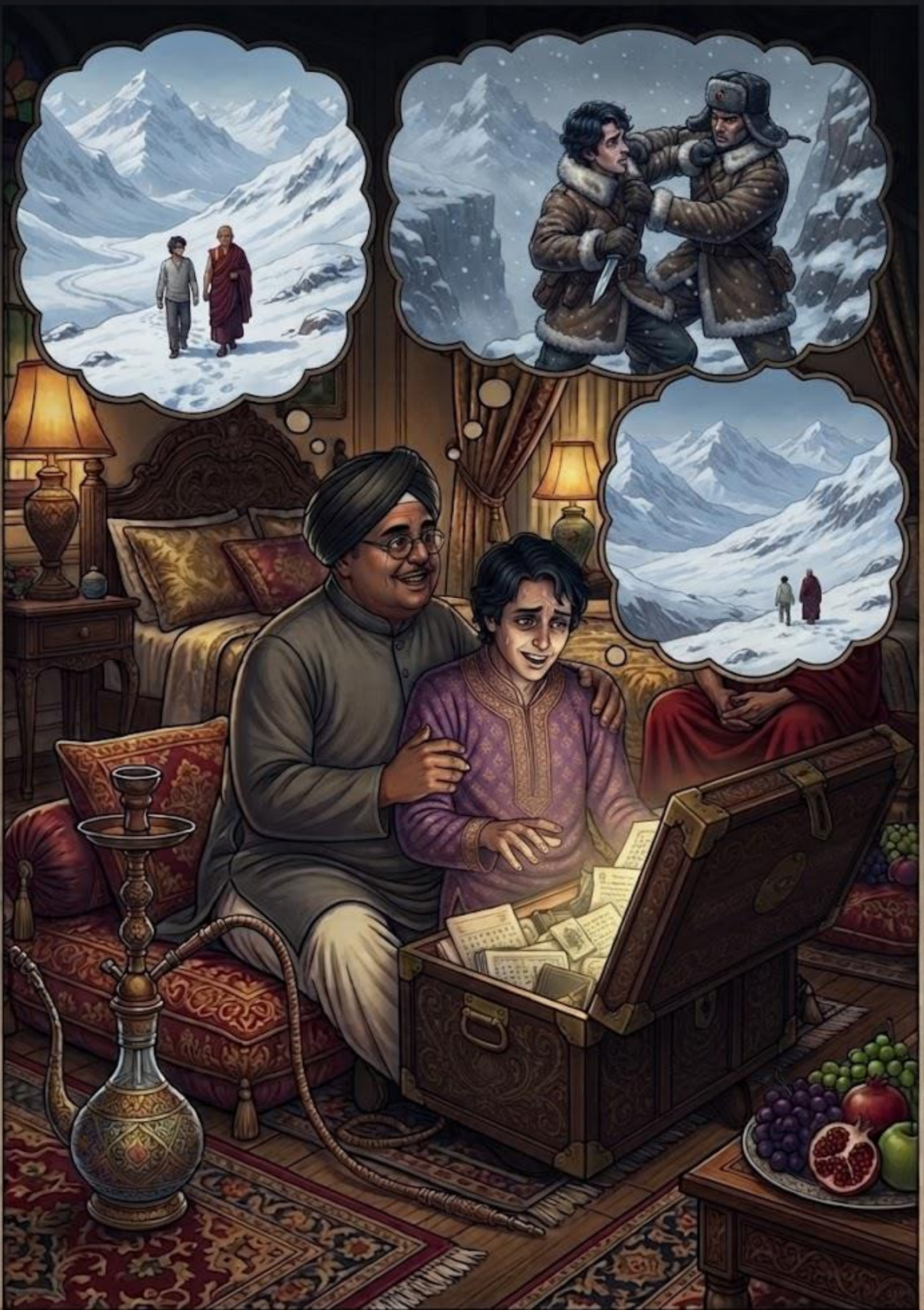

ہری بابو نے بتایا کہ جب وہ یہاں پہنچا تو مقدس لامہ کو سمجھ میں نہ آنے والی حرکات کرتے دیکھا۔ اس کی حفاظت کی خاطر اس کا پیچھا کرتا رہا۔ لامہ ایک روز درخت کے نیچے دیر تک خاموش سوچوں میں کھویا رہا

پھر اچانک تیزی سے اٹھا اور نزدیکی ندی میں چھلانگ لگا دی۔ اگر میں انہیں نہ نکالتا تو وہ ڈوب چکے ہوتے۔ کم نے کہا مجھے ان کے ساتھ رہنا چاہیے تھا مگر میں بیمار ہو گیا۔ ہری بابو نے کہا کہ اب وہ کہتے ہیں کہ تمام گناہوں سے آزاد ہو چکے ہیں کیونکہ وہی مقدس دریا تھا۔ اب مجھے جلدی روانہ ہونا ہے تم بھی تندرست ہو کر شملہ آجانا سب لوگوں کو تم پر فخر ہو گا خاص طور پر محبوب علی کو جو تمہارے لئے بہت فکر مند بھی رہا۔ میں نے تار دے کر اسے یہاں بلا لیا کیونکہ میں کاغذات کی وجہ سے پریشان تھا۔

شام کو کم گھر سے باہر گھومنے گیا اور درخت کے نیچے سو گیا۔ محبوب علی اور لامہ کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی۔ لامہ کہہ رہا تھا کہ ایسا خیال کرنے والا اچھا چیلا پہلے کسی کو نہیں ملا ہو گا۔ مہربان عقلمند خیال کرنے والا سچا پڑھا لکھا اس کی نیکی کا اجر اسے ضرور ملے گا۔ اس کی وجہ سے ہی مجھے مقدس دریا کو تلاش کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔ محبوب علی نے پوچھا مگر اب آپ اس کے مستقبل کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لامہ نے کہا کہ اسے حکومت نے کام کے لیے تعلیم دلوائی ہے اور مقدس دریا میں نہا کر اس کے گناہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ محبوب علی کو اس کے مذہبی عقائد کا تو علم نہ تھا مگر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ لامہ نے کم کو حکومت کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

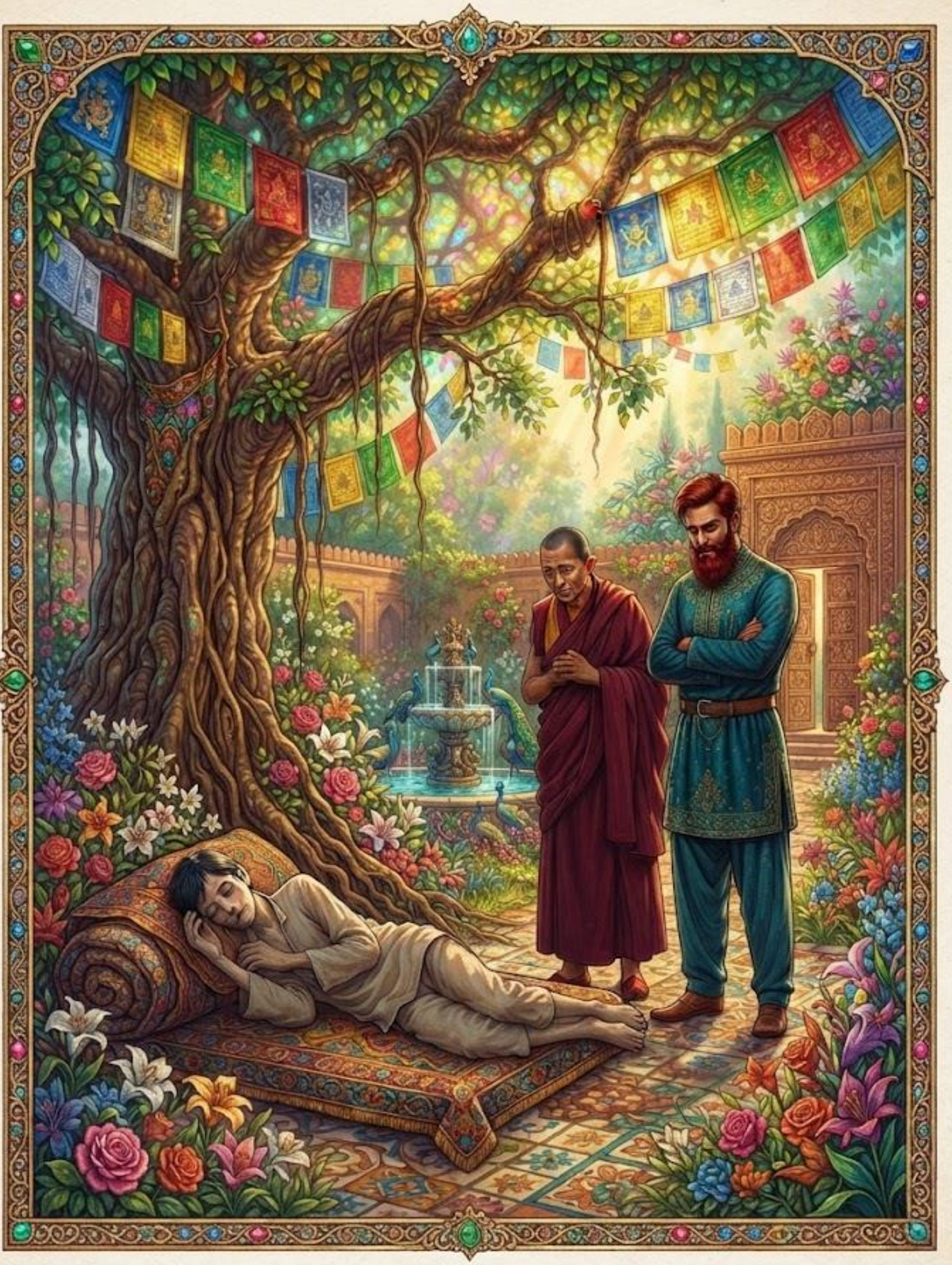

- The Sick Pilgrim -

A Journey of Compassion

محبوب علی اپنے گھوڑوں کی طرف گیا تو لامہ نے کم سے کہا چیلا اٹھو مقدس دریا مل گیا ہے۔ کم نے آنکھیں کھولیں اور مسکرایا میں شاید کئی سال تک سویا رہا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی صحت کے بارے میں پوچھا۔ دونوں اب تندرست تھے۔ لامہ نے کہا مجھے تمہاری صحت کی طرف سے فکر تھی میں نے خاموشی سے غور و فکر کیا۔ نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ دو دن اور دو راتیں اسی طرح گزر گئیں۔ پھر مجھے اپنا دریا نظر آ گیا۔ میں وہاں گیا وہ وہاں آم کے درختوں کے دوسری طرف ہے۔ حکیم نے مجھے اس میں سے باہر نکالا۔ سب لوگ میرے لیے فکر مند تھے مگر میں تو خوش تھا کہ گناہوں سے پاک ہو گیا ہوں۔

چلو اب تم بھی میرے ساتھ اس مقدس دریا میں چلو تا کہ تمہارے گناہ بھی ختم ہو سکیں۔

رات کی تاریکی میں لامہ اور کم اس ندی مقدس دریا کی طرف قدم بڑھانے لگے۔

पहाड़ों का रहस्य | The Secret of the Mountains

महाबूब, लामा, और किम का पुनर्मिलन | Mahboob, Lama, and Kim's Reunion

کم

رڈیارڈ کپلنگ کا عظیم ناول

اردو ترجمہ سید عرفان علی

Urdu Translation

Syed Irfan Ali

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم اورآڈیو بکس ڈائون لوڈ کریں

www.syedirfanali.com

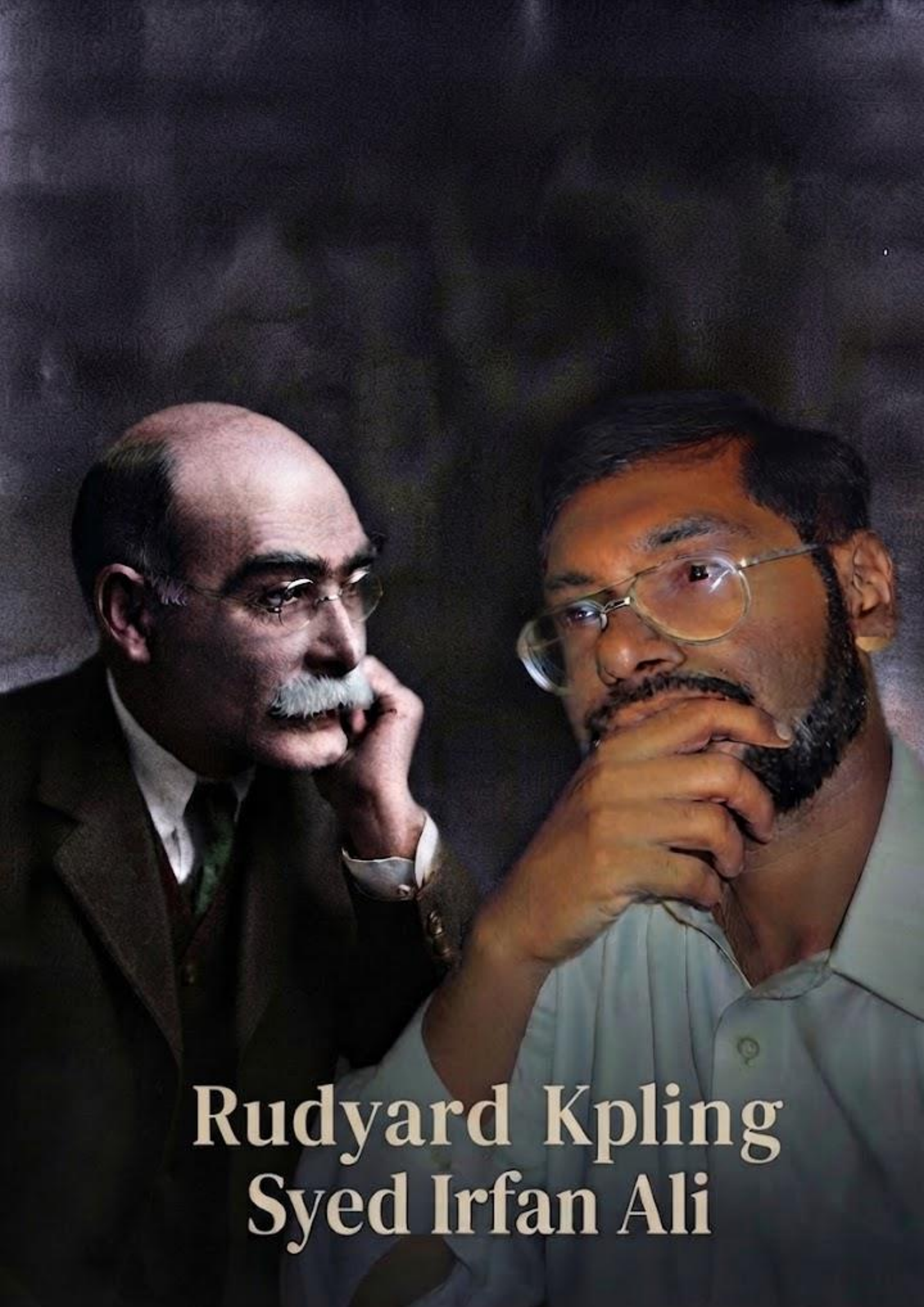
Rudyard Kpling
Syed Irfan Ali

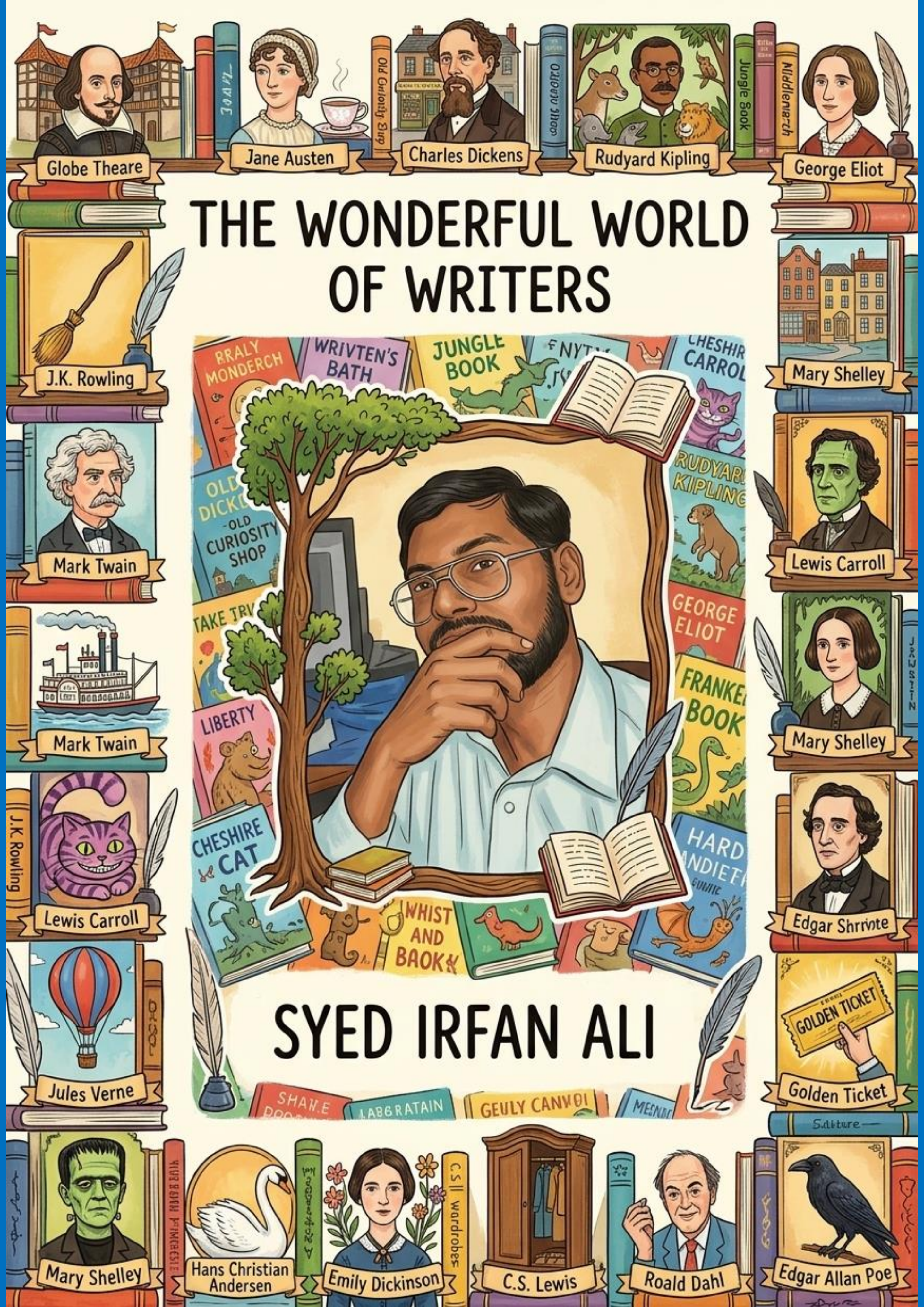
THE WONDERFUL WORLD OF WRITERS
SYED IRFAN ALI
Globe Theare
Jane Austen
Charles Dickens
Rudyard Kipling
George Eliot
J.K. Rowling
Mary Shelley
Mark Twain
Lewis Carroll
Mark Twain
Mary Shelley
Lewis Carroll
Edgar Shrivte
Jules Verne
Golden Ticket
Mary Shelley
Hans Christian Andersen
Emily Dickinson
C.S. Lewis
Roald Dahl
Edgar Allan Poe
JUNGLE BOOK
OLD CURIOSITY SHOP
CHESHIRE CAT
GEORGE ELIOT
RUDYARD KIPLING
LIBERTY
GOLDEN TICKET
Jungle Book
Middlemarch